KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما ۳۳

محمد تمہارے مردوں میں کسی کا باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے (الاحزاب)

آفتاب گولڑہ

اور

فتنہ مرزائیت

مرتب

حاجی نواب دین چشتی گولڑوی

مکتبہ غوثیہ ۱/۱۶ شمس سٹریٹ سعدی پارک مزنگ لاہور

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

معذرت نامہ

کتاب ہذا کے پہلے حصّہ کی اکثر تحریریں اور دوسرے حصّہ کی تقریباً کتاری کی ساری حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ کی سوانح عمری 'مہر منیر' سے لی گئی ہیں جن کے نمبر صفحات تو جا بجا دیئے گئے ہیں مگر کتاب 'مہر منیر' کا نام لکھنا رہ گیا، جس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

اور یہ تحریریں اس لئے 'مہر منیر' سے نقل کرنے کی جسارت کی کہ ان سے زیادہ مصدقہ عبارات کا حصول ممکن نہ تھا۔ کیونکہ یہ تحریریں اس عالم بے مثل کی تحریر کردہ ہیں جن کا علم و فضل اور زہد و تقویٰ مسلّم ہے اور جن کو حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ سے بیعت کا شرف اور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل صحبت کی نعمت نصیب ہوئی ہے۔ اور انہیں کے حسبِ ارشاد حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ کے فارسی مکتوبات و ملفوظات اور فارسی تصانیف تحقیق الحق و اعلاءُ کلمۃ اللہ کا اردو ترجمہ اور فتاویٰ مہریہ مرتب کر کے اردو خوان حضرات پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ اس کے علاوہ مدینہ عالیہ کی ایک معزز شخصیت حضور قبلہ سیّد احمد عطاس مدنی صاحب قدس سرہٗ کی فرمائش پر حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ کے مسلک پر ایک عربی رسالہ 'الفیوضات المدینہ' بھی تحریر فرمایا جسے عراق و حجاز اور مصر تک سراہا گیا۔ اور 'مہر منیر' جیسی ضخیم کتاب کی تصنیف تو اُن کا شاہکار ہے اور وہ ہیں جناب حضرت مولانا مولوی فیض احمد فیضؔ زادہ فیضہٗ جو قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ۱۹۶۰ء سے دربار عالیہ گولڑہ شریف پر قیام پذیر ہو کر وہاں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک وقت میں جامعہ غوثیہ مہریہ کے اوّل مدرس بھی ہیں اور دربار عالیہ میں خطیب و مفتی بھی۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز فرمائے اور صاحبزادگان کا سایہ تاقیامت ہم غریبوں پر رکھے جو اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم کے دین کی خدمت میں ہمہ وقت سرگرم عمل ہیں اور بفرمان مولائی و مرشدی حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخدوم نہیں بلکہ دربار عالیہ کے خادم سمجھے ہوئے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے کہ دربار شریف کے زائرین سیّد الاولیاء حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہٗ کے مہمان ہیں۔ جن کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور یہی نظریہ موجودہ حضرات کا ہے۔

بندۂ ناچیز ۱۹۳۹ء کو ثانی لاثانی حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر پاکپتن شریف میں بیعت ہوا اور اُس وقت سے اکثر دربار شریف پر حاضری دیتا رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس نسبت کو قائم دائم رکھے۔ بندہ تو اسی نسبت سے پہچانا جاتا ہے۔ حضور موصوف نے بندۂ ناچیز کے غریب خانہ چونیاں میں قدم رنجا فرما کر احسانِ عظیم بھی فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ اس میخانے کو تاقیامت آباد رکھے آمین بجاہ النبی الامّی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

نوٹ:۔ کتاب ہذا کے صفحہ ۲ تا ۲۲، ۲۵ تا ۳۰، ۳۵ کی موٹی عبارات 'تاریخ محاسبہ قادیانیت' مذکورہ کے صفحات ۸۶ تا ۱۸۷، ۱۸۹ تا ۱۹۴، ۲۰۶ سے درج کی گئی ہیں اسی طرح ۱۶۴ تا ۱۸۴ کی عبارات کتاب 'حقیقت مرزا' از پادری کے۔ ایل ناصر گوجرانوالہ سے لی گئیں۔

احقر العباد نواب دین گولڑوی عفی عنہٗ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما

آفتابِ گولڑہ

اور

فتنۂ مرزائیت

مرتب

حاجی نواب دین چشتی گولڑوی

مکتبہ غوثیہ ۱۶ شمس سٹریٹ سعدی پارک مزنگ لاہور

ہدیہ ۱۸/- روپے ایک نسخہ حاصل کرنے والے ۱۴/- روپے کے ٹکٹ یا منی آرڈر ارسال فرمائیں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

انتساب

قطبِ ربانی غوثِ صمدانی

آفتابِ گولڑہ

حضرت

سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ

اور

شمع رسالت کے ان پروانوں کے نام

جنہوں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنی

جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تالیف

تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں عرصہ سے ملک بھر میں بہت سی کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ جس میں ہر مکتب فکر کے علماء کرام اپنی اپنی قربانیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مگر ان اجلاس میں حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کو لڑی کا نام نامی اسم گرامی بہت کم سننے میں آتا ہے۔ حالانکہ اول اول آپ ہی نے اس کذاب نبی کے ساتھ بلاواسطہ اور بالواسطہ ٹکر لی۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی، جس سے بعض مسلمان علماء بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ چنانچہ برطانوی سامراج کے مامور کردہ اس کذاب نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بتدریج اپنی ولایت، مجددیت، محدثیت، مہدیت، مسیحیت اور نبوت کا ڈھونگ رچایا اور ملک کے مشہور مشائخ عظام علیہم الرحمۃ کو دعوت نامے ارسال کئے کہ "میں مسیح موعود ہوں، آپ احیائے دین اور عروج اسلام کے لئے میری اعانت کریں"۔ جب یہ خط حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا، تو آپ نے لکھا "میں تم کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا"۔ جس پر یہ کذاب بہت برہم ہوا۔ اور حیات المسیح کا انکار کر دیا تو آپ نے مرزا صاحب کے عقیدہ ممات المسیح

۱؎ انگریزوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں پے در پے شکستیں کھانے کے بعد انتقامی جذبے سے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا پروگرام بنایا، وہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں سے میدان کارزار میں نمٹنا ان کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے انہوں نے مختلف سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ عشق رسول اور جذبہ جہاد ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے جن لوگوں کو استعمال کیا، ان میں سرفہرست مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریزوں کے ایما پر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور جہاد کو حرام قرار دیا۔ برطانوی سامراج کے اس مامور کردہ کذاب نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں توہین و تنقیص کے جملے کہے۔ فضائل و مراتب اور معجزات کا انکار کیا۔ حتیٰ کہ عین خدا ہونے کا دعویٰ تک کر دیا جیسا کہ آپ اس کتاب کے حصہ سوم میں پڑھیں گے۔ علماء حق نے اس کا تعاقب کیا اور اس کے دعوے کی قلعی کھول دی۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کے رد میں ایک کتاب "شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح" تحریر فرما کر اُسے روانہ کر دی اور ساتھ ہی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے معنی دریافت فرمائے۔

کتاب کا منصّہ شہود پر آنا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا اور کلمہ طیبہ کے معانی کے سوال پر علماء اسلام بھی انگشت بدنداں رہ گئے اور ہندوستان کے طول و عرض سے قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو مبارکبادی کے خطوط آنے لگے۔ مرزا صاحب سے نہ ہی "شمس الہدایۃ" کا جواب بن پڑا اور نہ ہی کلمہ طیبہ کا معنیٰ۔ اس کے برعکس مرزا صاحب کے دست راست حکیم نور الدین نے ۲۰ فروری ۱۹۰۰ء کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں بارہ سوالات بھیجے۔ جن کے جوابات آپ نے ارسال فرما دیئے اور حکیم صاحب کو ایک ایسا سوال کیا جس کا وہ جواب نہ دے سکا۔ تو حضرت نے یہ خط و کتابت بصورت اشتہار شائع کرا دی۔ جس پر حضرت نے ملک کے علماء و فضلاء سے تحریری و تقریری خراج تحسین حاصل کیا اور ساتھ ہی مرزا صاحب سے "شمس الہدایۃ" کے جواب کا مطالبہ زور پکڑ گیا۔ تو مرزا صاحب نے جوش میں آکر حضرت کو ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو مناظرہ کی دعوت دے دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔ یہ اشتہار پیر صاحب کو ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا تو آپ نے اگلے روز ہی مناظرہ کی تاریخ مرزا صاحب کے حسب خواہش ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور مقرر کر دی اور اس کے کہنے کے مطابق پانچ ہزار کاپیاں چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیں اور ایک کاپی مرزا صاحب کو بھیج دی۔ جس کی وصولی کی اطلاع مرزا صاحب نے بھیج دی۔

چنانچہ مقررہ تاریخ کو ملک کے طول و عرض سے ہزاروں کی تعداد میں ہر مکتب فکر کے علماء اور مشائخ لاہور پہنچ گئے اور شاہی مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی۔ جہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ مگر مرزا صاحب کو نہ آنا تھا اور نہ آئے۔ بہانا یہ بنایا کہ پیر صاحب اپنے مریدوں سے مجھے قتل کرانا چاہتے ہیں۔

عوام الناس میں بہت جوش و خروش تھا۔ چنانچہ ۲۷ اگست کو شاہی مسجد لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ملک کے ممتاز علماء نے ختم نبوت پر تقاریر فرمائیں اور اسلام کی سربلندی اور مرزا کے دجل و فریب اور پسپائی کو تفصیلاً بیان

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

فرمایا۔ اس دن حق اپنی تمام تر زیبائی و رعنائی کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور باطل سرنگوں ہو کر رہ گیا۔ وقل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

مرزا صاحب کی اس شکست سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ تائب ہوئے اور حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ پیر صاحب ۲۴ تا ۲۶ اگست لاہور میں قیام فرما کر گولڑہ شریف روانہ ہو گئے۔

مرزا صاحب نے اپنی ہزیمت مٹانے کے لئے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ پیر صاحب کو اپنے مقابلے میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر عربی زبان میں لکھنے کی دعوت دے دی۔ اور کہا کہ یہ ستر دن کے اندر چھپ کر تیار ہو۔

چنانچہ مرزا صاحب نے اعجاز المسیح (تفسیر فاتحہ) لکھی اور شمس الہدایۃ کے جواب میں محمد حسن امروہوی سے شمس بازغہ لکھوائی۔ ان دونوں کتابوں کے جواب میں حضرت نے شہرہ آفاق کتاب "سیف چشتیائی" تصنیف فرما کر برصغیر کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم فرمائی۔ جس سے مرزا صاحب کی تمام شیخی خاک میں مل گئی۔ پیر صاحب نے اس کتاب میں "اعجاز المسیح" کے تمام دعووں پر پانی پھیر دیا۔ کیونکہ مرزا صاحب کی تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی اور نحوی اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پر تھی۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے مرزا صاحب کی تفسیر پر تقریباً ایک سو اعتراضات فرما کر مرزا صاحب کو ارسال فرما دیئے۔ جس کے جواب سے فرقہ مرزائیہ آج تک محروم ہے۔

"سیف چشتیائی" کو اہل علم و فضل طبقہ نے سر آنکھوں پر رکھا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے علاوہ پیر صاحب کے کئی ایک متوسلین نے بھی مرزا صاحب کی خوب خبر لی۔ جو آپ اس کے آخر میں پڑھیں گے۔

اس کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس پہلے حصہ میں فتنہ مرزائیت، دوسرے میں پیر صاحب کی شخصیت اور دینی خدمات، تیسرے حصہ میں مرزا صاحب کی شخصیت اور اس کے کفریات، اور چوتھے حصہ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کی شخصیت اور کردار۔

اب اس معرکہ کو ذرا تفصیل سے مع حوالہ جات کے بیان کئے دیتے ہیں۔ تاکہ حق واضح ہو جائے۔ پہلے پیر صاحب گولڑہ شریف قدس سرہٗ کا تعارف اور کچھ حالات زندگی ملاحظہ فرمائیں:

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تعارف

(از مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علمہم الحق والصواب والصلوٰۃ والسلام علی افضل من اوتی الحکمۃ و فصل الخطاب وعلی الذین صعدوا من الآل والاصحاب وعلی من تبعہم الی یوم الحساب

اما بعد واضح ہو کہ عالم ربانی عارف لاثانی رہبر شریعت ہادیٔ طریقت قبلہ عالم حضرت سیدنا و مولانا پیر مہر علی شاہ الحسنی الگیلانی قدس سرہٗ۔ ان بزرگان دین اور علمائے کاملین سے ہوئے ہیں جو بڑی مدت کے بعد کبھی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جن کی نگاہ بصیرت باریک سے باریک حقیقت کو دیکھتی ہے اور جن کی نظر اعتبار کے سامنے حیات انسانی کے تمام نقوش خواہ وہ اجتماعی ہوں یا انفرادی پوری وضاحت کے ساتھ نمایاں رہتے ہیں۔ اور جن کے قلوب انوار سبحانیہ کے معدن اور اسرار ربانیہ کے مخزن ہوتے ہیں۔ وہ ایک طرف اپنا تعلق محبوب حقیقی سے استوار رکھتے ہیں اور دوسری طرف نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہر میدان میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ ان کا وجود اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیر فانی کمالات کا نمونہ۔ اور ان کا خلق اخلاق خداوندی کا آئینہ ہوتا ہے۔ آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے علوم ظاہرہ اور باطنہ سے وہ حصہ وافر عطا فرمایا تھا، کہ بلاریب کمالات علمیہ میں باب مدینۃ العلم امام المشرق والمغارب سیدنا مولانا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تعالیٰ کا مظہر اتم نظر آتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جس طرف بھی توجہ فرماتے دلائل و براہین اور تحقیقات و تدقیقات کا وہ حیرت انگیز نقشہ پیش فرماتے کہ بڑے سے بڑے مدعیان علم و حکمت سن کر دم بخود رہ جاتے۔ تمام علوم شرعیہ اور فنون رسمیہ کی تعلیم و تلقین میں آپ کو وہ ید طولیٰ حاصل تھا کہ مستفیدین جو بڑے بڑے صاحب علم و بصیرت ہوتے تھے یوں محسوس کرتے تھے کہ گویا خود مصنف کتاب کی تشریح کر رہا ہے خاتم المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کی تصنیفات پر آنجناب کو کامل عبور حاصل تھا۔ فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم جیسی دقیق کتابوں کا پڑھانا آپ کے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

معمولات درسیہ سے تھا۔ مثنوی حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ میں وہ مہارت تھی کہ بعض اوقات ایک شعر کی تشریح پر کئی دن گزر جاتے۔ سلسلہ صابریہ کے مشہور شیخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جن کے حواشی مثنوی شریف پر شہرہ آفاق ہیں اور درس مثنوی میں اپنے وقت میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے جب مکہ شریف میں حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ سے مثنوی شریف کے ایک شعر کی تشریح سنی تو محو حیرت ہو گئے اور فرط مسرت میں اپنا سلسلہ صابریہ بدیہۃً پیش فرمایا۔

اگرچہ اثنائے تدریس اور مجالس علمیہ میں آنجناب کے بیان کردہ نکات اور مضامین کا ضبط پورے طور پر نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ علوم لدنیہ کا بحر مواج احاطہ تحریر میں محدود نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ کے خلف رشید حضرت سیدنا پیر غلام محی الدین نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ خانقاہ عالیہ قدوۃ العارفین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ فرید الحق والدین کے سجادہ نشین حضرت دیوان سید محمد صاحب مرحوم جو کہ حضرت قبلہ عالم سے گہری عقیدت رکھتے تھے ان کے اصرار پر آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا ارادہ فرمایا لیکن بعد میں معذرت فرمائی کہ جس وقت میں نے قلم اٹھائی عالم غیب سے بارش کی طرح مضامین میرے دل پر وارد ہونے شروع ہو گئے۔ جن کا ضبط کرنا قلم کی طاقت سے باہر تھا۔ تاہم مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت پر آپ کی تصنیفات شمس الہدایہ اور سیف چشتیائی اور مسائل نذر و نیاز۔ سماع موتی استمداد اور علم غیب وغیرہ پر کتاب اخلاص کلمۃ اللہ اور کلمہ طیبہ کی تشریح اور مسئلہ وحدت وجود وغیرہ پر آپ کی کتاب تحقیق الحق اور غیر مقلدین کے دس سوالات کے جواب میں آپ کا رسالہ فتوحات صمدیہ اور مکتوبات و ملفوظات اور کچھ علمی فتاوے اب تک اہل علم حضرات کے لیے خضر راہ کا کام دیتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے متقی اسلام محقق صوفی مجتہدانہ بصیرت کے حامل فقیہ زبردست مناظر بہترین محدث اعلیٰ ترین مصنف ہونے کے علاوہ فضائے صدق و صفا و اخلاص کے بلند پرواز شہباز اور دریائے عشق و محبت کے غواص تھے۔ (فیض احمد)

یہ تو تھا آپ کا تعارف اب آپ کے سامنے حالات زندگی مختصراً عرض کیے دیتے ہیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حالاتِ زندگی

(تاریخ جماعت قادیانیت ص۱۵ تا ص۱۶ از خالد شبیر احمد پروفیسر شعبہ سیاسیات گورنمنٹ کالج ۔ فیصل آباد)

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے دور کے مشہور صوفی بزرگ ہیں ۔ جن کا شجرۂ نسب پچیس واسطوں سے حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ سے اور چھتیس سلسلوں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ۔ آپ کے اسلاف میں سے حضرت پیر سید [illegible] اور ان کے چھوٹے بھائی پیر سید غلام رسول شاہ اپنے وطن سادھورہ شریف ضلع انبالہ (بھارت) سے نقل مکانی کر کے اپنے گھر سے چند میل دور بمقام گولڑہ شریف آباد ہو گئے ۔ یہاں سے بزرگوں کا روحانی فیض تھا کہ وہ بہت جلد گرد و نواح میں مقبول ہو کر مرجع خلائق بن گئے اور یہ سلسلہ تبلیغ و ہدایت ان چھوٹے سے گاؤں میں آج بھی جاری و ساری ہے ۔

ے یاد رہے کہ برصغیر ہند و پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پاک نے اپنے نانا جان کے دین کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ۔ یہ حضرات اپنے وطن سے ہزاروں میل دور اپنے گھر بار اور عزیز و اقارب کو خیرباد کہہ کر تن تنہا بے یار و مددگار وہاں پہنچے جہاں نہ جان نہ پہچان ان میں سرفہرست حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری جو کابل سے لاہور پہنچے اور سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی جو سنجر سے اجمیر پہنچے ۔ اسی طرح قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلاف میں سے سید تاج الدین محمود قادری رزاقی نویں صدی ہجری میں بغداد شریف سے بنگال پہنچے اور بعد میں آپ کے پوتے حضرت سید مخدوم قادر قمیص بنگال سے سادھورا تشریف لائے ۔

ے مخدوم میراں شاہ قادو قمیص کی بارھویں پشت میں سے ایک صاحب حضرت سید عبدالرحمٰن نوری ۔ (باقی حاشیہ صفحہ [illegible] پر)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت پیر سید روشن دین شاہؒ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے دادا، پیر سید غلام شاہؒ کے والد بزرگوار تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام پیر سید نذر دین شاہؒ ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۷۳۴ ہجری بمطابق ۱۸۱۵ بمقام گولڑہ شریف ہوئی۔ ایک مرتبہ جبکہ آپ عین عالمِ شباب میں

حج پر گئے۔ واپسی پر بمقام بصرہ بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے اور آپؒ کی وصیت کے مطابق آپ کے اوراد و وظائف کی کتابیں آپ کے ساتھ ہی دفن کر دی گئیں۔ آپؒ کے صاحبزادگان پیر سید روشن دینؒ و سید غلام رسول شاہؒ کو جب ساڈھورہ میں اس کی اطلاع ہوئی تو وہ پیدل روانہ ہو کر بصرہ پہنچے اور چھ ماہ تک اپنے والد ماجد کے مزار شریف پر مقیم رہے۔ "مخازن النسب" میں لکھا ہے کہ ایک روز اوراد و وظائف کی کتابیں خود بخود قبر شریف سے باہر آ گئیں۔ جنہیں لے کر یہ دونوں بھائی فریضۂ حج ادا کرنے چلے گئے۔ واپسی پر بغداد شریف و بصرہ سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے۔ جہاں امیر کابل نے ایک علمی مناظرے میں بڑے صاحبزادے پیر سید روشن دین شاہؒ کے کمال سے متاثر ہو کر منصبِ قضا پیش کیا۔ مگر آپ نے قبول نہ کیا اور کابل سے وطن واپس ہوتے ہوئے سرزمین گولڑہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ یہ غالباً بارھویں صدی ہجری کے آخر کی بات ہے جبکہ دہلی کے تخت پر مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی متمکن تھا۔ اور بنگال پر انگریزوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ پنجاب پر سکھ قابض ہو رہے تھے اور مرہٹے اور انگریز دہلی پر نظریں لگائے بیٹھے تھے۔ ۱۷۶۰-۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان پانی پت کی تیسری لڑائی کی وجہ سے اس نواح میں بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس لیے ان ہر دو حضرات نے پنجاب کے اس شمال مغربی گوشے کو جائے امن اور اپنے مقاصدِ تبلیغ و ارشاد کے لیے موزوں خیال کرتے ہوئے ساڈھورہ سے اہل و عیال و خدام کو اسی جگہ بلوا لیا۔ حضرت پیر سید روشن دینؒ قبلہ عالم گولڑوی کے دادا حضرت پیر سید غلام شاہ کے والد بزرگوار تھے۔"

(مہر منیر، مصنفہ مولانا فیض احمد فیضی صفحہ ۵۱-۵۲)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تھے آپ کو مخالفین کی سازش سے زندہ جلانے کی ناکام کوشش کی گئی[1] جس سے اس خاندان کو اچھی خاصی شہرت حاصل ہوئی اور یوں یہ گیلانی سادات کا خاندان مخالفین کی خواہشات کے علی الرغم پہلے سے زیادہ مقبول و محبوب ہو گیا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] حضرت قبلہ عالم (پیر مہر علی شاہؒ) فرماتے ہیں کہ اوائل عمر میں حضرت اجی صاحبؒ (پیر سید نذر دین والد ماجد پیر مہر علی شاہ پوٹھواری زبان میں والد کو اجی کہتے ہیں) شب و روز عبادت الٰہی اور مطالعہ کتب کے سلسلے میں اپنی آبائی مسجد میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اس مسجد کے قریب ہی سکھوں کا محلہ تھا۔ جہاں سکھ قلعدار کی ایک رشتہ دار لڑکی بدچلنی کے الزام میں حاملہ پائی گئی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک مقامی مخالف نے صاحب کو متہم کیا۔ جس پر قلعدار نے کسی اور ثبوت کے بغیر آپ کو گرفتار کرا کر زندہ جلا دینے کا حکم دے دیا۔ اس الزام و سزا کے حکم کے خلاف قرب و جوار کے مسلمانوں کے وفد سکھ سردار کے پیش ہوئے تو اس نے کہا سجادہ نشین صاحب فوراً آ کر یقین دلائیں کہ لڑکا بے گناہ ہے۔ سجادگی پر اس وقت اجی صاحب کے ماموں سید فضل دینؒ رونق افروز تھے۔ آپؒ نے جانے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ اسے کہہ دو کہ اسے جلا ڈالے۔ اگر یہ گنہگار ہے تو ہمارے لیے اس کا جل جانا ہی بہتر ہے۔

تاریخ سزا سے ایک دن پہلے مواضعات میرا بادیہ و میرا اکو وغیرہ کے مسلمانوں نے اجتماع کر کے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر بڑے پیر صاحبؒ نے اطراف و جوانب میں پیغامبر بھجوا کر اطلاع کرا دی کہ جو کوئی ایسا قدم اٹھائے گا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ چنانچہ لوگ رک گئے

سزا والے دن علی الصبح ہی ہزاروں کی تعداد میں مرد و زن قلعے کے باہر جمع ہو گئے۔ اس قلعے کے کھنڈرات شہر سے مغرب کی جانب کچھ دور ندی کے کنارے اب تک موجود ہیں۔ عورتوں نے آہ و بکا کرتے ہوئے اپنے زیورات کا ڈھیر لگا دیا کہ ہمارے پیرزادے کو ان کے ساتھ تول کر جرمانہ وصول کر لو۔ اور انہیں رہا کر دو مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ اس زمانے کے دستور کے مطابق عبرت عامہ کے لیے سزائے موت شارع عام پر دی جاتی تھی۔ اس لیے ایک کھلی جگہ لکڑیاں چن کر چتا تیار کی گئی اور فوج نے اسے گھیرے میں لے لیا۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۱۱ پر

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ ہجری بمطابق ۱۸۵۹ء بروز سوموار گولڑہ شریف میں ہوئی۔ حضرت نے اپنی ابتدائی تعلیم قرآن پاک اور فارسی سیکھنے سے شروع کی اور خداداد قابلیت اور ذہانت کے بل بوتے پر بہت جلد ابتدائی تعلیم کے مراحل طے کر لیے۔ جس کے بعد ہندوستان کے مشہور و معروف دینی مدارس کی طرف اعلیٰ

یہ بدھ یعنی چہار شنبہ کا دن تھا۔ اُس رات اجی صاحب کو حضرت غوث الاعظم کی زیارت نصیب ہوئی جنہوں نے فرمایا کہ چتا پر جانے سے پہلے غسل کر کے، گھر میں جو نیا لباس موجود ہے پہن کر دو نفل نماز ادا کریں۔ چنانچہ سکھ سپاہیوں نے آخری خواہش کی تکمیل میں غسل کے لیے پانی بھی دیا اور گھر سے لباس بھی منگوا دیا۔ جو آپؒ نے پہن کر نماز دوگانہ ادا فرمائی اور چتا پر جا کر بیٹھ گئے۔ لکڑیوں پر تیل لگا کر آگ لگانے کی کوشش کی گئی مگر لاکھ جتن کے باوجود آگ نہ لگی یہ دیکھ کر الزام لگانے والے شخص نے کہ سپاہی پیروں سے مل گئے ہیں اس لیے دانستہ ہیرا پھیری کر رہے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں آگ کیسے نہیں لگتی۔ یہ کہہ کر اس نے حضرت کے کپڑوں اور لمبے لمبے گھونگھریالے بالوں پر کافی تیل ڈالا اور ایک برتن میں خشک بنولے ڈال کر جلائے۔ اور جب شعلے بلند ہونے لگے تو اُس برتن کو آپؒ کے تیل میں تر بتر بالوں کے نیچے رکھ دیا۔ مگر شعلے لپکتے رہے اور ان کی حرکت سے حضرتؒ کے بال لہراتے رہے لیکن انہوں نے آگ کا کوئی اثر قبول نہ کیا۔ آخر اُس جلتے ہوئے بنولوں کو آپ کے تیل میں شرابور کپڑوں پر اُلٹ دیا۔ لیکن وہ بغیر کسی قسم کا اثر قبول کیے ہوئے لکڑیوں پر جا گرے اور بجھ گئے۔

یہ دیکھ کر لوگوں میں آپ کی بے گناہی کا غوغا اُٹھا اور قلعدار نے حکم دیا کہ مخبر کو گرفتار کر کے اسی چتا پر جلا دیا جائے اور خود گلے میں کپڑا ڈال کر دست بستہ حضرتؒ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ کہ آپ واقعی بے گناہ ہیں۔ میں نے اس بُرے آدمی کے کہنے پر آپؒ پر ناحق ظلم کیا۔"

ماخوذ از مہر منیر مصنفہ مولانا فیض احمد فیضی ص ۵۶-۵۵

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تعلیم کے لیے رجوع کیا۔ سب سے پہلے آپ کانپور گئے۔ جہاں مولانا احمد حسن محدث کانپوری سے ملاقات ہوئی آپ چونکہ اُن دنوں حج کے لیے روانہ ہونے والے تھے اس لیے انہوں نے اپنے استادِ محترم جناب مولانا لطف اللہ علیگڈھی کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے انہی بزرگ سے عرصہ ڈھائی سال تک تعلیم حاصل کی جس کے بعد آپ سہارن پور تشریف لے گئے۔ اور مولانا احمد علی سہارن پوری سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ جو حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی کے شاگرد تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب ۱۲۹۵ ہجری بمطابق ۷۷-۱۸۷۶ء میں حصولِ علم کے بعد واپس وطن تشریف لائے اور اپنے آپ کو درس و تدریس میں مشغول کر لیا۔ اس سے پہلے حصولِ تعلیم کے دوران چونکہ آپ کو اپنے استادِ محترم جناب حافظ سلطان محمود کے ہمراہ کئی مرتبہ سیال شریف تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا جس سے آپ حضرت شمس الدین سیالویؒ کے روحانی مرتبے کو اچھی طرح پہچان چکے تھے۔ حضرت شمس الدین سیالویؒ بھی آپ سے خاص شفقت فرماتے تھے اس لیے ہندوستان سے جب آپ فارغ التحصیل ہو کر واپس وطن پہنچے تو سیال شریف حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سے بیعت کر لی۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ اپنے ہی اسلاف کے دستِ حق پرست پر بیعت تھے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی مبنی بر حقیقت ہے کہ آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت تھے

ردِّ قادیانیت کی جانب:-

۱۸۹۰ء میں حج کے موقعہ پر جب آپ نے حجازِ مقدس ہی میں سکونت پذیر ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بنا بر کشف آگاہ ہو کر فرمایا تھا کہ عنقریب سرزمین ہند میں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے جس کا سدباب آپ کی ذات سے متعلق ہے اگر اس وقت آپ اپنے وطن میں بالفرض خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ بعد ازاں وطن لوٹنے پر مکاشفات و مشاہدات کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا کہ اُس فتنہ سے مراد فتنۂ قادیانیت تھا کیونکہ حضرت حاجی صاحبؒ کی پیش گوئی کے مطابق اگلے ہی سال یعنی ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے مناظرِ اسلام، مامور اور مجدد کے دعووں سے آگے قدم بڑھا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے اور نزول سے انکار کر کے اُن کی موت اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

"ملفوظات طیبات" میں درج ہے کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عالم رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرزائے قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔

ایک کشف کے متعلق حضرتؒ کی قلمی تحریر

ایک اور کشف کے متعلق حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی ایک خود نوشتہ یادداشت آپ کے قدیم مسودات میں موجود پائی گئی ہے۔ جس کا متعلقہ حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"در ایام ارادۂ اجابت دعوت مرزا غلام احمد قادیانی کہ ظاہراً بغرض تحقیق حق بذریعہ اشتہارات نمودہ بود بایں نعمت عظمیٰ مشرف شدم در حالتے کہ چشمان خود بند نمودہ بحالت بیداری در حجرہ تنہا نشستہ بودم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم کہ بہیئت قعدہ جلوس فرما ہستند و بفاصلہ چہار پائشت ایں آثم نیز بہماں ہیئت بالمقابل بمحاذاۃ تا مثل جلوس مرید بخدمت شیخ حاضر است و غلام احمد بعید تر ازیں مکان رو بمشرق و پشت کردہ بجانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نشستہ است۔ بعد ازیں رؤیت بہ لاہور بمعہ احباب رسیدم حسب وعدۂ مؤکدۂ خود (مثل لعنۃ اللہ علی من تخلف و بی) تخلف ورزید و بہ لاہور نیامد۔"

ترجمہ:۔ "جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے بظاہر تحقیق حق کی غرض سے اشتہارات کے ذریعہ دعوت دی تھی اور میں اسے منظور کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ مجھے اس نعمت عظمیٰ کا شرف حاصل ہوا میں اپنے حجرہ میں بحالت بیداری آنکھیں بند کیے تنہا بیٹھا تھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قعدہ کی حالت میں جلوس فرما ہیں اور یہ عاصی بھی چار پائشت کے فاصلہ پر اسی حالت میں بادب تمام شیخ کی خدمت میں مرید کی حاضری کی طرح بالمقابل بیٹھا ہے اور غلام احمد اس جگہ سے دور مشرق کی طرف منہ کیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت کر کے بیٹھا ہے۔ اس رؤیت کے بعد میں بمعہ احباب لاہور پہنچا۔ لیکن مرزا اپنے تاکیدی وعدہ سے (مثل انکار کرنے اور پھر جانے والے پر خدا کی لعنت ہو) پھر گیا اور لاہور نہ آیا۔"

ان مکاشفات و مشاہدات کے علاوہ حضرتؒ نے سیف چشتیائی میں "دجال" کے متعلق اپنے بچپن کا ایک خواب بھی بیان فرمایا ہے جو بدیں مضمون ہے:۔

"اس نیازمند نے بلوغت سے قبل جب کہ احادیث دجال کا نام تک بھی نہ سنا تھا، دجال کو خواب میں شرقی جانب سے آتا ہوا دیکھا۔ دائیں آنکھ اس کی پھوٹی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ کہو خدا ایک نہیں۔ میں نے سخت غصے سے جواب دیا کہ مردود، خدا ایک ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر اس نے چند قدم میری طرف بڑھ کر مجھ پر تلوار کا وار کیا مگر اس کا وار خطا ہو کر تلوار اس کی میرے سر سے گزرتی ہوئی زمین پر جا پڑی۔ پھر وہ پیچھے کو مینڈھے کی طرح انہی قدموں پر ہٹ کر پہلی جگہ پر کھڑا ہوا اور پھر وہی کلمہ اس نے کہا اور بجواب اس کے میں نے بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا پھر اس نے دوبارہ میرے گلے پر تلوار کا وار کیا۔ مگر وہ خطا ہو کر، تلوار زمین پر جا پڑی۔ تیسری دفعہ پھر ایسا ہی ہوا۔ بلکہ اس دفعہ تو قبضہ اس کے ہاتھ میں رہا اور تلوار قبضہ سے نکل کر زمین پر جا پڑی۔ تینوں دفعہ بغیر اس کے کہ میں نے سر کو خم کیا ہو تلوار اس کی میرے سر کے اوپر سے گزرتی رہی۔"

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قادیانی دعوت نامہ اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا جواب

مرزا صاحب کا ایک مطبوعہ دعوت نامہ اُن کے پیر و مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا۔ دعوت نامہ کا مضمون یہ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے احیائے دین اور عروج اسلام کے لیے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ اس مشن میں میری اعانت کریں۔ حضرتؒ نے جواب میں لکھوایا کہ میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ حسب سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرات اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

مشائخ طریقت کو چیلنج

مرزا صاحب عوام الناس پر مشائخ طریقت اور سجادہ نشینوں کے ہمہ گیر اثر سے بخوبی واقف تھے اس لیے اُن کی انتہائی کوشش رہی کہ کسی نہ کسی طرح کوئی درویش صفت اور سادہ لوح گدی نشین، اُن کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو جائے اور اُن کے مشن کو تقویت پہنچے لیکن اس میں اُن کو کامیابی نہ ہوئی۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں تک ایمان و عقائد کا تعلق ہے بزرگان دین کی کم علم اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتی ہے۔ اس لیے جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو ایام الصلح میں مرزا صاحب نے مشائخ پر بہ طریق ذیل اپنا غبار نکالا:۔

"ایں وقت زیر سقف نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد کہ لاف برابری با من زند۔ من آشکارے گویم و ہرگز باک ندارم اے اہالیان اسلام، در میان شما جماعتے می باشند کہ گردن بدعوی محدثیت و مفسریت برمے فرازند و طائفہ اند کہ از نازش ادب پا بر زمین نگذارند و گروہے اند کہ دم بلند از خداشناسی زنند و خود را چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی و چہا چہا مے گویند۔ ایں جملہ طوائف را نزد من بیارید"

یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مار سکے۔ میں اعلانیہ اور بلا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو، تم میں بعض لوگ محدثیت اور مفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض از راہ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خداشناسی کا دم مارتے ہیں۔ اور چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں۔ ذرا ان سب کو میرے سامنے تو لاؤ۔

شمس الہدایت کا طلوع

جب مرزا صاحب اور اُن کے نئے مذہب کا زیادہ چرچا ہوا اور ظاہر بین لوگ متاثر ہونے لگے تو علماء کی درخواست پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اس طرف متوجہ ہوئے اور باطنی ارشادات کی تعمیل میں ۱۳۱۶ھ یعنی ۱۸۹۹ء ماہ شعبان و رمضان المبارک میں اوراد و اشغال روزمرہ سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان "شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح" منشی عبدالجبار کاتب اخبار

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

چودھویں صدی راولپنڈی کو قلمبند کرایا جو رمضان شریف ہی میں طبع ہو کر سارے ہندوستان کے علماء و مشائخ میں تقسیم کرا دیا گیا۔ اور ایک کاپی بذریعہ رجسٹری مرزا صاحب کو بھی قادیان میں ارسال کر دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بجسدِ عنصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ثابت فرماتے ہوئے، اُمتِ اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے قرار دیا ہے۔ نیز ثابت کیا ہے کہ اُن کی موت اور اُن کے مثیل کے دُنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔ شمس الہدایۃ کے آغاز میں آپ نے مرزا صاحب کی "ایام الصلح" والی تعلّی کے مقابلہ میں اُن سے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی دریافت کیے ہیں۔ جس کا وہ صحیح جواب نہ دے سکا۔ کلمہ طیبہ کا صحیح مسلک، آپ نے اپنی تصنیف "سیف [illegible]" میں سمجھایا۔ شوق ہو تو وہاں دیکھ لیں۔

قادیان میں تہلکہ

"شمس الہدایۃ" کے مندرجات منقولات اور معقولات اور اس کے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد علمی و عارفانہ شہرت اور عوامی عقیدت ایسی چیزیں نہ تھیں جس سے قادیان میں تہلکہ نہ مچ جاتا۔ مرزا صاحب کے حواریوں نے خود لکھا ہے کہ کتاب کا شائع ہونا تھا کہ ملک کے طول و عرض میں ایک شور بپا ہو گیا۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی کے سوال پر علمائے اسلام بھی دنگ رہ گئے۔ طبقۂ علماء میں "شمس الہدایۃ" کی قدر دانی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اہل حدیث کے پیشوا مولوی عبد الجبار غزنوی نے اس کے مطالعہ کے بعد حضرت کو مندرجہ ذیل خط تحریر کیا۔

مولوی عبد الجبار غزنوی کا خط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جمع خیرات و برکات، منبع حسنات و فیوضات، حضرت پیر مہر شاہ صاحب۔ لازال للدین والاسلام ناصراً وللالحاد والزندقہ کاسراً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام مسنون و داعیہ اجابت مقرون، معروض خاطر انور ظاہر آنکہ بہ چند لقائے جسمانی و ملاقات ظاہری بحکم الامور مرہونۃ باوقاتہا بالفعل در زاویہ تعطیل و ناحیہ تاویل است مگر تعارف روحانی یوم میثاق بحکم الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف موجب الفت و مودت و محبت است۔ کتاب شمس الہدایت در دو مجلد و مرد نادرہ عصر جعل لہم اللہ از نظر احقر گذشت از مطالعہ اش حظ وافر و خیر ظاہر برداشتم۔ کثر اللہ تعالیٰ امثالکم وتوبکم وجعل الی کل خیر مالکم۔ رسالہ فارسی آں مکرم را ظمآن و تشنہ لبانم (ترجمہ۔ بہ چند ظاہری ملاقات نہیں ہوئی مگر روز میثاق کا روحانی تعارف بمصداق حدیث شریف ——— موجب محبت ہے۔ کتاب شمس الہدایۃ کے مطالعہ سے میں نے حظ وافر اور خیر ظاہر حاصل کیا ہے۔ آپ کے فارسی رسالہ کے مطالعہ کا اشتیاق ہے)

یہاں فارسی رسالہ سے مراد حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی کتاب "تحقیق الحق" ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جب مرزا صاحب کو اس معرکہ میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو اس کے مرید خاص حکیم نور دین نے خفت مٹانے کے لیے پیر صاحب کو بارہ سوالات برائے جوابات لکھ بھیجے۔ سوالات اور جوابات ملاحظہ ہوں۔

حکیم نورالدین کے بارہ سوالات

۲۰۔ فروری ۱۹۰۰ء کو حکیم نورالدین نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو ایک خط بھیجا جس میں بارہ سوالات درج تھے اور لکھا تھا کہ مجھے جناب کے ساتھ بڑا حسن ظن تھا۔ اور قریب تھا کہ میں خود معتقد ہو جاتا لیکن اس اثنا میں جناب کی کتاب دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جس میں جناب بالکل مولویوں اور منطقیوں کے رنگ میں جلوہ گر ہوئے ہیں اور صوفیوں کے مشرب کی ذرہ بھر بھی جھلک نہیں دی۔ سبحان اللہ، میں نے بارہا سنا کہ جناب فتوحات مکیہ کے غواص ہیں مگر کتاب میں صفحہ ۴۰ تک صرف ایک جگہ شیخ اکبر کا ذکر"..... حکیم صاحب کے کچھ سوالات تو تفسیر ابن جریر اور تاریخ کبیر بخاری کے حوالہ جات کی نسبت تھے کہ آیا اس زمانہ میں یہ ناپید کتابیں آپ کے کتب خانہ میں ہیں؟ اور تفسیر ابن جریر کی مثل پانچ چھ تفسیروں کے نام دریافت کیے تھے۔ باقی سوالات کا خلاصہ یہ ہے:

سوال ۳۔ کلی طبعی جناب کے نزدیک موجود فی الخارج ہے یا نہیں۔ تشخص متشخص کا عین ہے یا غیر؟

سوال ۴۔ تجدد امثال کا مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال ۵۔ زید، عمرو یا نورالدین جزئیات انسانیہ اس محسوس مبصر جسم عنصری کا محدود نام ہے یا وہ کوئی اور چیز ہے جس کے لیے یہ جسم بطور لباس ہے؟

سوال ۶۔ انبیاء و اولیاء، انواع ذنوب و خطایا سے محفوظ نہیں یا ہیں۔ کتاب یا سنت سے کوئی قوی دلیل چاہیے۔

سوال ۷۔ الہام و کشف و رویائے صالحہ کیا چیز ہیں۔ ان سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال ۱۰۔ عقل، قانون قدرت، فطرت کہاں تک مفید ہیں یا شریعت کے سامنے اس قابل نہیں کہ ان کا نام لیا جائے۔ تعارض عقل و نقل کے وقت کونسی راہ اختیار کی جائے؟

سوال ۱۱۔ تصحیح احادیث رواۃ کو دیکھ کر آج کل ہم اور آپ بھی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال ۱۲۔ تفسیر بالرائے اور متشابہات کے کیا معنی ہیں؟

اور ایک سوال بعض احادیث مندرجہ شمس الہدایت کے استخراج کے متعلق تھا۔

حضرتؒ کے جوابات

خط کے پہنچتے ہی حضرتؒ نے جواب تو لکھوا دیا مگر اپنے علماء کے اس مشورہ کے تحت روانہ نہ کیا کہ مبادا ان کی اشاعت سے شمس الہدایت میں مندرجہ سوالات کے جواب سے ہی جواب مل جائے۔ مگر جب ۲۴ اپریل کے اخبار الحکم قادیان میں عدم جواب کا شکوہ شائع ہوا تو آپ نے وہ جواب بھجوا دیا۔ حکیم صاحب کے خط اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے جواب کی نقول آپ کی کتاب سیف چشتیائی میں شائع ہو چکی ہیں۔ جوابات کی شان، دلالت اور فریق مخالف کے متحیرانہ سکوت کا لطف تو کچھ ان کے مطالعہ ہی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

سے آسکتا ہے۔ البتہ دلچسپی کے لیے اُن میں سے چند جوابات کا اختصار یہاں بھی دیا جاتا ہے۔

حضرتؒ نے تفسیر ابن جریر کی مثل چھ کی بجائے سولہ تفسیروں کے نام تحریر فرمائے اور لکھا کہ تفسیر ابن جریر مولوی محمد غازی آپ کو بالمشافہ دکھلا سکتے ہیں اور چونکہ تفسیر کبیر بخاری کا ذکر در منثور کے حوالہ میں آیا ہے۔ لہٰذا اس کی دستیابی کا سوال اس کے مصنف علامہ سیوطیؒ سے ہونا چاہیے۔

جواب نمبر ۳۔ کلی طبعی کے متعلق فرمایا کہ میرے نزدیک اس کا منشا موجود فی الخارج ہے۔ اور تشخص عین شخص ہے مگر عوارض بھی لزوم فی التحقق سے بہرہ یاب ہیں۔

جواب نمبر ۴۔ تجدد امثال کا مسئلہ میرے نزدیک صحیح ہے مگر تجدد شہودی وحدۃ سیالہ کو منافی نہیں جو مدار ہے ترتب احکام عرفیہ کے لیے۔

جواب نمبر ۵۔ جزئیات انسانیہ، ماہیت معروضہ کا نام ہے۔ وجودات خاصہ ہوں یا عدمات خاصہ یا دونوں سے مغایر اجسام اہل کر یعنی، یا برزخی یا حشری، زید کے مسمّٰی میں نہایت ہی دخل ہے۔ فقط روح مجرد کے لیے بمنزلہ لباس ہیں۔ ہاں بطریق مجاز مرسل کبھی ماہیت کی جزء پر بھی بولے جاتے ہیں۔ یہاں پر لحاظ قرائن مثل قتل وصلب نہایت ضروری ہے۔

جواب نمبر ۶۔ انبیاء و رسل اُن انواع ذنوب و خطایا سے جو شان نبوت کے منافی ہوں معصوم و مامون ہیں۔ ورنہ امر بالاتباع کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ آیات قرآنیہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اور فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ اس چیز پر دلالت کر رہی ہیں۔ اولیائے کرام بعد فنائے اتم، بشارت مذکورہ میں داخل ہیں اصالت اور تبعیت کا فرق ہے۔

جواب نمبر ۷۔ الہام و کشف و رؤیا صالحہ منجملہ شعب ایمانیہ سے ہیں اور اُن کا معیار صحت و فساد، کتاب و سنت سے مطابقت ہے۔

جواب نمبر ۸۔ عقل اور قانون قدرت جو استقرائے ناقص سے عبارت ہے۔ اُن کا اعتبار محدود ہے تاوقتیکہ نص مخالف قطعی الدلالت شارع سے وارد نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ اسی تحریر نے آپ کو مرزا صاحب کے قدموں میں جھکایا ہے۔ مگر پھر بھی عقدہ کشائی نہ ہوئی۔

جواب نمبر ۱۱۔ تصحیح احادیث رواۃ کو دیکھ کر آج کل آپ اور ہم بغیر جرح و تعدیل من السلف نہیں کر سکتے۔

اس خط و کتابت کو جناب مولینا حافظ محمد غازی نے بصورت اشتہار شائع کر دیا اور جب حضرتؒ کے جوابات نے ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر علماء و فضلاء سے تحریری و تقریری خراج تحسین حاصل کیا اور عوام کی طرف سے شمس الہدایت کے جواب کا مطالبہ زور پکڑ گیا تو مرزا صاحب نے جوش میں آکر حضرتؒ کو مناظرہ کی دعوت دی۔ مگر اس میں یہ نہیں کہا کہ آئیے، میرے جن عقائد اور دعاوی سے آپ کو اور تمام عالم اسلام کو اختلاف ہے یعنی وفات مسیح، میرا مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونا، لا مہدی الا عیسیٰ، میری ظلی بروزی بلکہ مستقل نبوت، میرے متعلق انکار پر مسلمانوں کا خارج از اسلام ہونا اور دجال شخصی اور جہاد سیفی کی تردید وغیرہ کے متعلق میرے ساتھ مباحثہ کر لیں تاکہ حق واضح ہو جائے اور میرے مشن کی راہ میں جو رکاوٹیں ہیں دور ہو جائیں۔ بلکہ اس بات کی دعوت دی کہ آؤ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔

مرزا صاحب کی طرف سے تحریری مناظرہ کی دعوت

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۲۔ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار جاری کر کے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو عربی میں تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج دیا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

یہ دعوتِ مناظرہ اور جواب دعوتِ مناظرہ 'مہرِ منیر' صفحہ ۲۱ تا ۲۲۷ میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ جو جانبین کی طرف سے اشتہارات کی شکل میں چھپے، جس میں گواہوں کے نام، شرائط، تاریخ اور مقامِ مناظرہ طے پایا، درج ہے۔ جواب دعوتِ مناظرہ میں پیر صاحب نے مرزا صاحب کے چند کفریہ عقائد بھی گنوائے تھے۔ جو اس کی تصانیف میں درج ہیں جنہیں آپ کی دلچسپی کے لیے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ الزلزال کے معنی غلط سمجھے (ازالہ صفحہ ۱۲۸) پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے علماء نے جو ظاہری اس سورۃ کی یہ تفسیر کی ہے کہ زمین کو آخری ایام میں سخت زلزلہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور وہ ایسا زلزلہ ہوگا کہ تمام زمین اس سے زیر و زبر ہو جائے گی۔ اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ سب باہر آجائیں گی۔ اور انسان یعنی کافر لوگ زمین سے پوچھیں گے کہ تجھے کیا ہوا ہے تو وہ اس روز باتیں کرتے ہوئے اپنا حال بتائے گی۔ یہ معنی اور تفسیر سراسر غلط ہے:
حالانکہ یہ معنی وہ ہیں جو افقہ الناس ابن عباسؓ نے آنحضرتؐ سے کیے ہیں اور ابن کثیر۔ دُرِّ منثور وغیرہ تصنیفات علامہ سیوطیؒ میں یہی درج ہیں)

(۲) قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں (دیکھئے لیکھرام کی موت کی نسبت اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۳۳-۳۴)

(۳) فرشتے نفوس فلکیہ و ارواح کواکب کا نام ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ سیارات کی تاثیر سے ہوتا ہے (توضیح مرام صفحہ ۳۳-۳۷-۳۸ تا ۴۰ و ۶۷)

(۴) جبرائیل کبھی زمین پر نہیں آئے نہ آتے ہیں (توضیح مرام ملخصاً صفحہ ۶۸-۷۰-۸۵)

(۵) انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۲۸-۶۲۹)

(۶) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی وحی غلط نکلی (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۸۸-۶۸۹)

(۷) حضرت رسول اکرمؐ کو ابن مریمؑ، دجال، خر دجال اور یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض کی وحی نے خبر نہیں دی (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۱)

(۸) خر دجال ریل گاڑی ہے۔ دابۃ الارض علماء ہوں گے اور دجال پادری صاحبان وغیرہ وغیرہ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۹۵-۴۹۶، و رسالہ انجام آتھم)

(۹) حضرت مسیح علیہ السلام مسمریزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۰۸)

(۱۰) حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۰۳)

(۱۱) "براہین احمدیہ" خدا کا کلام ہے (ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۰۳)

(۱۲) قرآن شریف میں جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں (ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۴۸ تا ۷۵۳)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

(۱۳) قرآن شریف میں اِنّا انزلناہ قریباً من القادیان موجود ہے (ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۶-۷۷)

(۱۴) مکہ، مدینہ، قادیان تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۶ و ۷۷)

(۱۵) بیتُ الفکر واقع قادیان (وہ چوبارہ جس میں بیٹھ کر مرزا صاحب کتابت کرتے ہیں) مثیلِ حرمِ کعبہ ہے۔ وَمن دخلہٗ کان اٰمنا (براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸)

(۱۶) آیت سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ کا معنوی اور اصلی طور پر مصداق وہ مسجد ہے جو مرزا صاحب کے والد نے بنائی اور مرزا صاحب نے اُس میں توسیع کی۔ (اشتہار منارۃ المسیح)

(۱۷) حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں دوبارہ دُنیا میں نہیں آویں گے۔ (حاجت حوالہ نہیں)

(۱۸) حضرت رسُولِ اکرمؐ، خاتم النبیین والمرسلین نہیں ہیں (ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ و اشتہار معیار الاخیار)

(۱۹) قیامت نہیں ہوگی تقدیر کوئی چیز نہیں ہے (صفحہ دوم ٹائیٹل پیج ازالۃ الاوہام)

(۲۰) حضرت مہدیؑ نہیں آویں گے۔ (ازالۃ الاوہام ۵۱۸ و اشتہارات حال جن کا لا مھدی الا عیسٰی کی حدیث پر استدلال ہے)

(۲۱) آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۱۵)

(۲۲) عذاب قبر نہیں ہے۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۱۵)

(۲۳) تناسخ صحیح ہے۔ (ست بچن صفحہ ۸۴)

(۲۴) قرآن مجید میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۵-۲۶)

(شاید اسی عقیدہ پر عمل کر کے مرزا صاحب بھی ہر ایک شخص مخالف کو اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کو ہزار ہزار بے نقط سناتے ہیں۔ مگر حضرت، آیت شریف۔ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور دیگر آیاتِ قرآنی اور آپ کے اپنے الہاماتِ ذاتی وَتلطف بالناس وترحم علیھم یا داؤد عامل بالناس رفقًا واحسانًا وغیرہ اُردو الہامات ہم مضمون کو شاید بھول جاتے ہیں۔ آپ کی بدزبانی تو تلوار سے زیادہ کام کرتی ہے۔ شاید ان گالیوں میں بھی فصاحت پیدا کی گئی ہے)

اس ظالم نے اس پر ہی بس نہیں کیا، بلکہ کلمہ طیبہ کو اپنی طرف منسوب کر کے اس کی سخت توہین کی اس کے علاوہ وہ اور کئی کفریہ عبارات بھی کتابوں میں موجود ہیں۔ جو آپ اس کتاب کے حصہ سوم میں پڑھیں گے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہاں تو بات ہو رہی تھی، اشتہار بازی کی، جب یہ اشتہار علماء اور مشائخ کو پہنچا تو

جماعتِ علماء کی طرف سے جوابِ دعوت کا اشتہار

اس کے بعد پنجاب، سرحد اور ہندوستان کے ساٹھ علماء و مشائخ کے دستخطوں سے ایک اشتہار مرزا صاحب کی دعوت کے جواب میں جاری ہوا۔ جس میں درج تھا کہ ہمیں حضرت پیر صاحب کا اشتہار جوابِ دعوت مل گیا ہے اور ہم ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو پیر صاحب کے ہمراہ جلسۂ مباحثہ لاہور میں حاضر ہو رہے ہیں۔ ہم حضرت پیر صاحب کی شرط برائے مناظرہ تقریری کو جائز اور ضروری سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت و نبوت ہی اہلِ اسلام کے درمیان مابہ النزاع ہے۔ اور وہ بقول خود مسلمانوں پر اس دعویٰ کے اثبات کے لیے مامور بھی ہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب کے لیے بہت اچھا موقعہ ہے کہ اس مناظرہ میں اپنا دعویٰ ثابت کر کے اہلِ اسلام پر اتمامِ حجت کریں۔ علمِ تفسیر اور عربیت میں آپ کا کمال ایک ثانوی چیز ہے۔ اگر آپ کی امامت کو تسلیم کر لیا گیا تو آپ کے دیگر کمالات لامحالہ تسلیم کر لیے جائیں گے۔ اپنے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کو منوانے کا اس سے بہتر موقعہ مرزا صاحب کو کبھی نہیں ملے گا۔ یہ چیز کسی پہلو سے معقول نظر نہیں آتی کہ مرزا صاحب علمائے برِصغیر ہندوستان کی ایک کثیر جماعت کو محض اس لیے بلا رہے ہوں کہ وہ جلسۂ لاہور میں دن بھر خاموش بیٹھ کر دو منشیوں کی تفسیر نویسی کا مظاہرہ دیکھتے رہیں۔ پیر صاحب تفسیر نویسی کے مقابلہ کے لیے بھی تیار ہیں لیکن اگر تقریری مباحثہ نہ ہوا تو تفسیر نویسی کے مقابلہ کے بعد بھی متنازعہ فیہ مسئلہ جوں کا توں رہ جائے گا۔

حضرت کی طرف سے تقریری بحث کی دعوت کا ردِّ عمل

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی طرف سے تقریری بحث کی دعوت نے اس ہونے والے مباحثہ کی قومی افادیت اور عوامی دلچسپی میں بے حد اضافہ کر دیا۔ مرزا صاحب کے چیلنج میں تو اس مقابلہ کی حیثیت کم و بیش انفرادی تھی جس میں دو فاضل مضمون نگار تفسیر نویسی اور عربی علم و ادب میں اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر کے بڑے چھوٹے ہونے کا فتویٰ حاصل کرتے۔ مگر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی دعوت نے قادیانیت اور اسلام اور کفر و ایمان کی دس سالہ کشمکش کو براہِ راست بالمقابل کر کے تصفیہ اور قولِ فیصل کے مقام پر لا کھڑا کیا۔

اس تمام کارروائی سے ہندوستان میں دور و نزدیک تک اچھی خاصی ہلچل مچ گئی تھی۔ لوگ بڑی شدت کے ساتھ ۲۵ اگست کا انتظار کرنے لگے۔ خاص طور پر پیر صاحب کے جوابی اشتہار اور اس کے بعد علماء کرام کی جانب سے جوابی اشتہار کی اشاعت کے بعد عوامی دلچسپی میں بے حد اضافہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ ان جوابی اشتہاروں میں تحریری مقابلۂ تفسیر نویسی سے پہلے اصل اور اہم موضوع پر تقریری مقابلہ اور اس کی اہمیت انتہائی طور پر واضح کر دی گئی تھی اس طرح پیر مہر علی شاہ صاحب کی اس ترمیمی تجویز نے کفر و اسلام کی اس دس سالہ کشمکش کو براہِ راست بالمقابل کر کے ایک فیصلہ کن مرحلے میں داخل کر دیا تھا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

پیر مہر علی شاہ کی لاہور میں آمد اور مرزا صاحب کا فرار

جیسے جیسے یہ تاریخی دن نزدیک آتا جا رہا تھا فریقین کے جذبات میں ایک عجیب و غریب کیفیت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ دونوں گروہ اپنی اپنی دانست میں اسے حق و صداقت اور الحاد کے درمیان ایک فیصلہ کن دن کی حیثیت دے رہے تھے۔ اور اپنی اپنی جگہ دونوں مطمئن تھے۔ کہ وہی فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوں گے۔ لیکن قادیانیوں کی جانب سے اُس وقت جبکہ مباحثہ کے دن میں فقط چار یوم کا عرصہ باقی رہ گیا تھا ایک اطلاع نامہ سید محمد احسن امروہی کی جانب سے گولڑہ شریف پہنچا جس میں درج تھا۔ کہ مرزا صاحب کو تقریری مباحثہ کی شرط منظور نہیں ہے۔ حالانکہ پیر مہر علی شاہ کی جانب سے حافظ محمد الدین مالک مصطفائی پریس لاہور نے ایک رجسٹرڈ خط مرزا صاحب کو تحریر کر دیا تھا کہ اگر وہ مباحثہ کی شرائط میں ترمیم کرانا چاہتے ہوں تو وقت پر اطلاع دیں لیکن مرزا صاحب پہلے تو چپ سادھے خاموش رہے اور بعد میں نامنظوری کا پروانہ گولڑہ شریف روانہ کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود پیر مہر علی شاہ صاحب کی جانب سے ایک اعلان ۲۱ یا ۲۲ اگست کو راولپنڈی سے شائع ہوا کہ وہ ۲۵ اگست کو تقریری اور تحریری مباحثہ کے لیے لاہور تشریف لے جائیں گے

چنانچہ جب وعدہ کا دن قریب آیا تو ملک کے طول و عرض سے ہزارہا مسلمان لاہور پہنچ گئے۔ علماء، مشائخ، درویش اور ہر طبقہ و فرقہ کے مذہبی افتاد طبع رکھنے والے مسلمان شیعہ، سنی، اہل حدیث حتیٰ کہ قادیانی جماعت کے مُرید متفق، ہمدرد اور مائل بھی دُور و نزدیک سے جمع ہو گئے۔ دہلی، سہارن پور، دیوبند، لدھیانہ، سیالکوٹ، گورداسپور، امرتسر، مظفر گڑھ، ملتان اور پشاور کے ہر عقیدہ کے اسلامی مدارس اور مراکز نے بھی جو پہلے سے ہی قادیانی مباحث میں دلچسپی لے رہے تھے، اپنے اپنے نمائندے بھیجے۔ بعض سرکاری ملازم بھی دُور و دراز شہروں سے رُخصت لے کر پہنچ گئے۔ مسلمانانِ لاہور نے اپنی روایتی مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ استقبالیہ کمیٹیاں بن گئیں۔ اور سرائیں، مسجدیں، مدرسے اور لوگوں کے گھر مہمانوں سے بھر گئے۔ قریبی اضلاع قصبوں اور مضافات سے آنے والی ریل گاڑیاں وغیرہ سواریوں سے بھری ہوئی پہنچنے لگیں۔ اور لاہور کے بازاروں میں لوگوں کے ٹھٹھ سے میلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اُن دنوں ویسے بھی لوگ مذہبی جلسوں اور مباحثوں میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ لیکن اس خاص موقعہ پر تو ہجوم خلائق کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ جیسی مشہورِ زمانہ رُوحانی تقدس اور علمی احترام و شہرت رکھنے والی شخصیت پہلی بار، اسلام پر قادیانیت کے خطرناک حملوں کے دفاع میں علمائے دین کی اس قدر بڑی اور فقید المثال تعداد کے ساتھ میدانِ مناظرہ و مباحثہ میں تشریف فرما ہو رہی تھی۔ اور تمام موافق، متردد یا مخالف حضرات۔ اپنی آنکھوں سے بیسویں صدی کی اس سب سے بڑی اشتہاری تحریک کا حشر دیکھنا چاہتے تھے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مسلمانوں کے تمام فرقوں کا حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو اس محاذ پر اپنا قائد منتخب کرنا

اس معرکہ میں تمام اسلامی فرقوں کے رہنما ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ سُنّی، اہل حدیث اور اہل قرآن کے علاوہ لاہور اور سیالکوٹ کے شیعہ مجتہدین نے بھی قادیانیت کے محاذ پر حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے اپنا سربراہ و نمائندہ ہونے کا اعلان کیا۔ بالکل وہی صورتِ حال پیدا ہوئی جو پاکستان کے وجود میں آنے کے وقت ہندو کفر کے مقابلے میں اسلامی سیاسی پلیٹ فارم پر پیدا ہو گئی تھی

اس طرح ۱۹۵۳ء کا یہ تاریخی دن ۱۹۵۳ء کے اُن دنوں سے پوری طرح مماثلت رکھتا ہے جبکہ پیر مہر علی شاہ کے مرید خاص امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے پیر و مرشد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہندوستان میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کو پرچم اسلام تلے جمع کر دیا تھا۔

یہ وہ اسلامی رُوح تھی جو اپنے دامن کی پہنائی اور شدید و خفیف اختلافات کے باوجود ہر بیرونی اور ناقابلِ برداشت طاقت کے خلاف نبرد آزمائی و مدافعت کے لیے اپنے فرزندوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے پر ہمیشہ مجبور کر دیتی رہی ہے۔ اسلامیانِ ہند کی اس علمی اور دینی قیادت کے وقت حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی عمر شریف صرف بیالیس ۴۲ سال کے قریب تھی۔ انہیں فارغ التحصیل ہوئے بائیس برس ہو چکے تھے۔ خلافتِ ارشاد کا اٹھارواں سال تھا۔ اور جذب و سیاحت اور ادائیگیِ حج کے بعد مسندِ ارشاد پر صرف دس برس کا عرصہ گزرا تھا۔

لاہور میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی تشریف آوری

۲۴ اگست کو گولڑہ شریف سے روانگی پر حضرتؒ نے مرزا صاحب کو ایک تار کے ذریعے پہلے راولپنڈی ریلوے اسٹیشن سے اور پھر اثنائے سفر لالہ موسیٰ جنکشن سے اطلاع دی کہ میں لاہور پہنچ رہا ہوں۔ جب آپ کی ٹرین لاہور پہنچی تو پہلا سوال جو آپ نے دریافت فرمایا مرزا صاحب کی آمد کے متعلق تھا۔ پچاس کے قریب نامی گرامی علماء آپ کے ہمراہ تھے جو پشاور، ہزارہ، اٹک، چھچ، دھنی، کھیبی، پٹھوار، سوان اور سون وغیرہ علاقہ جات کے رہنے والے تھے۔ اضلاع جہلم، گجرات، گوجرانوالہ، شاہ پور، میانوالی کے علماء اور مشائخ اثنائے راہ یا لاہور میں پہنچنے سے قبل یا بعد پہنچ کر شامل ہو گئے۔ اسی طرح بہاول پور، ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ اسماعیل خان و ڈیرہ غازی خان کے ارباب علم پہلے پہنچ کر آپ کے استقبال کنندگان میں شامل تھے۔ آپ کے ایک صاحب علم و ثروت مخلص حاجی کریم بخش سیٹھی سکنہ پشاور ساٹھ ہزار روپے کی طلائی اشرفیاں ہمراہ لائے تھے کہ اگر اربابِ حکومت نے حفظِ امن کے پیشِ نظر ضمانت طلب کی تو نقد جمع کرا دی جائے گی۔

مسلمان بہت بڑی تعداد میں آپ کے استقبال کے لیے اکٹھے ہو چکے تھے اور آپ کو جلوس کی صورت میں لے جانا چاہتے تھے مگر آپ نے پسند نہ فرمایا اور ریلوے اسٹیشن سے باہر باغ میں تشریف فرما ہو کر تقریباً دو گھنٹہ تک لوگوں سے مصافحہ فرماتے رہے اور اُن کے شوقِ زیارت کی تسکین فرمائی۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

آپ کے قیام کا انتظام معہ آپ کے رُفقا کے برکت علی محمڈن ہال اور اُس کی ملحقہ عمارات بیرون موچی دروازہ میں کیا گیا تھا۔ جہاں ہر شام ہی مقامی اور بیرونی علماء و زعماء کی آمد و رفت شروع ہو گئی جو بہت رات گئے تک متعلقہ مسائل پر تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ اس مجلس میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے قادیانیت کے موافق و مخالف پہلوؤں پر بعض ایسے دلائل اور اسناد بیان فرمائے جو اس سے قبل کسی کے ذہن میں نہیں آئے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ نے قادیانیت کے موافق نقطۂ نظر سے دلائل دیئے تو مولوی غلام محمد گوی امام شاہی مسجد لاہور بول اُٹھے کہ حضرت اس سے تو ہمیں بھی شبہات پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ مگر جب آپ نے تردیدی رُخ اختیار فرمایا تو مولوی عبدالجبار غزنوی نے مجمع علماء کو مخاطب کر کے کہا کہ حضرت پیر صاحب نے ان مسائل پر جو طرز استدلال اختیار فرمائی ہے اس سے بڑھ کر قادیانیت کی تردید نہیں کی جا سکتی۔

علماء کا خیال تھا کہ تقریری مناظرہ کی شرط کو واپس نہیں لینا چاہیئے۔ لیکن حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کسی طرح مرزا صاحب ایک بار علماء و مشائخ اسلام کی اس برگزیدہ مجلس میں شامل ہو جائیں۔ کیا عجب کہ حدیث شریف هُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (یہ وہ قوم ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا) کی برکات سے بہرہ ور ہو کر راہ راست پر آجائیں اور یہی چیز اس نیاز مند علماء و مشائخ کے حق میں اللہ سبحانہٗ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہو کر مغفرت کا سبب بن جائے۔

کہتے ہیں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو اس خیال پر بہت اصرار تھا۔ ثقہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مرزا صاحب نے لاہور آنے سے بالکل ہی انکار کر دیا تو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ علماء و مشائخ کی ایک چیدہ اور مختصر جماعت کے ساتھ قادیان جانے کو بھی تیار ہو گئے۔ مگر مسلمانوں کی اکثریت کے اس اقدام سے منع فرمانے پر اسے باطنی ارشاد سمجھتے ہوئے رُک گئے۔

مرزا صاحب کی آمد کا انتظار

مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں قرار پایا تھا اس لیے موعودہ ۲۵ اگست کو پولیس نے وہیں حفظ امن کے انتظامات کر رکھے تھے۔ ۲۵ اور ۲۶ کو دونوں اطراف کے نمائندے اور عوام مسجد میں جمع ہو ہو کر منتشر ہوتے رہے اور قادیانیوں کی طرف سے کہا جاتا رہا کہ شرائط کے طے ہونے میں توقف ہو رہا ہے مگر مرزا صاحب ضرور آئیں گے لیکن مرزا صاحب کو نہ آنا تھا اور نہ آئے

قادیانیوں کی دوڑ دھوپ

اس جماعت کے بعض ذی اثر لاہوری حضرات نے مرزا صاحب کو لانے کے لیے بہت تگ و دو کی مگر ناکام رہے۔ مرزا صاحب نے کہلا بھیجا کہ پیر صاحب خود اعلان کریں کہ تقریری بحث کی شرط کو میں واپس لیتا ہوں اور تحریری مقابلہ کے لیے اشتہار دعوت کی شرائط کے مطابق تیار ہوں۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مرزا صاحب کے حواری مولوی محمد احسن امروہی کے اسی مضمون کے اشتہار کے جواب میں ہمارے ایک رفیق حکیم مولوی سلطان محمود کا جواب مشتہر ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب کی اپنی شرائط پر ہی ہمیں مقابلہ منظور ہے۔ اس سے پہلے بھی مرزا صاحب کے نام ایک مطبوعہ خط شائع کر دیا گیا تھا کہ اگر آپ کسی شرط میں ترمیم چاہتے ہیں تو اطلاع دیں مگر مرزا صاحب نے کوئی اطلاع نہ دی اور برابر خاموش رہے۔ اگر اب بھی وہ اپنے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

دستخطوں سے اعلان کر دیں کہ میں تقریری بحث نہیں کرنا چاہتا تو میں بھی اپنے دستخطوں سے اعلان کر دوں گا کہ میں تقریری بحث کی شرط اور مطالبہ واپس لے چکا ہوں۔

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تقریری بحث کی شرط خود مرزا صاحب کے اشتہارِ دعوت سے ہی پیدا ہوتی ہے جس میں انہوں نے تحریری مقابلہ سے پہلے علماء کو یہ دعوت دی ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی دلائل ہیں تو کیوں پیش نہیں کرتے۔ مگر اس گفت و شنید کے جواب میں مرزا صاحب نے نہ صرف اپنی طرف سے یہ اعلان جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ صاف کہہ دیا کہ میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعویٔ نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں۔

قادیانی جماعت میں انتشار

جب قادیانی جماعت کا آخری وفد، قادیان سے مرزا صاحب کا یہ جواب لے کر ناکام لوٹا تو اس جماعت میں بہت انتشار پیدا ہو گیا۔ بعض نے اسی وقت توبہ کا اعلان کر دیا۔ بعض سخت مایوس ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔ لاہور کے اکثر وہ لوگ جو مرزا صاحب کے بہت قریب تھے، حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی روزانہ مجالس سے اثر پذیر ہو کر، کم از کم مرزا صاحب کے دعویٔ نبوت کے منکر ہو گئے۔ بعض دیگر حضرات مثلاً بابو الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ وغیرہ نے جو قادیانیت کے سرگرم رکن رہ چکے تھے، حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے علم و فضل کی تعریف و توصیف میں اور آپ کی خداداد کامیابی و نصرت کے بیان میں اشتہارات اور ٹریکٹ شائع کیے۔ لیکن قادیان سے آئے ہوئے تنخواہ دار مولویوں کی قیادت میں ایک گروہ اس گرتی ہوئی عمارت کی پشتیبانی پر برابر کمربستہ رہا۔

عام حالات میں اپنے نتائج کی رو سے یہ شکست اس ناکامی و ہزیمت سے شدید تر اور زیادہ دور رس تھی جو چھ سال قبل مرزا صاحب اور ان کے مذہب کو عبداللہ آتھم کی موت کی پیشین گوئی کے نتیجہ میں نصیب ہوئی تھی۔ لیکن جس طرح اس وقت مرزا صاحب کے قلم سے "فتح اسلام" اور "انجام آتھم" جیسی فاتحانہ اور ظفر مندانہ تالیفات عالم وجود میں آئی تھیں۔ بالکل اسی طرح اب بھی مرزا صاحب کے بعض عقیدت مندوں نے اس شکست و فرار کو فتح عظیم بیان کیا۔ مولوی محمد احسن امروہی اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی طرف سے لاہور کے در و دیوار پر اشتہارات دکھائی دینے لگے۔ جن میں لکھا تھا کہ

"پیر صاحب گولڑہ نے امام آخر الزمان کے مقابلے میں فرار اختیار کیا"

"آسمانی نشان نے مولویوں اور پیروں کی شیخیوں کو کچل دیا"

"مسیح موعود کی الہامی بشارات صحیح ثابت ہوئیں" حالانکہ لاہور کی پبلک بچشم خود حضرت پیر صاحبؒ کو لاہور میں موجود دیکھ رہی تھی۔ اور جانتی تھی کہ مرزا صاحب باوجود ان کے بار بار بلانے کے نہیں آرہے۔

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کرامات اور معجزات میں مقابلہ کی پیش کش

اس جماعت کے ایک وفد نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ساتھ مباہلہ کیوں نہیں کر لیتے کہ ایک اندھے اور ایک اپاہج یعنی لنگڑے کے حق میں مرزا صاحب دُعا کرتے ہیں۔ اور اسی طرح کے ایک دُوسرے اندھے اور اپاہج کے لیے آپ دُعا کریں جس کے نتیجہ پر حق و باطل کا فیصلہ ہو۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے جواب دیا کہ مرزا صاحب سے کہہ دیں کہ اگر مُردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجائیں۔ قریب ہی امرتسر کے ایک مولوی صاحب (غالباً مولوی ثناء اللہ) موجود تھے، جنہوں نے اُن لوگوں سے کہا کہ میری طرف سے عرض کیجئے گا کہ مولوی عبدالکریم کو ضرور ہمراہ لائیں وُہ بوجہ حق الخدمت اس معجزہ کے حقدار بھی ہیں مگر وہ مباہلہ پر بھی تیار ہوں۔ آگے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں۔

جس روز پیر صاحب گولڑہ لاہور میں آئے بغرض امداد حق اردگرد سے علماء اور غیر علماء بھی وارد لاہور ہوئے تھے۔ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور خاکسار وغیرہ بھی شریک تھے قرار پایا کہ جامع مسجد میں صبح کے وقت جلسہ ہوگا۔ پیر صاحب مع شائقین مسجد موصوف کو جا رہے تھے۔ راستے میں بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھے ہوئے اشتہار دیواروں پر چسپاں تھے جن کی سُرخی یوں تھی :- "پیر مہر علی کا فرار"

جو لوگ پیر صاحب کو لاہور میں دیکھ کر یہ اشتہار پڑھتے وہ بزبان حال کہتے

"اینچہ مے بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب"

(تاریخ مرزا مصنفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری ص۴۹-۵۰)

"تازیانہ عبرت" میں مولانا ابوفیض مولوی محمد حسن فیضی کی اُس تقریر کا متن شائع ہوا ہے جو انہوں نے ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور کی جامع مسجد میں کی تھی۔ ذیل میں اس تقریر کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے جس سے حالات و واقعات پر مزید روشنی پڑے گی۔

"حضرت پیر صاحب ۲۴ اگست سے آج تک لاہور میں رونق افروز ہیں اور مرزا صاحب کا ہر ایک ٹرین میں بڑے شوق سے انتظار ہو رہا ہے۔ مگر ادھر سے صدائے برنخاست کا معاملہ ہوا۔ یہ حقیقت میں مرزا کے اپنے قول کے مطابق ایک الٰہی عظمت و جلال کا کھلا کھلا نشان تھا جس نے مرزا کی جھوٹی و بیجا شیخی کو کچل ڈالا۔ اور آپ کے حواس کی وہ گت ہوئی کہ مقابلہ و مباحثہ لاہور تو درکنار آپ کو سوائے بیت المقدس کے تمام دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی اور وقف فی قلوبھم الرعب بما کفروا کا مضمون دوبارہ دنیا کے صفحہ پر معرض ظہور میں آیا جس کا آیت و کان حقاً علینا نصر المؤمنین میں وعدہ دیا گیا تھا۔ خداوند عالم نے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و بابرکت ذات پر نبوت اور رسالت کے تمام مدارج ختم کر دئے ہیں جس طرح پہلے سینکڑوں جھوٹے رسولوں کو الٰہی غیرت اور خود ان کے اپنے کفر و غرور نے انہیں ذلیل و خوار کر دیا ہے۔ ایسا ہی اس نے مرزا کی جھوٹی مہدویت۔ رسالت و مسیحیت کا بھی خاتمہ کر دیا اور آج دنیا پر بخوبی روشن ہو گیا کہ سیدنا و مولٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوصہ مناصب اور مفروضہ مراتب کے اندر بیجا مداخلت کرنے والا اس طرح سے علی رؤس الشہاد روسیاہ ہوتا ہے۔ اور اپنے ہاتھوں خود ذبح ہو جاتا ہے کیا غور و عبرت کا مقام نہیں ہے کہ مرزا نے بلا کسی تحریک کے خود بخود حضرت پیر صاحب۔ اور ہند و پنجاب کے تمام مسلم الثبوت مشائخ و علماء کو تحریری اور تقریری مباحثہ کی دعوت کا وہ اعلان کیا جس کی ہزار ہا کاپیاں ہند و پنجاب کے تمام اضلاع و اطراف میں مرزا صاحب نے خود تقسیم کیں اور اپنی عربی و قرآن دانی میں لاف زنی کی جس کا وہ خواب میں بھی خیال کرنے کا مستحق نہیں تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے لکھا کہ اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلے میں لاہور نہ پہنچوں تو پھر میں مردود و جھوٹا اور ملعون ہوں۔ اس شد و مد کے اشتہار کے بعد جب اس کو پیر صاحب نے اور دیگر علمائے کرام نے بمنظوری شرائط لاہور میں طلب کیا تو مرزا صاحب کی طرف سے سوائے بہانہ گریز کے اور کوئی کاروائی ظہور میں نہ آئی۔ سخت افسوس کا موقع ہے کہ مرزا کے مریدانہی دنوں جبکہ پیر صاحب خاص لاہور میں سینکڑوں علماء فقراء اور ہزاروں مریدوں کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ اس قسم کے اشتہارات شائع کر رہے ہیں کہ پیر صاحب مباحثہ سے بھاگ گئے اور شرائط سے انکار کر گئے۔ سبحان اللہ ڈھٹائی اور بے شرمی ہو تو ایسی کہ دروغ گو نم بروئے شما۔"[1]

---

[1] تازیانۂ عبرت مصنفہ مولوی کرم الدین صاحب دبیر رئیس بھین ضلع جہلم ص ۵۳-۵۴

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مولانا رفیق دلاوری نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب آئمہ تلبیس میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

"مرزائیت کی تردید میں جو ہزاروں لاکھوں کتابیں لکھی گئیں ان میں شاید سب سے پہلی کتاب "شمس الہدایت" تھی جو پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے جو علم حدیث میں مولانا احمد علی صاحب محدث سہارن پوری مرحوم کے شاگرد ہیں آج سے قریباً چالیس سال پہلے زیب رقم فرمائی۔ اس کتاب میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو اس طرح منقح کیا گیا ہے کہ اس کے بعد کسی دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مرزائی حلقوں میں کہرام مچ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مرزا نے اپنے حواریٔ خاص مولوی محمد احسن امروہی سے اس کا جواب بنام "شمس بازغہ" لکھوا کر شائع کیا حضرت پیر صاحب نے شمس بازغہ کی تردید میں کتاب "سیف چشتیائی" لکھی یہ کتاب آج تک کئی مرتبہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ لیکن گذشتہ ۳۸ سال کی طویل مدت میں اُمتِ مرزائیہ کو اس کا جواب لکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ جب کتاب "سیف چشتیائی" نے مرزائیت کے سارے بخیے اُدھیڑ دیئے اور مرزائیت کا جنازہ ذلت و رسوائی کے بحر ظلمات میں ڈوبتا نظر آیا تو مرزا غلام احمد نے اس کے تنِ مردہ میں از سرِ نو زندگی کی رُوح پھونکنا چاہی۔ چنانچہ اس کوشش میں ۲۰ر جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک مطبوعہ اعلان میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اور ہندوستان بھر کے دوسرے چھیاسی علمائے کرام اور صوفیائے عظام کو لاہور آکر مناظرہ کرنے کی دعوت دی۔ اور لکھا کہ — مہر علی شاہ صاحب اپنی رسمی مشیخت کے غرور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ کسی طرح اس سلسلۂ آسمانی کو مٹا دیں اس غرض سے انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی جو اس بات پر کافی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن اور حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ وہ اپنی کتاب کے ذخیرہ لغویات میں ایک بھی ایسی بات پیش نہیں کر سکے۔ جس کے اندر کچھ روشنی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف اس دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں کہ بعض حدیثوں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں لکھا ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا حالانکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اور کسی زمانے میں حضرت عیسٰی علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے اور ناحق نزول کے لفظ کے اُلٹے معنی کرتے ہیں۔ اگر مہر علی شاہ صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو میں فیصلے کے لیے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پیر صاحب میرے مقابل سات گھنٹے تک زانو بہ زانو بیٹھ کر چالیس آیاتِ قرآنی کی عربی میں تفسیر لکھیں جو تقطیع کلاں کے ۲۰ ورق سے کم نہ ہو۔ پھر دونوں تفسیریں تین عالموں کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا سُنائی جائیں جس کی تفسیر کو وہ حلفاً پسند کریں وہ مؤید من اللہ سمجھا جائے گا۔ مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کے لیے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کرلیں جو ان کے مرید اور پیرو نہ ہوں۔ اگر پیر صاحب کی تفسیر بہتر ثابت ہوئی تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اپنے دعووں کے متعلق ہیں جلا دوں گا۔ اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا۔ اور اگر وہ مقابلے میں مغلوب ہوگئے یا انہوں نے مباحثہ سے انکار کر دیا تو اُن پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کرلیں میں لکھتا ہوں کہ پیر صاحب مباحثہ میں بالکل ناکام رہیں گے بلکہ مباحثے کے لیے لاہور ہی نہیں آئیں گے اور میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصوّر ہوگا۔ جبکہ پیر مہر علی شاہ صاحب ایک ذلیل اور قابلِ شرم رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہلِ علم تھوکیں اور نفرت کریں۔ کیونکہ میں نے خدا سے یہی دُعا کی ہے۔ کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں۔ کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں مومن مستجاب الدعوات جانتے ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دُعا کریں۔ اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دُعا ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے مامور مرسل کے دُشمن ہیں اس

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لیے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔ یاد رہے کہ مقامِ بحث بجز لاہور کے جو مرکزِ پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں بھی میں کاذب سمجھا جاؤں گا۔ انتظام مکان جلسہ پیر صاحب کے اختیار ہوگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو بعض پولیس افسر بلا لیے جائیں گے اور لعنت ہو اس پر جو تخلّف یا انکار کرے۔"

"مرزا کو پورا اطمینان تھا کہ پیر صاحب جو نہایت معمور الاوقات اور عُزلت گزیں بزرگ ہیں اور ذکرِ الٰہی ان کا دن رات کا مشغلہ ہے۔ مناظرے کے لیے ہرگز نہیں آئیں گے اور مریدوں کے سامنے یہ شیخی بگھارنے کا موقع مل جائے گا کہ پیر صاحب گولڑوی جیسا فاضلِ اجل جس کے لاکھوں مرید ہیں میرے مقابلے کی جرأت نہیں کر سکا۔ لیکن یہ دیکھ کر مرزا صاحب کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ پیر صاحب نے سچ مچ اس چیلنج کو منظور کر لیا اور ۲۵۔ جولائی ۱۹۰۰ء کو لکھ بھیجا کہ "مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار آج ۲۰ جولائی کو نیاز مند کی نظر سے گذرا۔ خاکسار کو دعوت حاضری جلسہ لاہور مع شرائطِ مجوزہ مرزا صاحب منظور ہے لیکن درخواست یہ ہے کہ میری بھی ایک گذارش کو شرائطِ مجوزہ کے سلک میں منسلک فرما لیا جائے اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب اجلاس میں پہلے اپنی مسیحیت و مہدویت کے دلائل پیش کریں اور میں مرزا صاحب کے دلائل کا جواب دوں۔ اگر مرزا صاحب کے تینوں حَکَم اس بات کو تسلیم کر لیں کہ مرزا صاحب اپنے دعوے کو پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچا سکے تو وہ میرے ہاتھ پر توبہ کر لیں میں اپنی طرف سے تاریخ مناظرہ ۲۵۔ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور مقرر کرتا ہوں از راہِ کرم آپ تاریخ مقررہ پر پہنچ جائیے۔ لاہور اور امرتسر اور بعض دوسرے مقامات کے علماء کو ہم خود جمع کر لیں گے۔ دوسرے علماء کے جمع کرنے کا ذمہ ہم نہیں لے سکتے۔ الغرض جب تمام مراحل طے ہو چکے تو پیر صاحب بروز جمعہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۰ء کو علماء کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں سے اکثر کے نام مرزا کی فہرست میں درج تھے لاہور تشریف لے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

آئے۔ مناظرہ لاہور کی شاہی مسجد میں قرار پایا۔ ہر شخص کو یقین تھا کہ قادیانی بھی وقتِ موعودہ پر پہنچ جائے گا مگر اسے حق کے رُعب نے مقابلے پر آنے کی اجازت نہ دی۔ البتہ اس کی جگہ ایک مطبوعہ اشتہار لاہور میں تقسیم کرایا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے[1] جس کے جواب میں حکیم سلطان محمود صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا جو صفحہ ۲۴ پر درج ہے۔

دینِ حق کے تحفظ میں یہ رجز خوانی اور ظفر یابی، کیا میدان اور کیا منبر، یہ ہیں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو اپنے مورثِ اعلیٰ، بابِ علوم و شاہِ ولایت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب و جدِ امجد پیرانِ پیر حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہما سے ورثہ میں ملی تھی۔ اور آپ اس کے لیے مامور من اللہ تھے۔ چنانچہ جیسے کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے اس مامورِیت اور نصرت کے متعلق اس دوران کئی اہل اللہ کو از روئے کشف باطنی معلوم بھی ہو چکا تھا۔ اس ضمن میں حضرت خواجہ فقیر احمد میروی کا ارشاد پہلے درج ہو چکا ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا ارشاد گرامی بھی آ چکا ہے۔ ایک اور بزرگ حضرت سید جان شاہ جابہ شریف بھی اپنے ایک خواب کی کیفیت بیان فرماتے تھے کہ میں نے ایک فوج کو علم لہراتے دریائے جہلم کے پل پر سے لاہور کی جانب جاتے دیکھا۔ جن میں سے ایک صاحب نے میری دریافت پر فرمایا کہ ہم بغداد شریف سے آ رہے ہیں۔ اور پیر صاحب گولڑہ شریف کی نصرت کے لیے مرزائے قادیانی کے مقابلہ پر لاہور جا رہے ہیں۔

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے اس قادیانی معرکہ کے کوائف ایک رسالہ موسومہ روئیداد جلسہ لاہور مرتبہ حافظ محمد دین مالک مصطفائی پریس لاہور میں شائع ہوئے تھے علاوہ ازیں ایک مجموعہ مضامین مندرجہ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی بھی کتابی صورت میں موجود ہے۔ اور مولوی کرم دین بھیاں ضلع جہلم نے بھی اپنی کتاب "تازیانۂ عبرت" میں اس معرکہ کے چشم دید حالات اور اپنے ایک عزیز مولوی محمد حسن فیضی مدرس دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور کی ایک تقریر کا حوالہ بھی دیا ہے بعض دیگر رسائل اور اشتہارات وغیرہ بھی مختلف کتب خانوں اور اسلامی لائبریریوں میں ملتے ہیں۔ جن میں راولپنڈی کے ایک پنجابی شاعر پیاں دتہ خادم کا نظمیہ رسالہ تحفۂ خادم بھی قابلِ ذکر ہے۔

شاہی مسجد میں مسلمانوں کا جلسہ (ماخوذ از رسالہ روئیداد جلسہ لاہور)

جب مرزا صاحب کی آمد سے قطعاً مایوسی ہو گئی تو ۲۰ اگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے کرام نے اس دعوت مناظرہ کی مکمل داستان بیان کر کے قادیانیت کی واضح تصویر لوگوں کے سامنے رکھ دی۔ تمام اسلامی فرقوں کے سرکردہ علماء نے منبر پر کھڑے ہو کر ختمِ نبوت کی یہ تفسیر بیان کی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس دنیا میں آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور جو شخص بھی اس عقیدہ کا منکر ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

---

[1] آئینہ تلبیس جلد دوم مصنفہ مولانا رفیق دلاوری صفحہ ۴۷۴ - ۴۷۵

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۱۔ سب سے اوّل مولوی محمد علی صاحب نے دربارۂ عقائد مرزا قادیانی وعظ فرمایا کہ یہ یہ اُس کے عقائد ہیں جو صریحاً مخالف قرآن کریم وسُنّت واجماعِ اُمّت ہیں۔

۲۔ مولینا مولوی عبدالجبار صاحب بن مولینا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم ومغفور غزنوی ثم امرتسری نے وعظ فرمایا جس کا ماحصل یہ تھا کہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے افعال واقوال یہ تھے۔ پس جو شخص اُن کے مُطابق چلنے والا ہے وُہ اُن کا پیرو ہے اور جو شخص اُن کے مخالف ہے وُہ مُرتد اور کافر ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے افعال واقوال قطعاً مخالفِ سُنّتِ نبویہ وروشِ صحابہ کرام ہیں اس لیے اہل اسلام کو اُس سے بچنا چاہیئے۔

۳۔ ابُوالفیض مولینا مولوی محمد حسن صاحب مدرّس دارُالعلوم نعمانیہ نے دربارہ غرضِ انعقادِ جلسہ وکارروائی مباحثہ ایک تحریر پڑھی جس کے آخر میں مولانا صاحب نے ایک پُرزور تقریر میں بالتفصیل یہ بھی بیان کیا کہ اس سے پہلے بھی دُنیا میں مرزا جیسے بلکہ اُس سے بڑھ کر بہت سے جھُوٹے نبی، مسیح، مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہوکر اور اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ کر حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔

۴۔ اس کے بعد مولوی تاج الدین احمد صاحب جو بہ مختار چیف کورٹ پنجاب وسیکرٹری انجمن نعمانیہ نے مولوی محمد حسن صاحب کی تائید کی۔ اور مرزا کے چند اشتہارات سے اُن کی اس قسم کی کارروائیوں پر نہایت تہذیب اور شائستگی سے نکتہ چینی کی۔

۵۔ بعد ازاں جناب حضرت مولینا ابُوسعد محمد عبدالخالق صاحب سجادہ نشین جہان خیل شریف نے مرزا صاحب اور اُن کی بیہودہ کارروائی کی نسبت چند ریمارکس دیئے۔

۶۔ پھر ایک نابینا حافظ صاحب نے جو اپنے آپ کو ظریف متخلص کرتے تھے ایک ظریفانہ نظم پڑھی جس کی نسبت حضرت ابُوسعد محمد عبدالخالق صاحب موصوف نے کھڑے ہوکر فرمایا یہ ظریفانہ نظمیں پڑھنے کا موقعہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو اقوالِ فیصل اہل الرائے عُلمائے کرام کے بکار ہیں۔

۷۔ اس کے بعد ابُوالوفا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرزا صاحب کی تمام پیش گوئیوں کے غلط ثابت ہونے کی نسبت زبردست دلائل بیان فرمائے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ایسے شخص کو مخاطب کرنا یا اُس کی کسی تحریر کا جواب دینا بھی گویا عُلمائے کرام کی ہتک اور اُن کی شان سے بعید ہے۔

۸۔ مولینا حافظ سیّد جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین نے عقائد مرزا صاحب کے متعلق تردیداً اور کچھ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب کی تشریف آوری کی نسبت تائیداً نہایت عُمدگی سے بیان فرمایا۔

۹۔ ازاں بعد جناب مولینا مولوی مُفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج وپریذیڈنٹ انجمن حمایتِ اسلام لاہور نے چند آیات قرآن کریم واحادیث نبویہ نیز دلائل عقلیہ سے مرزا کے عقائد کی سخت تردید فرمائی۔

۱۰۔ اس کے بعد مولوی احمد دین صاحب ساکن موضع بادشاہ ضلع جہلم نے مرزائی خیالات کی تردید میں ایک مؤثر وعظ فرمایا۔

۱۱۔ اور آخر میں حضرت پیر صاحب نے دُعائے خیر کی اور تمام حاضرین نے آمین کے نعرے بلند کیے۔

---

[1] مولینا مولوی مُفتی محمد عبداللہ صاحب ومولینا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی جنہوں نے [2] پر جلسہ ہذا میں وعظ فرمایا ہے۔ اس مباحثہ کے واسطے حسب تجویز مرزا قادیانی ومنظوری پیر صاحب مُنصف قرار پاچکے ہُوئے تھے۔ تیسرے صاحب ابُوسعید مولوی محمد حُسین صاحب شملہ تشریف لے گئے ہُوئے تھے اس لیے وُہ شریک جلسہ نہ ہوسکے ورنہ وُہ بھی ضرور اپنی رائے کا اظہار فرماتے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس جلسہ کی کارروائی کو محاسبۂ قادیانیت میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

شاہی مسجد میں مسلمانوں کا جلسہ عام (۲۷ اگست ۱۹۰۰ء)

۲۵ اگست مرزا صاحب سے مناظرے کا دن تھا۔ ۲۵ اور ۲۶ اگست اُن کے انتظار میں گذر گئے لیکن انہیں نہ آنا تھا نہ آئے۔ جب لاہور کے مسلمان مرزا صاحب کی آمد سے قطعی طور پر مایوس ہو گئے تو ۲۷ اگست کو شاہی مسجد لاہور میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں قادیانیت کا تار پود بکھیر دیا گیا۔ علمائے اسلام نے مسلمانوں کے سامنے بڑے عالمانہ انداز میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی۔ نیز اس بات پر زور دیا کہ اسلامی شریعت کی رُو سے جو شخص اس عقیدے کا منکر ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے جن علمائے کرام نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی صدارت میں اس اہم تاریخی اجلاس کو خطاب کیا اُن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

— مولانا احمد دین صاحب ساکن موضع بادشاہ ضلع جہلم، مولانا محمد حسن صاحب مدرس دارالعلوم نعمانیہ ضلع جہلم۔ مولانا تاج الدین صاحب جوہر مختار چیف کورٹ۔ مولانا حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب جناب مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورنٹیل کالج۔ حضرت مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی امرتسری۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری یہاں پر یہ بات بھی یاد رہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی کسی ضروری کام کی وجہ سے ان دنوں شملہ چلے گئے تھے جس کی وجہ سے وہ اس تاریخی اجتماع میں شریک نہ ہو سکے اور نہ ہی خطاب فرمایا۔ علمائے اسلام نے جہاں جلسہ میں اسلامی نقطہ نگاہ کی وضاحت کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت بیان کیا اور مرزا غلام احمد کی تکذیب میں دلائل و براہین سے اہل اسلام کو محظوظ فرمایا وہاں پر کچھ ایسے تاریخی فیصلے بھی ہوئے جن کا ذکر اس لیے ضروری ہے کہ تاریخ محاسبۂ قادیانیت میں مسلمانوں کے لیے ایسے فیصلوں پر مجبور ہو جانا اُن حالات و واقعات کا لازمی نتیجہ تھے جو مرزا غلام احمد کی طرف سے ایک مدت سے مسلمانوں کو پیش آ رہے تھے۔ کہ ایک دھماکہ خیز اعلان جس کے ذریعہ اشتہار بازی کی ایک پُرجوش مہم۔ اور اس عمل کے بعد میدان سے راہِ فرار اختیار کر لینا مسلمانوں کے ساتھ ایک ایسی مضحکہ خیز حرکت تھی کہ جس کے تدارک کے لیے مسلمانوں کا ان نتائج پر پہنچنا ایک صحیح اور درست اقدام تھا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نتیجہ یا فیصلہ جلسہ ہذا

بہ لحاظ جملہ حالات مرزا و حسب رُوئیداد مندرجہ بالا جملہ علمائے کرام و مشائخ عالی مقام و رؤسائے عظام و حاضرین جلسہ اہل اسلام کی اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ :-

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو تحقیق حق منظور نہیں اور وہ خواہ مخواہ بزرگان دین اور معززین اسلام کو اپنی شہرت کے واسطے مخاطب کر کے دیگر اشخاص کے مصارف سے اپنی شہرت و مشہوری کرانا چاہتا ہے اور یہی اُس کا مقصود ہے۔

۲۔ اس وقعہ پر اُس نے حضرت پیر صاحب کو مع دیگر علماء کے خود بخود دعوت مباحثہ دے کر تکلیف دی اور وقت پر مقابلہ میں آنے سے عمداً گریز کر کے اپنی لاف زنی سے ناحق صدہا بزرگان دین و معززین اہل اسلام کا وقت ضائع کیا بلکہ کئی ایک طرح کے حرج اور ہزاروں رُوپے کے مالی نقصان کا اُنہیں متحمل کیا۔

۳۔ اس کے عقائد بالکل خلاف قرآن کریم و سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرامؓ کے ہیں۔

۴۔ اس کے دعوے بالکل غلط و بے بُنیاد اور لغو ہیں۔

۵۔ وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف اور خود رسالت کا دعوے دار ہے۔ وُہ اپنے اشتہار معیار الاخیار میں یُوں لکھتا ہے :-

قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (ترجمہ) اے غلام احمد تُو تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں تمہارے لیے رسُول اللہ ہُوں۔

۶۔ وُہ قرآن مجید کی آیتوں کو اپنے اُوپر نازل ہونا تحریر کرتا ہے اور قادیان کو بیت اللہ سے نسبت دیتا ہے۔ اور مسجد قادیان کو مسجد اقصیٰ کہتا ہے اور معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مُنکر ہے۔

۷۔ وُہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رُوح القدس کی سخت توہین کرتا ہے۔

۸۔ وُہ بزرگان دین کے حق میں بہت بے جا و ہتک آمیز تحریریں شائع کر کے اُن کی دلشکنی کر رہا ہے۔

۹۔ وُہ اپنے من گھڑت الہاموں اور فضول دعووں سے ناحق دُنیا کو دھوکہ دے رہا ہے۔

۱۰۔ اس کے اور اس کے حواریوں کی تحریریں سخت بد تہذیب اور ناجائز الفاظ سے لبریز ہوتی ہیں۔

۱۱۔ اس کی عام اسلامی مخالفت اور دینی عقائد سے اختلاف کے باعث علمائے ہندوستان اس کے خلاف کُفر کا فتویٰ دے چکے ہوئے ہیں۔

پس بہ لحاظ وجوہات مذکورہ بالا جملہ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے یہ قرار پایا ہے کہ یہ شخص مخاطب ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا اور شرمناک دروغ گوئی سے اپنی دُکانداری چلانا چاہتا ہے اور اس نے ہمیشہ بے اصول بحث اور متناقض دعاوی سے چالبازی اور حیلہ جوئی کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اور شرفاء کی پگڑیاں اُتارنے اور بازاری دعامیانہ حرکات سے اپنی روزی کمانے کا پاکھنڈ بنا رکھا ہے۔ اور مذہبی مباحثات میں جو آزادی ہماری عادل گورنمنٹ نے دے رکھی ہے اُس کو بے جا طور پر استعمال کر کے ہندوستان کے مختلف فرقوں میں فساد اور عناد بڑھانا چاہتا ہے۔ اس لیے آئندہ کوئی اہل اسلام مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کی کسی تحریر کی پرواہ نہ کریں اور نہ ان سے مخاطب ہوں اور نہ ہی اُنہیں کچھ جواب دیں کیونکہ اس کے عقائد وغیرہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بالکل خلافِ اسلام ہیں۔

عُلماء و مشایخ ناصرین کی فہرست

جس قدر وقت نے گنجائش کی اور دستخط کرانے والے کی واقفیت مکتفی ہوئی مندرجہ ذیل عُلمائے کرام اور مشایخ عظام کے دستخط حاصل کر لیے گئے :۔

جناب ابُوسعد حضرت خواجہ محمد عبدالخالق صاحب سجادہ نشین جہان خیلاں بن حضرت خواجہ قادر بخش صاحب شمس عرفانی رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولینا مولوی عبدالجبار صاحب بن مولینا مولوی عبداللہ صاحب غزنوی، جناب مولینا مولوی مُفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی، جناب مولینا مولوی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین نقشبندی، جناب صاحبزادہ سید عبدالقاہر صاحب سجادہ نشین باجھ خیلاں ضلع پشاور، جناب صاحبزادہ محمد چراغ صاحب سجادہ نشین چکوڑی بھیلووال ضلع گجرات، جناب صاحبزادہ عبدالعزیز صاحب سجادہ نشین چاچڑ شریف ضلع شاہ پور، مولینا مولوی غلام محمد صاحب بگوی نقشبندی امام شاہی مسجد لاہور، مولینا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولینا مولوی عبدالاحد صاحب خان پوری، مولینا حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی، مولینا مولوی محمد علی صاحب واعظ، مولینا مولوی احمد دین صاحب بھوئی ضلع کیمبل پور، مولینا مولوی عبداللہ صاحب سجادہ نشین جلو ضلع ہزارہ، مولینا حافظ نور احمد صاحب ملتانی مشیر مال مدرسہ انوار الرحمٰن، مولینا مولوی محمد نور الحق صاحب ضلع شاہ پور، مولینا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب باغبانپوری، مولینا مولوی محمد ذاکر صاحب اوّل مدرس مدرسہ حمیدیہ انجمن حمایت اسلام لاہور، مولینا مولوی میر محمد عبداللہ صاحب پشاوری، مولینا مولوی محمد یوسف صاحب سکنہ بھوئی، مولینا حافظ احمد دین صاحب ولد مولوی سعید الدین صاحب، مولینا مولوی عبدالحق صاحب غزنوی، مولینا مولوی محمد یار صاحب امام مسجد طلائی لاہور، مولینا مولوی محمد شریف صاحب سکنہ بھیلووال ضلع گجرات، مولینا مولوی ابُو محمد احمد صاحب لاہوری، مولینا مولوی غلام مصطفیٰ صاحب ایم۔ اے پروفیسر عربی، فارسی گورنمنٹ کالج لاہور، مولینا مولوی محکم الدین صاحب لاہوری، مولینا مولوی محمود الدین صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان، مولینا مولوی غلام احمد صاحب اوّل مدرس دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور، مولینا مولوی احمد دین صاحب ضلع جہلم، مولینا مولوی حافظ محمد غازی صاحب ضلع راولپنڈی، مولینا حافظ سراج الدین صاحب سکنہ گولڑہ شریف، مولینا مولوی ابُوالفیض محمد حسن صاحب فیضی مدرس دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور، مولینا حافظ احمد علی صاحب بٹالوی، مولینا مولوی نور احمد صاحب پسرُوری، مولینا مولوی حافظ جمال الدین صاحب لاہوری، مولینا مولوی نور الدین صاحب امرتسری، مولینا مولوی حافظ محمد حسین صاحب امام مسجد چینیاں لاہور، مولینا مولوی علی محمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری ناظم التعلیم انجمن حمایت اسلام لاہور، مولینا مولوی نور احمد صاحب ضلع فیروزپور، مولینا مولوی احمد علی صاحب سیالکوٹی، مولینا مولوی شفیق الرحمٰن صاحب لاہوری، مولینا خلیفہ عبدالرحیم صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور، مولینا مولوی سید حسن صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ راولپنڈی، مولینا مولوی عبداللہ صاحب مدرس دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور، مولینا مولوی غلام ربانی صاحب سکنہ بھوئی، مولینا سید لعل شاہ صاحب صوفی ضلع ہزارہ، مولینا مولوی شہاب الدین صاحب مردولہ والا، مولینا مولوی فتح علی صاحب ریاست جموں، مولینا مولوی محمد عبدالکریم صاحب مدرس مدرسہ اسلامی کالرا، مولینا مولوی امیر حمزہ صاحب ساکن بھوئی، مولینا مولوی محمد فضل حق صاحب ضلع شاہ پور، مولینا مولوی جمال الدین صاحب راولپنڈی، حضرت خلیفہ شاہ عزیز الدین صاحب پشاوری، مولینا مولوی ولی احمد صاحب ضلع ہزارہ، مولینا مولوی عبداللطیف صاحب مجنی علاقہ افغانستان، مولینا مولوی احمد دین صاحب سکنہ جواہر تحصیل چکوال، مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب جائنٹ سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔ اور مولانا احمد علی صاحب واعظ دہلی۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جس کے بعد یہ تاریخی جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے لاہور میں ۲۴ اگست سے لے کر ۲۹ اگست تک قیام فرمایا جس کے بعد آپ اپنے وطن تشریف لے گئے بعد میں اگرچہ مرزا نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر حضرت پیر مہر علی شاہ سے چھیڑ چھاڑ جاری رکھی

مسلمان دانشوروں اور عوام پر مرزا صاحب کے اشتہارات و دلائل کا ردِ عمل اور اُن کے عواقب

علمائے اسلام نے تو شاہی مسجد لاہور کے جلسہ ہی میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ چونکہ مرزا صاحب اور اُن کی اُمت پر بہ لحاظ سے اتمامِ حجت ہو چکی ہے اس لیے آئندہ اُنہیں مخاطب بنانا محض تضیعِ اوقات ہوگا۔ مگر مسلمان عوام اور دانشوروں پر مرزا صاحب کے اس معرکہ میں اشتہارات و دلائل کا عین برعکس اثر ہوا۔ وہ ایک ایسے امام کے منتظر تھے جس کے ذریعے تمام روئے زمین پر اسلام کا بول بالا ہونا تھا۔ مگر وہ دیکھ رہے تھے کہ مرزا صاحب اُس امامت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر شمشیر بکف ہو کر اسلام کے تحفظ یا مخالفین کے مقابلہ میں نہ تو قدم باہر نکالتے ہیں اور نہ اپنے اسلام کی تبلیغ و اشاعت دین کے لیے دلائل و بحث کے میدان میں ہی اُترنے کی جرأت کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی یہ دلیل کہ اُنہوں نے ۱۸۹۰ء سے پادری آتھم وغیرہ کے مباحثات سے متاثر ہو کر انجام آتھم میں لکھ دیا تھا کہ آئندہ وہ تقریری مباحثے نہیں کریں گے۔ اُن کی نظر میں قطعاً کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی اور غیر معقول تھی کیونکہ وہ غیر مسلموں سے مقابلہ کی بات تھی مگر موجودہ صورت میں چونکہ اُنہوں نے یعنی مرزا صاحب نے مستقل نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں میں ختمِ نبوت کے متفقہ عقیدہ سے انکار کر کے اُسے چیلنج کیا تھا اس لیے اس کے اثبات کے لیے اُمتِ مسلمہ کو سمجھنے سمجھانے کا موقعہ بہم پہنچانے کی خاطر بحث و تمحیص کی ضرورت بالکل واضح تھی۔ مسلمان یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ مرزا صاحب کا ملہم کل تو اُن کو اس مباحثہ میں فتح و نصرت، تائیدِ روح القدس، اور وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی بشارات دے رہا تھا اور آج اُنہیں پشاور کے سرحدی پٹھانوں سے خوف دلا رہا ہے۔ کیا روح القدس کی تائید اب صرف عربی میں تفسیر نویسی تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ آج سے قبل تو روح القدس سے نصرت مامور شکست مخالفین اور تائید و تسخیرِ خلق کے معجزات و خوارق ظہور پذیر ہوتے آئے تھے اور کسی نبی کو روح القدس کی تائید کے باعث مخالفین کے ساتھ زبانی بحث و تمحیص سے گریز یا انکار کا خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ حق تو یہ ہے کہ کسی نبی کا منکرین کے ساتھ کبھی تحریری مناظرہ نہ ہوا جب بھی ایسی نوبت آئی زبانی بات چیت ہی ہوئی تو موجودہ صورت میں سنت اللہ کیوں بدل گئی، پھر کیا حق و باطل کا مدار صرف فصیح عربی تحریر پر ہی تھا۔ اور کیا ایسی صورت میں مصر و شام اور فلسطین و عراق کے یہودی، نصاریٰ اور غیر مسلم عرب اپنی مادری زبان میں یقیناً زیادہ فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے تھے۔ رہی تفسیر تو قادیانی مذہب میں تفسیر نویسی کا سوال ہی کیسے پیدا ہوتا تھا۔ کیا مرزا صاحب نے اپنے اس وقت تک کے بیس سالہ دور میں قرآن مجید کی کوئی ایسی تفسیر لی تھی جس سے مسلمانوں کے لیے عرفانِ الٰہی، اتباعِ سنت اور اخلاقِ فاضلہ کی منزلیں آسان تر ہو گئی ہوں۔

غرض اس قسم کے خیالات اور احساسات تھے جو مسلمان عوام نے اپنے بے شمار خطوط، اشتہارات اور اخبارات میں مضامین کے ذریعے مرزا صاحب تک پہنچا کر اُن کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی اس گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دینے کے لیے مزید ہاتھ پاؤں ماریں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

گھر بیٹھے تفسیر نویسی کے مقابلہ کی دعوت

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب کی طرف سے ایک اور اشتہار نکلا جس میں لکھا تھا۔

"آج میرے دل میں ایک تجویز خدائے تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام حجت کے لیے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ ..... میں اسی جگہ بجائے خود سورۂ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کروں۔ اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ستر دن تک چھپ کر تیار ہو جانی چاہئیں۔ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے لیے پانچ صد روپیہ کا انعام پیش کرتے ہوئے لکھا کہ اگر مقابلہ میں تفسیر فاتحہ تحریر کریں اور تین اہل علم قسم کھا کر پیر صاحب کی تفسیر کو بہتر قرار دیں تو یہ انعام آپ کا حق ہوگا۔

سیف چشتیائی

چنانچہ مرزا صاحب نے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کے ستر دن بعد اعجاز المسیح کے نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر شائع کی جب یہ تفسیر عربی دان طبقہ کے ہاتھوں میں پہنچی تو مرزا صاحب کے تفسیری کمالات سب کے سامنے آگئے۔ اور عربی دانی و عربی نویسی کے بلند بانگ دعاوی کی اصلیت سب پر روشن ہوگئی۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی اور نحوی اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پر تھی۔ "فی سبعین یوماً من شهر الصیام" پر تو طلباء نے بھی آوازے کسے کہ قادیان کا رمضان شریف ستر دنوں کا ہوتا ہے۔ حسب معمول یہ تفسیری کارنامہ بھی محض مفسر کی اپنی ذات کے اشتہار تک ہی محدود تھا۔ علمی انکشاف اور عرفانی اسرار کے نادر نمونہ جات اگر کوئی تھے تو یہ کہ "یوم الدین" مسیح موعود کے زمانہ کا نام ہے اور "الحمد للہ" سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جو وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ فرمایا ہے تو اس سے دو احمد مراد ہیں۔ احمد اول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد آخر مرزا غلام احمد قادیانی۔ حالانکہ مرزا صاحب کی اپنی امت یہ کہہ رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد نہیں تھا۔

"اعجاز المسیح" کی پیش گوئی کے ان ستر دنوں میں مصر کے ایک اخبار نے مرزا صاحب کے اس دعویٰ کا مضحکہ اڑایا تھا کہ عربی زبان میں تفسیر لکھنا ایک ایسا اعجاز ہے جس سے ایک ہندوستانی کا دعویٰ نبوت ثابت ہو جاتا ہے۔ اس پر مرزا صاحب نے اس اخبار کو بھی اپنے چیلنج میں شامل کر لیا اور مصر میں اشتہار بھجوائے کہ عربی ممالک کا کوئی شخص اگر مقابلہ میں آنا چاہتا ہے تو آجائے۔ علامہ اقبال کو مرزا صاحب کے ایسے ہی لطائف پر محمد علی باب کی یاد نے گدگدایا تھا۔ علامہ نے باب کو کہا تھا کہ تم قرآن مجید کے اعراب غلط پڑھ رہے ہو۔ باب بولا مجھ سے پہلے قرآن اعراب کا پابند تھا۔ اب میری امامت کے انوار و برکات کے صدقہ میں قرآن کو اس پابندی سے آزاد کر دیا گیا ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جب اعجاز المسیح کی تفسیر پر بھی خاطر خواہ نتائج مترتب نہ ہوئے اور مسلمانوں کے خطوط اور اشتہارات میں یہ تقاضا مزید زور پکڑ گیا کہ مرزا صاحب ان لطائف الحیل کو چھوڑ کر حضرت پیر صاحب کی کتاب شمس الہدایت کا جواب لکھنے کی طرف متوجہ ہوں تو انہوں نے مولوی محمد احسن امروہی کو جو تنخواہ میں تخفیف کے باعث ناراض ہو کر امروہہ چلے گئے تھے۔ واپس بلوایا اور کوئی ایک سال کے عرصہ میں اُن سے شمس بازغہ لکھوا کر شائع کرائی۔ تخفیف تنخواہ کے بہانے گھر بھجوانے کی وجہ یہ بیان ہوتی ہے کہ مولوی صاحب دعویٰ نبوت کے معاملہ میں سو فی صد ہم نوا نہ تھے۔

"اعجاز المسیح" اور "شمس بازغہ" کے جواب میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب سیف چشتیائی تصنیف فرمائی جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی۔ اس میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے مرزا صاحب کی اعجازی تفسیر سورۂ فاتحہ موسومہ اعجاز المسیح پر صرف و نحو، لغت، بلاغت، معانی منطق اور محاورہ کی غلطیاں، نیز سرقہ، تحریف اور التباس کے قریباً یکصد اغلاط فرمائے ہیں جو مہر منیر کے صفحہ ۲۴۶ تا صفحہ ۲۴۸ پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

"شمس بازغہ"

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے سیف چشتیائی میں کتاب شمس بازغہ کے صفحہ بہ صفحہ اندراجات کے علی الترتیب ایسے خاموش کن اور مسکت جوابات دیئے کہ علمائے وقت میں، امروہی صاحب کے علمی افلاس کا ڈھنڈورا پٹ گیا۔ آپ نے شمس الہدایۃ میں مرزا صاحب سے محاورۂ قرآنی کے تحت کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی دریافت فرماتے تھے۔ مرزا صاحب نے اس کام پر اپنے ان بڑے مولوی صاحب یعنی امروہی صاحب کو مامور کیا تھا۔ کئی سال قبل حضرتؒ نے اپنی کتاب "تحقیق الحق" میں اس سوال کے اکثر پہلوؤں پر بحث فرمائی تھی۔ امروہی صاحب نے اُس کتاب کو کسی اُستاد سے پڑھے اور سمجھے بغیر مذکورہ بالا جواب دینے کے ضمن میں اس طرح استعمال کیا کہ ان کی کم فہمی کے باعث وہ مسروقہ مضمون مُخل اور بے ربط ہو کر رہ گیا۔ اور یہ صاحب ایک نقال طالب علم کی طرح بغیر سمجھے کئی صفحات سیاہ کرتے چلے گئے اور جب دیکھا کہ سوال کسی طرح بھی حل نہیں ہوا اور نہ ان کے پلے ہی کچھ پڑا ہے تو رفع ندامت کے لیے لکھا:-

واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ہم نے اس جواب میں مؤلف کا ایسا تعاقب کیا ہے کہ جدھر کو مؤلف گیا ہے۔ اُدھر ہی کو ہم بھی اُس کے ساتھ ساتھ گئے ہیں۔

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اس مقام کے متعلق فرماتے ہیں:-

"ہاں بے شک یہ کہنا آپ کا بجا اور سچ ہے۔ نافہم طالب علم کا یہی وطیرہ ہوتا ہے کہ معلم کے پیچھے طوطی کی طرح صرف الفاظ بعینہا کہتا چلا جاتا ہے۔"

اس دلچسپ مضمون کا پورا لطف تو "سیف چشتیائی" میں مفصل سوال و جواب پڑھنے سے ہی آ سکتا ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرتؒ کی تصنیف یعنی سیف چشتیائی" اپنے نادر استدلال، بلند پایہ علمی مضامین اور مسئلہ زیر بحث پر سوال و جواب کے پیرایہ میں واضح اور دل نشین انداز اور تجزیہ کے باعث نہایت مقبول ہوئی اور آج نصف صدی گزرنے پر بھی بار بار طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ لی جا رہی ہے۔ بلند پایہ علماء کے طبقہ میں تو بالخصوص اس کی بہت مانگ ہے اور وہی درحقیقت اس کی صحیح قدر و منزلت بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تفسیر بیان القرآن میں آیت وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ (سورہ نساء۔ آیت ۱۵۷) کے ذیل لکھتے ہیں "اور حیات و موت عیسوی کی بحث میں کتاب سیف چشتیائی" قابل مطالعہ ہے"۔ اسی طرح دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی اپنی کتاب عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ علیہ السلام کے دیباچہ میں سیف چشتیائی کو مسئلہ حیات مسیح پر ایک بہترین اور کافی وافی تحریر قرار دیا ہے۔

ایک اور صاحب کا قول ہے کہ قادیانیت کی تمام کائنات سیف چشتیائی کے ان دو فقروں سے واضح ہو جاتی ہے:۔

اول تو یہ کہ مرزا صاحب قادیانی نے حضرت پیر صاحبؒ کی نسبت لکھا تھا کہ (معاذ اللہ) وہ خبیث ہے اور خبیث ہے وہ جو اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب آپ مجھے تو بے شک منہ بھر کر گالیاں دے لیں۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے منہ سے اکثر کلام ربانی اور تسبیح و تہلیل کے پاک کلمات بھی نکلتے رہتے ہیں اس لیے انہیں گالی دے کر مستوجب سزا نہ ہوں۔

دوم، مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ معراج نبویؐ ایک اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور میں خود اس قسم کے کشف میں صاحب تجربہ ہوں۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کے نتائج میں تو پانچ وقتہ نماز ابد الدہر کے لیے ثابت ہوئی لیکن آپ کا کشف محمدی بیگم کے نکاح کو اس دنیا میں ایک لمحہ کے لیے بھی وجود میں نہ لایا۔[1]

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی اس ضمن میں ایک پیش گوئی

سیف چشتیائی میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے ابن عساکر کی حدیث نزول ابن مریمؑ روایت کردہ حضرت ابوہریرہؓ درج فرما کر لکھا تھا کہ:۔

"اسی حدیث کے آخر میں حاجًا او معتمرًا او لیقفنّ علی قبری ویسلمن علیّ ولاردنّ علیہ موجود ہے۔ اور ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفًا میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے اور جواب سلام سے مشرف ہونے کی نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی"۔

چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور مرزا صاحب کو نہ تو حج نصیب ہوا اور نہ مدینہ منورہ کی حاضری ہی جو اس حدیث کی رو سے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام یعنی مسیح موعود کے لیے ایک نہایت ہی ضروری نشان ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد حج بھی کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام بھی عرض کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قبر مبارک سے سلام کا جواب بھی دیں گے۔

[1] حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی اس تحریر کے پانچ چھ سال بعد مرزا صاحب بغیر اس نکاح کے ہی رحلت کر گئے۔ اور ان کا کشف معراج شریف کے مقابلہ میں جو وقعت حاصل کر سکا وہ تمام عالم پر واضح ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہندوستان کے مشہور مفتی اور عالم، اور ریاست رام پور میں مدرسہ عالیہ کے پرنسپل مولینا فضل حق رام پوری نے ایک سال اجمیر شریف میں عرس کے موقعہ پر حضرت بابوجی مدظلہ العالی سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی اس تصنیف کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

"یوں تو حضرت کے کمالات بہت بیان ہوتے ہیں، لیکن میں تو اس دماغ کا شیدائی ہوں جس سے سیف چشتیائی ظہور میں آئی ہے"[1]

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے مکتوبات شریف سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کی اس نادر تصنیف نے علمائے عصر سے بے حد خراج تحسین حاصل کیا۔ آپ حضرت صاحبزادہ مولوی محمد چراغ سجادہ نشین چکوڑی شریف کو ایک جوابی مکتوب "مہر چشتیہ" صفحہ ۶۳ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"آپ نے وجہ اشاعت کتاب خوب پیدا کی ہے۔ ہر ملک سے مخالف اہل حق کی رسوائی کے متعلق روزانہ خطوط پہنچ رہے ہیں۔ علمائے اسلام اس کتاب کی اشاعت سے بہت خوش ہیں اور دعائیں دیتے ہیں۔ اور یہ امر کسی ایک گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں مقلدین اور غیر مقلدین صوفیائے کرام سبھی اظہار خوشنودی فرما رہے ہیں"۔ (ترجمہ)

ایک اور مکتوب گرامی مندرجہ صفحہ ۷۶ میں از راہ انکسار فرماتے ہیں:-

"یہی فقیر سے روزمرہ کتاب کے حق میں بذریعہ خطوط پہنچ رہے ہیں مخلصین تو میری ناتمامی اور شوق تحصیل سے بے خبر نہیں مگر ناواقف حضرات اپنے زعم میں اس بے ہیچ کو زمرہ علماء میں تصور کر کے ایسے ایسے القاب لکھ رہے ہیں کہ ندامت ہوتی ہے۔ خیر مرزا صاحب عیسیٰ وقت ہو گئے تو میں عالم عصر ہو گیا۔ بڑے میاں سبحان اللہ اور چھوٹے میاں واہ وا"۔ (ترجمہ)

"سیف چشتیائی" پر بہتان سرقہ کی حقیقت

سیف چشتیائی کی اشاعت کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ستمبر ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب کے اخبار "الحکم قادیان" میں مولوی کرم الدین ساکنہ ضلع جہلم اور ان کے شاگرد شہاب الدین قادیانی کے خطوط کے حوالہ سے یہ خبر شائع ہوئی کہ مولوی صاحب مذکور کے عم زاد بھائی

---

[1] بہت ہی ثقہ حضرات سے معلوم ہوا ہے کہ مولینا موصوف نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں بیعت کے لیے عریضہ لکھا تھا جس کے جواب میں آپ نے ایک رومال روانہ فرما کر اوراد و وظائف کی اجازت بخشی اور ارشاد فرمایا کہ آپ کی یہی بیعت کافی ہے زیادہ سفر کی تکلیف نہ فرمائیں۔ مولینا موصوف پکے وحدت الوجودی تھے اور حضرت کی تصنیف تحقیق الحق سے بے حد متاثر تھے۔ انہوں نے اپنے استاد مولینا عبدالحق خیرآبادی کے والد بزرگوار مولینا فضل حق خیرآبادی کے رسالہ مسئلہ وحدت الوجود کی طرف اپنے شاگرد مولینا غلام محمد گھوٹوی، شیخ الجامعہ بہاول پور کی رہنمائی فرمائی تھی۔ اس رسالہ کو مولینا غلام محمد نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت نے مطالعہ کے بعد فرمایا کہ جس چیز کو صوفیائے وجودیہ نے ریاضات و مکاشفات سے حاصل کیا مولینا نے اسے معقول اور براہین سے پالیا ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مولوی محمد حسن فیضی، مرزا صاحب کی تفسیر اعجاز المسیح" کا جواب لکھ رہے تھے کہ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو دردناک موت کا شکار ہوئے۔ اُن کے انتقال کے بعد اُن کے مضامین پیر صاحب نے سیف چشتیائی میں شامل کر لیے ہیں۔ ساتھ ہی مرزا صاحب نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ دیکھ لو، میری الہامی پیش گوئی من قام للجواب وتنمر فسوف یری انہ تندم وتدمر (یعنی جو مخالف اس تفسیر کا جواب لکھنے پر آمادہ ہوگا، نادم ہوگا اور ہلاکت اُٹھائے گا) پوری ہوگئی۔ فیضی بُری موت مرا اور پیر صاحب خود سرقۂ مضامین کے ملزم بن گئے۔

پھر مولوی کرم دین اور اُن کے شاگرد کی طرف سے ۶۔ اور ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے سراج الاخبار جہلم میں ایک تحریر شائع ہوئی۔ جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ محولہ بالا خطوط جعلی ہیں۔ فیضی مرحوم کی بُری موت مرنے اور سیف چشتیائی میں اُن کے مضامین استعمال کرنے کے الزامات میں کوئی حقیقت نہیں۔

لہٰذا مولوی صاحب کے زرخیز دماغ نے اس دام کے نیچے سیف چشتیائی کے سرقۂ مضامین کا جو دانہ ڈالا اُس کی کشش سے بچ نکلنا ممکن نہیں رہا تھا۔ چنانچہ فریقین میں مقدمہ بازی چل نکلی۔ اور گورداسپور کی عدالتوں میں پورے دو برس تک چلتی رہی۔ قادیانیوں نے مولوی صاحب پر تین فوجداری مقدمے کیے۔ جن میں سے ایک مقدمہ ازالۂ حیثیت میں مدیر سراج الاخبار کو چالیس روپے اور مولوی کرم دین کو پچاس روپے جرمانہ ہوا۔ اور باقی دو مقدمات میں اُنہیں بری کر دیا گیا۔

مولوی کرم دین نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم فضل دین مالک مطبع وناشر الحکم" وکتاب مواہب الرحمٰن" پر فیضی مرحوم کے ازالۂ حیثیت عُرفی کا استغاثہ کیا جو اس بنا پر خارج ہوگیا کہ بیوہ اور نابالغ بیٹے کی موجودگی میں عم زاد بھائی کو ایسے استغاثہ کا حق نہیں پہنچتا۔ دُوسرا استغاثہ مولوی صاحب نے ان ہر دو صاحبان کے خلاف ازالۂ حیثیت عُرفی ذاتی کا کیا۔ کیونکہ پہلے استغاثہ کے اخراج کی تاریخ کو ہی احاطہ کچہری میں مرزا صاحب نے اپنی کتاب "مواہب الرحمٰن" لوگوں میں مُفت تقسیم کی۔ جس میں مولوی کرم دین کو مذکورہ بالا دھوکہ دہی کے رنج وغصہ میں لئیم اور کذاب المہین کے خطابات سے موسوم کیا گیا تھا۔ اس مقدمہ میں مرزا صاحب کو پانچ صد روپے جرمانہ یا بعدم ادائیگی جرمانہ چھ ماہ قید اور حکیم فضل دین کو دو سو روپے جرمانہ یا پانچ ماہ قید کا حکم ہوا

مرزا صاحب نے سرقۂ مضامین کا الزام واپس لے لیا

مقدمہ حکیم فضل دین بنام مولوی کرم دین بجرم ۴۱۷، ۴۲۰ تعزیرات ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی کو بطور گواہ صفائی طلب کیا گیا۔ اُنہوں نے مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۰۳ء کو عدالت رائے چندو لال مجسٹریٹ درجہ اوّل گورداسپور میں شہادت دیتے ہوئے بیان کیا:۔

"پہلے میں نے قبل سراج الاخبار کے شائع ہونے کے خیال کیا تھا کہ دونوں الہام (متعلق مولوی محمد حسن فیضی و پیر مہر علی شاہ) سچے ہوگئے ہیں۔ مگر سراج الاخبار کے شائع ہونے کے بعد میں نے یقین کر لیا کہ یہ میری رائے غلط نکلی۔ کیونکہ پیش گوئیوں کا مصداق قائم کرنا اکثر رائے سے ہوا کرتا ہے۔ یہ بات صرف رائے سے متعلق ہے نفس پیش گوئی کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔"

الفاظِ بالا سے روشن ہے کہ سرقۂ مضامین کا وہ الزام جو "نزول المسیح" میں مرزا صاحب نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی پر لگایا تھا، بزبانِ خود اُسے غلط تسلیم کر کے واپس لے لیا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

گورداسپور کے مقدمات میں حضرتؒ کو بطور گواہ طلب کرنے کی قادیانیوں کی طرف سے کوشش ناکام

مندرجہ بالا مقدمات میں مرزا صاحب اور اُن کی جماعت نے بار بار کوشش کی کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو کسی طرح بطور گواہ عدالت میں طلب کیا جائے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ قرائن سے تو حضرتؒ کی شہادت عدالت میں لازمی دکھائی دیتی تھی کیونکہ آپ کا مبینہ دستخطی کارڈ مسل مقدمہ پر آچکا تھا۔ اب اُس کی تصدیق یا تردید آپ کی زبانی ضروری تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس تکلیف سے محفوظ رکھا۔ بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی تھی کہ عدالت کی رائے میں یا تو یہ پوسٹ کارڈ جعلی ثابت ہو چکا تھا اور یا ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ اسے غیر متعلق اور غیر مؤثر قرار دے دیا گیا۔ بہر حال فریق مخالف کی کوشش بسیار کے باوجود عدالت آپ کو طلب کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ اس کے متعلق حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا ایک مکتوب گرامی صفحہ ۹۰ مہر چشتیہ پر بدیں مضمون موجود ہے:۔

"میری شہادت اُس دعویٰ میں ہے جو حکیم فضل دین بھیروی ثم القادیانی نے مولوی کرم دین صاحب پر گورداسپور میں کیا تھا۔ جس کی ایک تاریخ پر (جو ۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۳ء تھی) میں نہیں گیا۔ اور نہ آئندہ جانے کا ارادہ ہے۔ اِلّا ان یشاء اللہ۔"

جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے ولی کے ارادہ کو پورا فرمایا اور عدالت نے قادیانیوں کی چوتھی اور آخری درخواست بھی مسترد کرتے ہوئے حضرتؒ کی شہادت کو غیر ضروری قرار دیا تو آپ اُس کا ذکر اور شکر اپنے ایک مکتوب گرامی مندرجہ صفحہ ۷۳ مہر چشتیہ میں اس طرح فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ مشغولی کما حقہٗ فرمائے۔ مولوی صاحب کو بھی تکلیف سے رہائی ہو۔ چنانچہ اس نیازمند درویش کو بھی اُس قدیم الاحسان نے گورداسپور کی شہادت سے باوجود نہایت اصرار و مساعی مخالفین بچ لیا۔ اور وہ اصلاً مایوس ہوئے۔"

عدالت نے اپنے فیصلہ میں مولوی کرم دین کو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا مرید لکھا ہے۔ مگر یہ مرید نہیں تھے بلکہ رد شیعہ میں انہوں نے جو کتاب لکھی ہے اس میں بعض باتیں حضرتؒ کے مسلک کے خلاف بھی تحریر کی ہیں۔ البتہ اپنی کتاب "تازیانۂ عبرت" میں حضرتؒ کے ساتھ بے حد عقیدت اور نیاز کا اظہار کیا ہے اور گورداسپور کے مقدمات میں اتنی بڑی منظم اور بااثر جماعت کے مقابلہ میں تن تنہا ہوتے ہوئے محفوظ اور بالآخر کامیاب رہنے کو حضرتؒ کی خاص توجہ اور دعا سے منسوب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب مرحوم پر رحم فرمائیں۔ اگر واقعات ایسے ہی تھے جیسے کہ بیان ہوئے ہیں۔ اور ان کی تہ میں کوئی اور نامعلوم واقعات یا مجبوری کارفرما نہ تھی تو ایک ایسے کام کے لیے جو دیگر معقول طریقوں سے بھی سلجھ سکتا تھا۔ ایک ایسا طریق کار اختیار کرنا جس میں ان کے مرحوم عم زاد بھائی کی موت پر آوازے کسے گئے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ جیسی شخصیت گرامی کی تصنیف لطیف پر شبہات و اعتراضات کیے گئے۔ اور پھر خود ان کی اپنی ذات ایک طویل پریشانی اور زیر باری کا شکار ہوئی کس حد تک دانش مندانہ تھا۔

لہ پہلے الہام سے من قام للجواب وتنمر فسوف یری انہٗ تندم وتدمر (جو مخالف اس تفسیر کا جواب لکھنے پر آمادہ ہوگا، نادم ہوگا اور ہلاکت اُٹھائے گا) کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے سے انی مھین من اراد اھانتک (جو تیری اہانت کرے گا، اُس کی میں اہانت کروں گا) مراد ہے۔ اور ان دونوں الہامات کو علی الترتیب مرزا صاحب نے مولوی محمد حسن فیضی اور حضرت پیر صاحب سے منسوب کیا تھا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مولوی محمد حسن فیضی

اس جواں مرگ عالم و فاضل کا ذکر خیر اس کتاب میں "وید اوجلسہ لاہور" کے اُس ایڈریس سے چلا آرہا ہے جو اُس نے حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ صاحب مدرسہ انجمن نعمانیہ میں نائب مدرس تھے اور اپنے پرنسپل اور غالباً اُستاد جناب مولینا غلام احمد کے ہمراہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔ بے نقط نظم و نثر لکھنے کے باعث فیضی مشہور ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک طویل بے نقط قصیدہ لکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس سیالکوٹ جا پہنچے مگر مرزا صاحب اور اُن کے حاشیہ نشین تو اس کی اِملا تک پر قادر نہ ہو سکے۔ یہی وجہ تھی کہ جب مرزا صاحب نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تو مولوی فیضی نے اُن کی علمیت سے واقفیت کے باعث ایک مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ مرزا صاحب کو جواباً چیلنج کیا کہ حضرت پیر صاحب کی ذات گرامی تو بہت ہی بلند ہے۔ پہلے آپ میرے ساتھ اپنی ہی تمام شرائط پر تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لیجئے۔ تو مرزا صاحب سخت گھبرائے اور راہِ فرار اختیار کی۔

الجیٹھ بالجیٹھ

۱۹۰۴ء میں ختم ہونے والے قادیانی مقدمات کے بعد، ۱۹۰۷ء میں پھر ایک مرتبہ قادیانیت کی طرف سے حضرتؒ کے متعلق ایک کارروائی کا پتہ چلتا ہے۔ شاید اس سال مرزا صاحب نے پھر کوئی زبانی یا تحریری پیشین گوئی داغی ہو گی جسے سُن کر یا پڑھ کر نواب محمد حیات قریشی سکنہ ضلع سرگودھا کے والد بزرگوار میاں محمد قریشی جو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے پیر بھائی اور محب صادق تھے، پریشانی کے عالم میں گولڑہ شریف پہنچے اور عرض کی کہ مرزا قادیانی کہتا ہے۔ اس آنے والے جیٹھ کے مہینہ میں پیر صاحب گولڑہ کا انتقال ہو جائے گا۔ لہٰذا آپ اپنی حفاظت کا مناسب انتظام رکھیں مبادا کوئی حملہ کر دے۔ حضرتؒ نے اُنہیں تسلی دے کر فرمایا کہ میاں محمد موت تو برحق ہے اور اُس سے مفر نہیں مگر تسلی رکھو انشاء اللہ اس جیٹھ میں تو میں نہیں مرتا۔ جب اگلے جیٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اُس سال جب سیال شریف کے عُرس پر ملاقات ہوئی تو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے میاں صاحب سے فرمایا:۔ اَلْجیٹھُ بِالْجیٹھ یعنی جیٹھ جیٹھ سے بدل گیا۔ اور یوں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانیت کے خلاف حضرتؒ کا معرکہ آپ کی اسلامی خدمات میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کا چرچا برصغیر سے نکل کر دیگر اسلامی ممالک تک بھی پہنچا۔ اُس وقت سے تمام مسلمان مؤرخ اور محقق اپنی کتابوں اور تحریروں میں تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں کہ حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کی علمی اور روحانی قیادت اس تحریک کی شکست میں ایک کارگر حربہ ثابت ہوئی۔ اس سلسلہ میں جناب ابوالقاسم رفیق دلاوری جو ایک مشہور نقاد اور محقق ہیں کی تصنیف "تلبیس محاسبہ قادیانیت"، "تازیانہ عبرت" از مولوی کرم الدین صاحب موضع بھین، اور "تاریخ مرزا" از مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری قابلِ دید ہیں۔

اس کے علاوہ ایک کتاب بنام "الظفر الرحمانی فی کشف القادیانی" بھی پڑھنے کے لائق ہے۔ جس میں روئداد مناظرہ در مسئلہ حیات المسیح و ممات المسیح تحریری پانچ پرچے،

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مابین حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ضلع شاہ پور مرید خاص حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی جلال دین شمسی، مولوی فاضل قادیانی ساکن ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء بمقام ہریا منعقد ہوا، درج ہے۔ اس مناظرہ کے پریذیڈنٹ تھے عالم بے مثل، فاضل بے بدل علامہ حضرت مولانا جناب مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی جنہوں نے چار صفحات میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"میرا دل اس وقت یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود بھی سنتے تو مسلمان ہو جاتے، مگر ہدایت مقدر نہ تھی"۔

جب اس فتح کی خوشی کی خبر شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی لے کر گولڑہ شریف پہنچے تو حضرت قبلہ عالم سن کر از حد خوش ہوئے اور آپ نے ایک خط مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کو لکھا۔ ملاحظہ ہو نقل خط:

خط کی نقل

مخلصی فی اللہ مفتی غلام مرتضیٰ حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام و دعا کے الحمد للہ ای لمنہ کہ او سبحانہٗ و تعالےٰ نے آپ کو توفیق اظہار حق بوجہ اتم عنایت فرمائی۔ مخلصی مولوی غلام محمد صاحب سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی بل کے بل نے سب بل مبطلین کے نکال دیئے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ وصل وسلم و بارک علیٰ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ والحمد للہ اولاً و آخراً۔ سب احباب سے مبارکبادی۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بہ مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

۲۳ اکتوبر ۱۹۲۴ء

جس کتاب کا اوپر ذکر ہوا ہے یعنی "الظفر الربانی فی کشف القادیانی" جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور سے دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ مسلک اہل سنت کی اور درس نظامی کی کتب بھی دستیاب ہیں۔ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کے علاوہ پیر صاحب قدس سرہٗ کے کئی اور مریدین مخلصین اور معتقدین نے بھی مرزا صاحب کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان میں مزید دو کا ذکر یہاں ضروری ہے۔ یہ ہیں حضرت مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب دبیر اور مفتی محمد حسن صاحب فیضی، ملاحظہ ہو ماہنامہ ضیائے حرم لاہور دسمبر ۱۹۷۴ء۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تحریر : محمد منشا تابش قصوری

مرزا قادیانی

۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کے بارے میں لکھتے ہیں :

" ان لوگوں (مسلمانوں) نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنے محسن گورنمنٹ (برطانیہ) پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔ (حاشیہ انجام آتھم ص ۲۴)

مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر

مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب دبیر (م ۱۳۶۵ھ) پنجاب کے ان نامور علماء میں سے ہیں جنہوں نے ردِ مرزائیت میں نمایاں کردار انجام دیا۔ ضلع جہلم کی ایک غیر معروف بستی موضع بھیں آپ کے مولد و مسکن کے باعث دور دور تک مشہور ہوئی۔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے وقت آپ کی عمر چار پانچ سال کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر لاہور اور امرتسر کے مختلف مدارس سے علوم و فنون کی تکمیل کر کے اپنے گاؤں میں درس و تدریس کا سلسلہ قائم کیا۔ سیال شریف میں حضرت خواجہ محمد الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ نہایت ذکی، سلیم الطبع، وجیہہ، بلند قامت، مضبوط جسامت، وسیع القلب اور حاضر جواب تھے۔

مرزا قادیانی نے جب اپنے باطل دعاوی کا سلسلہ شروع کیا تو مولانا اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے میدانِ عمل میں کود پڑے۔ آپ کے دستِ راست مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دنوں جہلم سے ہفتہ وار پرچہ "سراج الاخبار" جاری کر رکھا تھا۔ انہوں نے سراج الاخبار کو ردِ قادیانیت کے لیے وقف فرماتے ہوئے مولانا محمد کرم الدین صاحب کو اس کا ایڈیٹر مقرر کر دیا اور قادیانی کذاب کا نہایت مدلل اور ٹھوس مضامین سے تعاقب شروع فرمایا۔ جس کی تاب نہ لاتے ہوئے مرزا اور اس کے حواری اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے اور خفت مٹانے کے لیے اپنی پشت پناہ گورنمنٹ برطانیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ کی ناقابلِ جواب تحریرات کو بہانہ بنا کر مقدمات کی ابتداء کر دی۔ پہلا مقدمہ[1] مرزا کے حواری حکیم فضل دین بھیروی کی طرف سے ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو زیر دفعہ ۴۱۷ تعزیرات ہند گورداسپور میں دائر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مولانا ابوالفضل کو اس مقدمہ میں باعزت طور پر بری فرمایا حالانکہ اس مقدمہ کی نسبت مرزا قادیانی نے اپنی فتح کے الہامات متواتر شائع کیے تھے۔

دوسرا مقدمہ[2] بھی حکیم فضل دین بھیروی ہی نے ۲۹ جون ۱۹۰۳ء کو مولانا کے خلاف گورداسپور میں دائر کیا۔ اس میں بھی آپ کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور مرزائیوں کی خوب گت بنی اور مقدمہ خارج ہو گیا۔ پھر تیسرا مقدمہ شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان کی طرف سے مولانا ابوالفضل اور مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی کے خلاف دائر ہوا جس میں ہر دو مستغاثہ علیہما پر ۵۴ روپے جرمانہ ہوا جو ادا کر دیا گیا۔ اس لیے کہ حقیر سی رقم کی خاطر اپیل کرنا غیر مناسب تھا۔ ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم میں مرزا کی مطبوعہ کتاب مواہب الرحمٰن تقسیم کی گئی جس میں مولانا ابوالفضل کے خلاف سخت توہین آمیز کلمات استعمال کیے گئے تھے۔ چونکہ مقدمات کی ابتداء مرزائیوں کی طرف سے

---

[1] تازیانہ عبرت مصنفہ مولانا ابوالفضل صاحب دبیر مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس لاہور ص ۳۵۔ آفتاب ہدایت مصنفہ مولانا ابوالفضل صاحب دبیر، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ چکوال ص ۱۸ [2] تازیانہ عبرت ص ۳۷ تا ۴۱ [3] مہر منیر۔ مولانا فیض احمد فیض گولڑہ شریف ص ۲۵۳

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہو چکی تھی، اس لیے مولانا ابوالفضل نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا اور یہ مقدمہ حق و باطل کے درمیان عظیم الشان معرکہ کی صورت اختیار کر گیا۔ اہل حق کی طرف سے شہادت میں بڑے بڑے فضلائے کرام پیش ہو رہے تھے اور فریق مخالف کی طرف سے حکیم نورالدین بھیروی، خواجہ کمال الدین لاہوری اور اسکے حواری ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔ روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ الہامات کے ذریعے اپنے حواریوں کی حوصلہ افزائی کی گئی مگر یہ سب حربے مٹی کے گھروندے ثابت ہوئے اور مقدمہ مرزا کے لیے سوہان روح بن گیا۔ مولانا ابوالفضل نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے، عدالت میں جرح کے دوران کئی کئی گھنٹے اتنی زبردست تقریریں کیں کہ مخالفین تلملا اٹھے۔ خواجہ کمال الدین وکیل مرزا بے ساختہ پکار اٹھا کہ مولانا محمد کرم الدین کے دلائل کا جواب نہیں۔ مقابلہ میں مرزا صاحب کو عدالت میں دو لفظ بولنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ چھ چھ گھنٹے مرزا غلام احمد کو مجرموں کے کٹہرے میں دست بستہ کھڑا ہونا پڑا۔ اس مقدمہ کا پُر لطف پہلو یہ بھی ہے کہ مرزا اپنی ناکامی کو دیکھتے ہوئے اتنا مرعوب ہوا کہ عدالت میں جب پیشی کی تاریخ ہوتی تو بیماری کا سرٹیفکیٹ بھیج دیا کرتا۔ تقریباً دو سال تک یہ تاریخی مقدمہ چلتا رہا۔ آخر ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو گورداسپور کی عدالت سے مرزا کو پانچ صد روپے جرمانہ، عدم ادائیگی کی صورت میں چھ ماہ قید محض کی سزا ہوئی جب کہ اس کے حواری حکیم فضل دین کو دو صد روپے جرمانہ یا پانچ ماہ قید کی سزا سنائی گئی۔ اس مقدمہ میں مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو عبرتناک شکست اور سخت ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ نیز اس مقدمہ کے بارے بھی الہام مرزا کی خوب مٹی پلید ہوئی۔ اور مولانا ابوالفضل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خوب خوب نوازا۔

ان مقدمات کے علاوہ آپ نے مرزائیت کے خلاف مناظرے فرمائے۔ فنِ مناظرہ میں آپ نے خاصی شہرت پائی۔ مرزا قادیانی کے بعد مولوی اللہ دتہ وغیرہ مرزائی مناظرین سے مناظرے ہوئے اور ہر مرتبہ شکست فاش دی اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ خود مرزا غلام احمد جو اس مشن کا بانی تھا اسے آپ نے پے در پے شکستوں سے دوچار کر دیا تھا۔ اس کے متبعین کی کیا مجال تھی کہ آپ سے بازی لے جاتے۔ الغرض مرزائیوں کو ہر میدان میں آپ سے ذلت کا سامنا نصیب ہوا۔ رد مرزائیت کے سلسلہ میں آپ کی تصانیف میں سے "مرزائیت کا جال" اور "تازیانۂ عبرت" قابلِ دید ہیں۔

علامہ محمد حسن صاحب فیضی

مولانا علامہ ابوالفیض محمد حسن صاحب فیضی (م ۱۹۰۱ء) مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب دبیر کے چچازاد بھائی تھے۔ ادب عربی کے ماہر، نظم میں ممتاز، بے نقط عربی قصائد لکھنے میں انہوں نے شہرتِ دوام حاصل کی۔ مدرسہ انجمن نعمانیہ لاہور میں کئی سال تک مسند درس و تدریس پر جلوہ گر رہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ مولانا غلام احمد صاحب پرنسپل مدرسہ نعمانیہ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ کے استیصال میں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔

۱۳ فروری ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے کہ علامہ فیضی صاحب

---

[1] تازیانۂ عبرت ص ۴۲۔ آفتاب ہدایت ص ۱۸۔ مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض گولڑہ شریف ص ۲۵۳۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ایک غیر منقوط عربی قصیدہ لکھ کر مرزا قادیانی کے پاس سیالکوٹ پہنچے۔ مسجد حکیم حسام الدین صاحب میں مرزا اپنے ممتاز حواریوں کے جلو میں بیٹھا ڈینگیں مار رہا تھا کہ یہ شیر دھاڑتا ہوا جا پہنچا اور للکار کر فرمایا: تمہیں الہام کا دعویٰ ہے تو مجھے تصدیق الہام کے لیے یہی کافی ہے کہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین مجلس کو واضح سنا دیں۔ مرزا صاحب اس قصیدہ کو چپکے چپکے دیکھتے رہے، لیکن اس کی عبارت بھی نہ سمجھ سکے حالانکہ نہایت خوشخط عربی رقم الخط میں لکھا تھا، پھر اپنے ایک حواری کو دیا۔ اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ہم کو تو اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ آپ ترجمہ کر کے دیں۔ علامہ صاحب نے اپنا قصیدہ واپس لے لیا اور زبانی گفتگو شروع فرما دی۔ مرزا پر ایسا رعب طاری ہوا کہ ؎

نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

آخر پکار اٹھا: "میں نبی نہیں نہ رسول ہوں، نہ میں نے دعویٰ کیا، فرشتوں کو، لیلۃ القدر کو، معراج کو، احادیث اور قرآن کریم کو مانتا ہوں، مزید ازاں عقائد اسلامیہ کا اقرار کرتا ہوں۔"

دوسرے روز یعنی ۴ فروری ۱۸۹۹ء کو علامہ فیضی صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی نسبت دلیل مانگی۔ تو متنبیٔ قادیان کی ساری عربی دانی کی ہوا نکل گئی۔ اس گفتگو کے بعد آپ نے مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی کے ہفتہ وار پرچہ "سراج الاخبار" میں ۹ مئی ۱۸۹۹ء کو بے نقط قصیدہ کے بارے میں جو مرزا غلام احمد قادیانی سے بات چیت ہوئی تھی مشتہر کرائی اور ساتھ ہی مرزا صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیتے ہوئے اعلان فرمایا:

"میں مرزا صاحب کو اشتہار دیتا ہوں کہ اگر وہ اپنے عقیدہ میں سچے ہوں تو آئیں، صدر جہلم میں کسی مقام پر

مجھ سے مباحثہ کریں، میں حاضر ہوں، تحریری کریں یا تقریری، اگر تحریر میں ہو تو نثر میں کریں یا نظم میں، عربی ہو یا فارسی یا اردو۔ آئیے، سنیے اور سنائیے۔"[1]

سراج الاخبار میں مذکورہ اشتہار سے پہلے آپ نے وہ بے نقط قصیدۂ عربی فروری ۱۸۹۶ء میں ہی رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور میں بھی مشتہر کرایا اور آخر میں نوٹ لکھا:

"اب بھی ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب اس قصیدہ کا جواب اس صنعت کے عربی قصیدہ کے ذریعے ایک ماہ تک لکھنے کی طاقت رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہر دو قصائد کا موازنہ پبلک خود کر لے گی، لیکن تہذیب و متانت سے جواب دیا جائے۔"[2]

اور جب مرزا قادیانی نے ۲۰ اور ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کے مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کو دعوت دی کہ لاہور آ کر میرے ساتھ پابندیٔ شرائط مخصوصہ فصیح و بلیغ عربی میں قرآن کریم کی چالیس آیات یا اس قدر سورہ کی تفسیر لکھیں، فریقین کو سات گھنٹہ سے زیادہ وقت نہ ملے اور ہر دو تحریرات ۲۰ اوراق سے کم نہ ہوں اور ان تحریرات کو تین غیر جانبدار علماء ملاحظہ کر کے حلفاً فیصلہ کریں۔ جس کی تحریر فصیح و بلیغ ہوگی وہ سچا اور دوسرا جھوٹا، الخ ....

آپ نے اس اشتہار کے شائع ہوتے ہی ۱۳ اگست ۱۹۰۰ء کو سراج الاخبار ص۶ پر اشتہار دیتے ہوئے مرزا صاحب

---

[1] سراج الاخبار جہلم شمارہ ۹ مئی ۱۸۹۹ء بحوالہ تازیانہ عبرت ص۴۶

[2] تازیانہ عبرت ص۴۸ (نوٹ) جو صاحب ذوق اس مبارکہ قصیدہ کو دیکھنا چاہیں وہ تازیانہ عبرت ص۴۷، ۴۸ ملاحظہ فرمائیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کو چیلنج کیا:

"اگر تمہیں عربی لکھنے کی طاقت ہے تو جہاں مجھے بلائیں مقابلہ کے لیے حاضر ہوں، آپ کے ساتھ ہر ایک مناسب شرط پر عربی نظم و نثر لکھنے کو تیار ہوں، تاریخ کا تقرر کر دیجیے اور مجھے اطلاع کر دیجیے کہ میں اپنے آپ کو حاضر کروں مگر یاد رہے کہ کسی طرح بھی عربی نویسی کو مجددیت یا نبوت کا معیار تسلیم نہیں کیا گیا۔"

اس چیلنج کا جواب بھی مرزا کی طرف سے فیضی مرحوم کی زندگی میں ہرگز نہ ملا نہ مرزا کو طاقتِ مقابلہ ہوئی۔

مولانا فیض احمد گولڑوی مہرِ منیر میں رقمطراز ہیں کہ

"جب مرزا صاحب نے حضرت قبلۂ عالم کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تو مولوی فیضی نے ان کی علمیت سے واقفیت کے باعث ایک مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ مرزا صاحب کو جواباً چیلنج کیا کہ حضرت پیر صاحب کی ذاتِ گرامی تو بہت بلند ہے پہلے آپ میرے ساتھ اپنی ہی تمام شرائط پر تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لیجیے، اس اشتہار میں انہوں نے بعض باتیں بہت پتے کی لکھیں۔"

حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحبؒ مرزا کا چیلنج قبول فرماتے ہوئے سینکڑوں، علماء، فقراء، ہزاروں مریدوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور جلوہ افروز ہوئے۔ مرزا کی طرف سے مقابلہ کا وعدہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء تھا۔ مگر اس نے نہ آنا تھا اور نہ آیا۔ آخر ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء کو شاہی مسجد لاہور میں حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی صدارت میں تاریخی جلسہ منعقد ہوا۔ سب سے پہلے حضرت مولانا ابوالفیض محمد حسن علی صاحب فیضی نے دوبارہ غرضِ انعقاد جلسہ اور کارروائی مباحثہ۔ ایک تحریر پڑھی اور آخر ایک معرکہ آرا تقریر میں فرمایا کہ "اس سے پہلے بھی دنیا میں مرزا جیسے بلکہ اس سے بڑھ کر بہت سے جھوٹے نبی، مسیح، مہدی بننے کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہو کر اور اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ کر حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ چکے ہیں، مرزا کا بھی یہی حشر ہوگا۔"[1]

القصہ اس شیر دل فاضل شعلہ نوا خطیب، بے نظیر ادیب عدیم المثال مناظرِ اسلام نے اپنی زندگی کو ردِ مرزائیت کے لیے وقف کر دیا۔ مرزا کو مقابلے کے لیے چیلنج پر چیلنج دیئے اور اس کی ناک میں دم کر دیا۔ مرزا کو زندگی میں مقابلہ کی جرأت تک نہ ہوئی۔ آخر یہ بیباک اور نڈر سپاہی جوانی کے عالم میں ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس دارِ فانی سے راہ گزارِ عالمِ جاودانی ہوا۔[2] مرزا نے حسبِ عادت مرحوم کی وفات کو بھی اپنی صداقت کا ایک نشان بنا لیا۔ مگر مرزا کی یہی پیشگوئیاں اس کے گلے کا ہار بن گئیں اور مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر کے مقدمہ میں مجسٹریٹ کے سامنے اُن سے صاف انکار کر دیا۔[3]

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب علیہ الرحمۃ میانی ضلع شاہ پور کی وہ عظیم المرتبت شخصیت ہے جس نے فتنہ قادیانیت کا قلع قمع کرنے میں بے نظیر کارنامے انجام دیئے آپ کو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ سے بیعت کا شرف حاصل تھا کئی سال مدرسہ نعمانیہ لاہور کے اول مدرس رہے، ۱۴ یا ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو حکیم نورالدین صاحب بھیروی سے مولانا ابراہیم قادیانی کے مکان واقع کشمیری بازار میں حیات مسیح ابن مریم پر تاریخی مکالمہ ہوا۔ حکیم نورالدین بھیروی خلیفہ اول مرزا قادیانی آپ سے سخت مرعوب ہو گیا اور ایسی کوئی دلیل پیش نہ کر سکا جس پر اسے خود تسلی ہوتی آخر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ یہ تاریخی مکالمہ النصر الربانی میں آپ نے درج فرمایا۔[4]

۱۵، ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کا مولوی جلال الدین شمس قادیانی سے بمقام ہریا تحصیل چھالیہ ضلع گجرات تاریخی مناظرہ ہوا۔

---

[1] مہرِ منیر ص ۲۳۶ و تازیانۂ عبرت ص ۵۰ تا ۵۶

[2] تازیانۂ عبرت ص ۴۵

[3] آفتاب ہدایت ص ۱۷۰ و تازیانۂ عبرت ص ۴۳

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جس کی تفصیل آپ ص۴۳ پر پڑھ چکے ہیں۔ اب پیر صاحب قدس سرہٗ کے اس معرکے کے سر کرنے پر چند تبصرے ملاحظہ ہوں:۔

۴۱

محمد صادق قصوری

ردِّ مرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصّہ

صوفیائے کرام نے ہر دور میں باطل قوتوں اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف علمِ جہاد بلند رکھا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت مجدد الف ثانی حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید، حضرت امام علی الحق سیالکوٹی اور مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی رحمۃ اللہ علیہم کی مثالیں روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ انگریزی دور میں جب برصغیر میں دینی اقدار کو پامال کرنے کی سازشیں کی گئیں تو یہی صوفیائے کرام میدان میں آئے اور سر پر کفن باندھ کر دین و ملت کا تحفظ کیا۔ انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ صوفیاء ہی تھے جنہوں نے اس کے مکر و فریب کے جال کو تار تار کیا۔ ذیل میں مختصراً ان صوفیائے کرام کی کوششوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف جہاد کر کے اہم دینی فریضہ انجام دیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ

مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تو اس نے ملک کے مشہور مشائخ کو دعوت نامے ارسال کیے، جن کا مضمون یہ تھا کہ "میں مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے احیائے دین اور عروجِ اسلام کے لیے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ اس مشن میں میری اعانت کریں!"

جب یہ دعوت نامہ حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی گولڑویؒ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب لکھوایا کہ "میں آپکو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرات اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور خدا اللہ ماجور ہوں۔" جب یہ خط مرزا صاحب کو پہنچا، تو وہ بہت بوکھلائے۔ کیونکہ ہر طرف سے مرزا صاحب کے اس دعوے کی تردید کی گئی تھی؛ چنانچہ ہر طرف سے مایوس ہو کر ایام الصلح میں مرزا صاحب نے مشائخ پر بہ ذیل اپنا غبار نکالا:

"ایں وقت زیرِ سقفِ نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد کہ لاف برابری با من زند۔ من آشکارا می گویم و ہرگز باک ندارم اے اہالیانِ اسلام، درمیانِ شما جماعتے می باشند کہ گردن بدعویٰ محدثیت و مفتریت بر می فرازند و طائفہ اند کہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

انازش ادب پا بر زمین نگذارند و گروہے اند کہ دم بلند از خداشناسی زنند و خود را چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی چہا چہا مے گویند۔ ایں جملہ طوائف را نزد من بیارید"

یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مار سکے۔ میں اعلانیہ اور بلا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت و مفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض از راہِ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خداشناسی کا دم مارتے ہیں اور چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں۔ ذرا ان سب کو میرے سامنے تو لاؤ!"

جب مرزا صاحب کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہو گئی اور ظاہر بین اور کم علم لوگ متاثر ہونے لگے، تو علماء کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے حضرت قبلہ عالم گولڑوی اس فتنے کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء ماہ شعبان و رمضان المبارک میں اوراد و اشغالِ روزمرہ سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان "شمس الہدایت فی اثبات المسیح" تحریر فرمایا جو رمضان شریف ہی میں زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ میں تقسیم ہوا اور ایک کاپی بذریعہ رجسٹری مرزا صاحب کو بھی قادیان بھیج دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت گولڑوی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بجسدِ عنصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت فرمایا اور اس عقیدہ کو اُمتِ اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے قرار دیا۔ نیز ثابت کیا کہ ان کے مثیل کے دُنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں آغازِ کتاب میں آپ نے مرزا صاحب کی "ایام الصلح" والی تعلی (جس کا ذکر ہو چکا ہے) کے مقابلہ میں اُن سے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی دریافت کیے تھے۔

کتاب کا منصہ شہود پر آنا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی کے سوال پر علمائے اسلام بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور قدردانی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ملک کے طول و عرض سے حضرت قبلہ عالم کو مبارکباد کے خطوط آنے لگے۔ مشہور اہلحدیث مولانا عبدالجبار غزنوی کا خط قابلِ ذکر ہے۔ لفظ لفظ سے حضرت قبلہ عالم سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

اس کے بعد حکیم نورالدین نے ۲۰ فروری ۱۹۰۰ء کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بارہ سوالات بھیجے۔ حضرت نے انکے جوابات ارسال کر دیے اور حکیم نوردین پر ایک سوال کیا، مگر وہ جواب نہ دے سکا۔ حضرت نے یہ خط و کتابت بصورت اشتہار شائع کروا دی۔ حضرت کے جوابات نے ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر علماء و فضلاء سے تحریری و تقریری خراجِ تحسین حاصل کیا۔ اس پر عوام کی طرف سے "شمس الہدایت" کے جواب کا مطالبہ زور پکڑ گیا، تو مرزا صاحب نے جوش میں آ کر حضرت کو مناظرہ کی دعوت دے دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو! چنانچہ مرزا صاحب نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو بذریعہ اشتہار مقابلہ تفسیر نویسی کی دعوت دیدی۔

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کی دعوت کا اشتہار ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا۔ حضرت نے اگلے ہی روز اس دعوت کا جواب پانچ ہزار کاپیوں کی صورت میں چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا اور مرزا صاحب کو بھی بذریعہ رجسٹری پوسٹ ارسال کیا۔ حضرت نے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بمقام لاہور ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء تاریخ مقابلہ مقرر کر دی۔ ملک کے تمام علماء و مشائخ نے حضرت قبلۂ عالم کی حمایت میں اشتہار شائع کیے اور تقریری مقابلے کا مطالبہ بھی کیا تاکہ فیصلہ واضح طور پر ہو سکے، لیکن قادیانی نہ ملے۔

جوں جوں مقابلے کا دن نزدیک آ رہا تھا، ملک کے اطراف و اکناف سے مسلمان لاہور پہنچ رہے تھے۔ تمام فرقوں کے رہنماؤں نے حضرت کو اپنا قائد منتخب کر لیا۔ ۲۴ اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے اور آتے ہوئے راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا صاحب کو بذریعہ تار اپنی آمد کی اطلاع دے دی۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو لاکھوں مسلمان دیدہ و دل فرشِ راہ کیے ہوئے تھے۔ مباحثہ کا مقام شاہی مسجد میں قرار پایا۔ ۲۵ اگست کو پولیس نے حفظِ امن کے تمام انتظامات کر رکھے تھے، لیکن مرزا صاحب کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت کو جب معلوم ہوا کہ مرزا نے قادیان سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا ہے، تو آپ قادیان جانے کے لیے تیار ہونے لگے، مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے منع کرنے سے رک گئے۔

مرزا صاحب نے یہ کہا کہ "میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں ہوں کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعویٰ نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں۔" جب قادیان کا وفد یہ پیغام لے کر لاہور پہنچا، تو اس جماعت میں شدید انتشار پیدا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اسی وقت توبہ کر لی اور بعض لوگ مایوس ہو کر خانہ نشیں ہو گئے۔ جب مرزا صاحب کی آمد سے قطعی مایوسی ہو گئی، تو ۲۷ اگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ممتاز علماء نے ختم نبوت پر تقاریر فرمائیں۔ مقررین حضرات میں حضرت محدث علی پوری، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی پروفیسر اورنٹیل کالج، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا عبدالجبار غزنوی قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت قبلۂ عالم ۲۴ اگست تا ۲۹ اگست لاہور میں قیام فرما کر واپس گولڑہ شریف چلے گئے، تو ۳۰ یا ۳۱ اگست کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار لاہور میں تقسیم کروایا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے ہیں اور اشاعۃ مشہور کروا دیا ہے کہ مرزا بھاگ گیا ہے اور میدان میں نہیں آیا۔ اگر اب بھی میری جان کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے، تو میں میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ ملک کے علماء و مشائخ اور عوام نے چونکہ شاہی مسجد والے واقعے ہی سے مرزا صاحب کو مخاطب نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لہٰذا حضرت نے مرزا صاحب کے اس اشتہار کا نوٹس نہ لیا۔ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اور اشتہار نکالا جس میں لکھا تھا کہ "آج میرے دل میں ایک تجویز خدائے تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی۔ جس کو میں اتمامِ حجت کے لیے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ ... میں اسی جگہ بجائے خود سورۂ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۂ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور غزنی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ یہ دونوں کتابیں دس دسمبر کی پندرہ تاریخ سے ۱۰ دن تک چھپ کر تیار ہو جانی چاہئیں تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔" ساتھ ہی مرزا صاحب نے مبلغ پانچ صد روپیہ انعام رکھا کہ اگر حضرت کی تفسیر مقابلہ میں بہتر قرار دے دی جاوے تو انعام ان کا حق ہو گا۔ حضرت کی ذاتِ گرامی پر اس چیلنج کا کوئی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بھی اثر نہ ہوا۔

مرزا صاحب نے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۱ء کے شروع بعد "اعجاز المسیح" کے نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر شائع کی۔ اس تفسیر نے مرزا صاحب کے تمام دعووں پر پانی پھیر دیا۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی اور نحوی اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پُر تھی۔ اس تفسیر سے مرزا صاحب کی مراد نہ آئی اور مسلمانوں نے شدید مطالبہ کیا کہ مرزا صاحب حیلوں بہانوں کو چھوڑ کر حضرت کی کتاب "شمس الہدایت" کا جواب دیں چنانچہ مجبور ہو کر مرزا صاحب نے مولوی محمد احسن امروہوی سے "شمس بازغہ" لکھوائی۔

اس کی اشاعت کے بعد حضرت نے "اعجاز المسیح اور شمس بازغہ" کے جواب میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب "سیف چشتیائی" تصنیف فرمائی جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی۔ اس میں حضرت نے مرزا صاحب کی تفسیر پر تقریباً ایک سو اعتراضات فرمائے۔ "سیف چشتیائی" کی اشاعت کے موقعہ پر حضرت نے ایک بیان جاری فرمایا جسے یہاں تبرکاً نقل کیا جاتا ہے۔ اس بیان سے تمام معرکہ کا پس منظر سامنے آجاتا ہے:

"قابلِ توجہ اہلِ اسلام"

اس ہیچمدان، خوشہ چین علمائے کرام کو مطابق قول السلامۃ فی الوحدۃ گوشہ نشینی پسند رہی ہے۔ تصنیف و تالیف کا شوق نہیں۔ کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت و نام آوری، یا بغرضِ حصولِ دولت کیے جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آج کل کے ابنائے زمان اُن کمالات کو پسند کرتے ہیں جو منجملہ تعلیماتِ یورپ کے ہیں اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے۔ اُس طرزِ قدیم سے جس پر زمانہ سلف کے بزرگانِ دین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس ہیچمدان کو قدرے موانست ہے نفرت رکھتے ہیں۔

باوجود ان موانعات کے چند احباب کے اصرار پر رسالہ "شمس الہدایت" لکھا گیا تھا جس سے مراد نہ تو طلبِ شہرت نہ حصولِ دولت تھی بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلاء کلمۃ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں باز پرس سے بچ جاؤں، ترعند اللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔

اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا صاحب قادیانی اور اُن کے مریدوں کی طرف سے بجائے کسی جواب کے مباحثہ کے لیے اشتہار شائع ہونے شروع ہوئے۔ ہر چند مباحثہ کے لیے کل شرائط مرزا قادیانی نے خود ہی تجویز کی تھیں۔ اس طرف سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترمیم کی درخواست کی گئی اور یہ خادم الفقراء معہ علمائے کرام اور مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک محمڈن ہال انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا صاحب قادیانی ٹھہرا رہا مگر مرزائے قادیانی، قادیان سے باہر نہ نکلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا اطلاع میری کے تشہیر کر دی تھی، اس لیے اب اس تشریح کی ضرورت نہیں۔

بہت دیر بعد "شمس الہدایت" کے جواب میں مرزا قادیانی کے امروہوی مرید نے "شمس بازغہ" لکھی اور مرزا نے "تفسیر فاتحہ" چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے جواب میں قلم فرسائی کروں۔ گو بہت انکار کیا گیا اور کہا گیا کہ ؎

آں کس کہ ز قرآں و خبر زد نہ رہی
آں است جوابش کہ جوابش نہ دہی

لیکن پھر بھی سوال پیش آیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں سے کیا غرض ہے۔ عوام مسلمانانِ ہند و پنجاب کے فائدے کے لیے ہی سہی لہٰذا یہ چند اوراق لکھ کر مولوی محمد غازی صاحب کے حوالہ بغرض طبع کر دینے کہ وہ اسے کتاب کی صورت میں چھپوا کر میرے پاس لائیں تاکہ یہ علمائے کرام اور معززینِ اسلام میں بدستور سابق مفت تقسیم کی جائے۔ کیونکہ مجھے اس کی اشاعت سے مقصود نفعِ اہلِ اسلام ہے نہ کہ تجارت۔ وما علینا الا البلاغ۔

محبِ الفقراء

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

محمد عبدالحکیم شرف قادری

پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اور معرکۂ قادیانیت

لکل فرعون موسیٰ کے مطابق دنیا میں جب بھی کوئی باطل کا پرستار ابھرا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لئے کسی حق آگاہ شخصیت کو مقرر فرمادیا۔ سرزمین قادیان سے نبوت کا جھوٹا مدعی اٹھا ہے اور کچھ لوگ دین سے بے خبری یا آزادی کی بنا پر اس کے زرخرید غلام بن جاتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں واقعی مسند نبوت پر فائز ہو گیا ہوں اور دنیا میں کوئی میرے مدمقابل نہیں جم سکتا۔ اتنے میں گولڑہ کی مقدس سرزمین سے مہر عالم تاب حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی جبروتی آواز حق کی حمایت میں بلند ہوتی ہے۔ جس کی ہیبت سے خانۂ باطل میں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ انگریز کے تیار کردہ مدعی نبوت پر کیفیت مرگ طاری ہو جاتی ہے اور حق اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دل میں آیا کہ یہیں مستقل قیام کیا جائے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے واپس جانے کا مشورہ دیا اور فرمایا: ہند میں ایک بڑا فتنہ رونما ہونے والا ہے جس کا سدباب آپ کی ذات گرامی سے ہوگا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے خود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور علماء و مشائخ کو اپنی بیعت کے دعوت نامے جاری کئے۔ علماء حق تو اس کے دام تزویر میں نہ آئے البتہ کچھ جہلاء اور کچھ دنیا پرست اس کے جال میں پھنس گئے۔

مذاہب باطلہ کو ہر محاذ پر شکست فاش دینے والے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی ان حالات میں کیونکر خاموش رہ سکتے تھے آپ نے شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح" لکھی جس میں کتاب و سنت کے دلائل قاہرہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر کے بتایا کہ مرزائے قادیانی کا دعوائے مسیحیت محض فریب اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس کتاب کے شائع ہوتے ہی ایوان مرزائیت میں زلزلہ آگیا اور مرزائی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس کتاب کا ضرور کچھ تدارک ہونا چاہیئے۔ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مرزا نے ایک اشتہار شائع کر کے پیر صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور یہ طریقہ تجویز کیا کہ فریقین قرآن پاک کی چالیس آیات کی تفسیر عربی میں سات گھنٹوں میں لکھ کر پیش کریں مجوزہ علماء جس کی تفسیر اور عبارت روح القدس کی تائید

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

سے مؤید قرار دیں اسی کی فتح ہوگی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کی جلالت شان کا مرزا پر اس قدر اثر تھا کہ اس نے لکھا کہ اگر پیر صاحب مناظرہ کے لیے رضامند نہ ہوں تو میں علما کی ایسی جماعت سے مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں جو چالیس سے کسی طرح کم نہ ہو، گویا مرزا نے یہ تسلیم کر لیا کہ صرف پیر صاحب کی ذات گرامی چالیس علماء کے برابر ہے۔

مرزا غلام احمد کا خیال تھا کہ پیر صاحب اللہ اللہ کرنے والے کثیر المشاغل بزرگ ہیں وہ میدان مناظرہ میں آنے کو پسند نہیں کریں گے تو ہمیں اپنی فتح کے شادیانے بجانے کا زریں موقع مل جائے گا۔ لیکن مرزا کی تمام توقعات خاک میں مل گئیں جب حضرت پیر صاحب نے نہ صرف تحریری مقابلے کو قبول کر لیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ پہلے مرزا کے انفرادی عقائد پر گفتگو ہوگی اور پھر تحریری مقابلہ ہوگا۔ اور مرزا کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا گیا کہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور میں مناظرہ ہوگا اور اشتہار کے ملتے ہی منظوری یا نامنظوری کی اطلاع دینی لازم ہوگی، اس کے علاوہ متحدہ پاک و ہند کے مختلف مواضع کے ساتھ علماء نے ایک اشتہار جاری کیا کہ ہم ۲۵ اگست کو پیر صاحب کے ساتھ لاہور پہنچ رہے ہیں اور ہمارے نزدیک پیر صاحب کی یہ شرط بالکل برحق ہے کہ تحریری مقابلے سے پہلے تقریری گفتگو ہونی چاہیئے۔

اب ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ مرزائے قادیانی منظوری کا اعلان کر کے میدان مناظرہ میں نکل آتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور خاموشی کو امن و عافیت کا ذریعہ سمجھ کر چپ ہو رہے البتہ انکے ایک مرید محمد احسن امروہوی نے تاریخ مناظرہ سے چار دن پہلے ایک مطبوعہ خط گولڑہ شریف بھیجا جس میں لکھا کہ

ہمیں تقریری مناظرہ کی شرط منظور نہیں۔ تقریری مقابلہ کرنا ہو تو پیر صاحب تشریف لے آئیں یہ ان کی طرف سے شکست کا پہلا اعتراف تھا۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحب کے ایک مرید حکیم سلطان محمود نے ایک اشتہار شائع کیا جس کی ایک کاپی بذریعہ رجسٹری قادیان بھیجی گئی اس اشتہار میں اعلان کیا گیا کہ حضرت پیر صاحب مرزا کی شرائط کے مطابق تحریری مقابلہ کے لئے لاہور تشریف لے جا رہے ہیں چنانچہ ۴ اگست کو حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف سے عازم لاہور ہوئے، پہلے راولپنڈی اسٹیشن سے اور پھر لالہ موسیٰ سے بذریعہ تار اپنی روانگی کی اطلاع مرزا کو بھجوا دی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ لاہور پہنچے تو عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر جمع ہو گیا جس میں اہل سنت دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ ہر مکتب فکر کے افراد موجود تھے جو حضرت پیر صاحب کی قیادت میں بیسویں صدی عیسوی کے تعین کے ساتھ فیصلہ کن ٹکر لینے کے لئے تیار تھے گویا صحابہ کرام کے مقدس لشکر نے جو حشر مسیلمہ کذاب اور اس کے حواریوں کا میدان جنگ میں کیا تھا۔ آج ختم نبوت ایسے قطعی عقیدہ کے حامی وہی حشر مرزائے قادیانی اور اس کی ذریت کا میدان مناظرہ میں کرنا چاہتے تھے۔

اہل اسلام اور مرزائی دونوں ہی بڑی بے تابی سے مرزا کی آمد کا انتظار کر رہے تھے، لاہوری پارٹی کے بعض بااثر افراد نے انتہائی کوشش کی مگر مرزائے قادیانی کسی صورت میں لاہور نہ آئے اور عذر یہ پیش کیا کہ پیر صاحب خود اعلان کریں کہ میں تقریری مباحثہ کی شرط واپس لیتا ہوں تب میں لاہور آؤں گا۔ پیر صاحب نے فرمایا محمد احسن امروہوی کے مطبوعہ مکتوب کے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جواب میں ہمارے ایک رفیق حکیم سلطان محمود اس شرط کی واپسی کا اعلان کر چکے ہیں، اب اگر مرزائے قادیانی اپنے دستخط سے اعلان کر دیں کہ میں تقریری مباحثہ نہیں کرنا چاہتا تو میں بھی اعلان کر دوں گا کہ میں تقریری بحث کی شرط واپس لے چکا ہوں، لیکن اس طرف مکمل سکوت چھایا رہا۔

۲۵ اگست کا دن انتظار کرتے کرتے گزر گیا لیکن مرزا کا دور دور کہیں نام و نشان نہ تھا بالآخر ۲۷ اگست کو شاہی مسجد (لاہور) میں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف علماء نے اسلام کی سربلندی اور مرزا کے دجل و فریب اور پسپائی کو تفصیلاً بیان کیا۔ اس دن حق اپنی تمام تر زیبائی کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور باطل سرنگوں ہو کر رہ گیا۔

ان الباطل کان زھوقا

مرزائے قادیانی نے خفت مٹانے کے لیے کچھ اشتہار شائع کیے جن میں مناظرہ کے لیے میدان میں نہ آنے کا عذر یہ بیان کیا کہ پیر صاحب کے مریدین میں جوش و خروش حد سے زیادہ ہے۔ اس لیے مکمل حفاظتی انتظامات کے بغیر لاہور میں قدم رکھنا آگ میں کودنے کے برابر ہے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کر کے ایک اور چیلنج پیش کر دیا کہ میں فصیح عربی میں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب بھی لکھیں پھر علماء خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے چنانچہ "اعجاز المسیح" کے نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر شائع کر دی۔ اس کے علاوہ مرزا کے ایک مرید محمد حسن امروہی نے "شمس الہدایہ" کے جواب میں "شمس بازغہ" نامی ایک کتاب لکھی اور یقین کر لیا کہ مناظرہ میں شکست کا تدارک ہو گیا ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں مشہور زمانہ کتاب "سیف چشتیائی" لکھ کر ۱۹۰۲ء میں شائع فرما دی۔ اس میں آپ نے "شمس بازغہ"

کے شبہات کا دندان شکن جواب اور "اعجاز المسیح" کی ایک سو سے زائد اغلاط کی نشاندہی کر کے مرزا کی عیاری کو طشت از بام کر دیا۔ حضرت پیر صاحب نے تفصیلاً بیان کیا کہ اس کتاب میں کہیں سرقہ ہے اور کہیں قواعد عربیہ کی خلاف ورزی ہے اس لحاظ سے اس کتاب کو معجزہ کہنا تو کجا اسے تو قابل ذکر کتب میں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سیف چشتیائی کو اہل علم و فضل طبقہ نے سر آنکھوں پر رکھا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ آج تک فرقہ مرزائیہ اس کتاب کے جواب سے عاجز ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مناظرہ شاہی مسجد میں شکست فاش کے باوجود مرزائی اپنی ضد پر قائم رہے اور آج بھی جبکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے ان کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اپنی ضد پر قائم ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں کوئی اسلام سے خارج نہیں کر سکتا وہ باقاعدہ اپنے غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ارباب اقتدار مسلمانوں کے منظور شدہ مطالبے کے مطابق ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے لیے عملی قدم اٹھائیں اور فوری طور پر مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کریں اس کے علاوہ علماء کا بھی فرض ہے کہ وہ رد مرزائیت کے محاذ پر پوری کوشش سے کام جاری رکھیں تاکہ کوئی مسلمان ارتداد کا شکار نہ ہو۔ اس کے علاوہ مرزائیوں کو اسلام کی دعوت دینے کا پروگرام بنانا چاہیے تاکہ جو افراد غلط فہمی کی بنا پر مرزائیت کا شکار ہیں دولت اسلام سے مشرف ہو سکیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قادیانی کرام!

یہ تو تھی مختصر سی روئیداد اس معرکہ آرائی کی جو حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ اور آپ کے مریدوں نے قادیان کے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد کے خلاف سر کیا۔ علمائے کرام کی خدمت میں درد بھری اپیل ہے کہ جہاں بھی تحریک ختم نبوت کا تذکرہ ہو وہاں عالم ربانی عارف لاثانی رہبر شریعت ہادی طریقت حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ الحسنی الگیلانی قدس اللہ العزیز کا تذکرہ ضرور کیجئے گا۔ کیونکہ بفرمان نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم "تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ"۔ یعنی جہاں صالحین کا ذکر ہو وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔"

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ ہمیں اُن نفوسِ قدسیہ کے سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جنہیں خداوند قدوس نے انعام یافتہ ہونے کی سند عطا فرمائی ہے۔ اور وہ ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (اولیاء) اور اُن بدعقیدہ لوگوں سے بچائے۔ جن پر اُس نے غضب کیا اور گمراہ کیا۔ خاص طور پر اُن تیس ۳۰ دجال اور جھوٹے نبیوں سے جن کی پیشگوئی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے چودہ سو سال پہلے فرمادی ہے۔

اب آپ حضرات کی توجہ اس ضروری مسئلہ کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں جو آج کل باعثِ موضوع بنا ہوا ہے۔ دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ قبلہ عالم حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ دیوبندی تھے اور بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ آپ بریلوی تھے۔

واضح ہو کہ! دیوبندی اور بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے۔ ان دونوں کی نسبت اُن دو دینی مدارس کی طرف ہے جہاں یہ واقع ہیں۔

۲۔ مدرسہ دیوبند کے بانی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور رشید احمد صاحب گنگوہی وغیرہم شیخ العرب والعجم قبلہ عالم سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔

۳۔ حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ کو بھی سلسلہ صابریہ چشتیہ کی خلافت حاجی صاحب موصوف سے ملی تھی۔

۴۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ کے مریدین میں سات مسائل میں اختلاف ہو گیا تھا۔ جس کا فیصلہ حاجی صاحب موصوف نے "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں کر دیا۔ جسے ان کے بعض شاگردوں نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ حاجی صاحب ہمارے طریقت کے پیر ہیں شریعت کے نہیں اور

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

شریعت میں ہم ان سے اعلم ہیں۔ اس طرح دیوبندی حضرات کے عقائد حاجی صاحب سے مختلف ہو گئے۔

۵۔ حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد جو آپ کی تصنیف لطیف "اعلاء کلمۃ اللہ" میں درج ہیں، وہی ہیں جو فیصلہ ہفت مسئلہ میں مرقوم ہیں۔

۶۔ متنازعہ فیہ مسائل میں سے سب سے بڑا مسئلہ گیارھویں شریف اور نذر نیاز کا ہے جسے آج کل کے دیوبندی علماء خنزیر سے بھی بدتر کہتے ہیں۔ جبکہ ان کے پیشوا قبلہ حاجی صاحب اور پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہما اسے جائز اور طیب کہتے ہیں۔ بلکہ پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اختلافی مسائل مثلاً نذر و نیاز، فاتحہ مروجہ، علم غیب، حاضر ناظر، استمداد، سماع موتیٰ، اختیار و تصرف اہل قبور، نداء غائبانہ، استغاثہ، توسل اور اور مسئلہ شفاعت کو اپنی کتاب "وما اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ" میں بڑی وضاحت سے بیان کئے ہیں۔

اس کے علاوہ فتاویٰ مہریہ میں مسائل امتناع نظیر، جواز عید میلاد النبی صلوٰۃ و سلام اور قیام وغیرہ بڑی شرح و بسط سے تحریر کئے گئے ہیں۔ اور یہی کچھ قبلہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح پیر صاحب گولڑوی اور قبلہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے عقائد و اعمال ایک جیسے ہیں۔ جبکہ دیوبندی حضرات کے ان سے بالکل مختلف ہیں۔ بلکہ میں تو یہ بھی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہی اعتقادات بریلوی حضرات کے بھی ہیں۔ اگر دیوبندی حضرات، حضرت قبلہ حاجی صاحب اور پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہما کے عقائد پر متفق ہو جائیں تو ان کے اختلاف بھی ختم ہو سکتے ہیں اور اتحاد کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ جس کی آج کل اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمارے ملک پاکستان پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ انڈیا اور روس تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی بھی وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔

خدا نہ کرے اگر ایسا وقت آگیا تو ان کفار نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم دیوبندی کانگریسی ہو یا بریلوی مسلم لیگی۔ انہوں نے تو محض مسلمان سمجھ کر اپنا وار کرنا ہے۔ جیسا کہ ۱۹۴۷ء میں ہوا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں انتشار و نفاق سے بچائے اور اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الذی من قال لا نبی بعدی وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حصّہ دوم

پیر صاحب گولڑہ شریف کی شخصیت

اور

دینی خدمات

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں حبیبِ خدا خاتم الانبیاء
سیّد الانبیاء، خاتم الانبیاء

آفتابِ وفا خاتم الانبیاء
مصطفےٰ مجتبےٰ خاتم الانبیاء

اوّلیں، آخریں خاتمِ ہر نبی
مالکِ دوسرا خاتم الانبیاء

سیّد المرسلیں، رحمتِ عالمیں
نورِ ذاتِ خدا خاتم الانبیاء

آپ شمس الضحیٰ آپ بدر الدجیٰ
آپ خیر الوریٰ خاتم الانبیاء

آپ پر عرشِ اعلیٰ سے دائم درود
بھیجتا ہے خدا خاتم الانبیاء

ہیں تمام انبیاء، اصفیاء اتقیاء
تیرے مدحت سرا خاتم الانبیاء

زاہد و پارسا بے نواؤں کے ہیں
آپ حاجت روا خاتم الانبیاء

ہیں ترے وصف انجیل و تورات میں
مصحفِ حق نما خاتم الانبیاء

جھوٹے دعوے نبوت کے ہونگے بہت
میں ہوں خاتم کہا خاتم الانبیاء

تیرے صدقے میں کون و مکاں ہیں بنے
یا حبیبِ خدا خاتم الانبیاء

شبِ اسریٰ ہیں پیشِ خدائے کریم
سرِ عرشِ علیٰ خاتم الانبیاء

ہیں رضا جوئے رب دو جہاں رب مگر
چاہے تیری رضا خاتم الانبیاء

تیرے در کے بھکاری ہیں شاہ و گدا
کیجئے کچھ عطا، خاتم الانبیاء

للہ چشمِ کرم مجھ پہ چشمِ کرم
میرے مشکل کشا خاتم الانبیاء

تابشؔ بے نوا کی ہے یہ التجا
لو مدینہ بلا خاتم الانبیاء
(علیہ التحیۃ والثناء)

۱۸ر جمادی الاوّل ۱۴۰۶ھ
جمعرات

تابشؔ قصوری
مرید کے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حصہ دوم

آفتابِ گولڑہ کی شخصیت اور دینی خدمات

زمانۂ طفولیت و کسبِ علم

ولادت

حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہٗ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء بروز سوموار پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان اپنی پہلی جنگِ آزادی کے خونیں دور سے۔ جسے انگریز مورخین نے "غدرِ دہلی" کا نام دیا ہے، گذر کر مکمل طور پر انگریزوں کے پنجۂ استبداد میں آچکا تھا۔ سلطنتِ مغلیہ ہمیشہ کے لیے دم توڑ چکی تھی۔ اور دینِ اسلام کی ہدایت و علم کے روشن چراغ انقلابِ زمانہ کے ہاتھوں یا تو گُل ہو چکے تھے یا قید و بند کی صعوبتوں میں ایامِ حیات گذار رہے تھے، یا ترکِ وطن کر کے برِصغیر سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو چکے تھے۔

شجرۂ نسب

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ جیلانی، رزاقی، قادری، چشتی (نظامی و صابری)، حنفی قدس سرہٗ کے نسبِ پاک کا سلسلہ پچیس[۲۵] واسطوں سے حضرت غوث الاعظمؓ اور چھتیس[۳۶] واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اس کی تفصیل بحوالہ "مخازن النسب" مصنفہ میر عبدالحق ابن میر سیف الدین قادری خاندانی شجرہ جات قلمیہ درج ذیل ہے:۔

سید مہر علی شاہ ابن سید نذر دین[۱] شاہ ابن سید غلام شاہ[۲] ابن سید روشن دین[۳] شاہ ابن سید عبدالرحمٰن[۴] نوری ابن سید عنایت اللہ[۵] ابن سید غیاث علی[۶] ابن سید فتح اللہ[۷] ابن سید اسد اللہ[۸] ابن سید فخر الدین[۹] ابن سید احسان[۱۰] ابن سید درگاہی[۱۱] ابن سید جمال علی[۱۲] ابن سید محمد جمال[۱۳] ابن سید ابی محمد[۱۴] ابن سید میراں محمد کلاں[۱۵] ابن سید میراں شاہ قادر قیس[۱۶] ساڈھوروی ابن سید ابی الحیات[۱۷] ابن سید تاج الدین[۱۸] ابن سید بہاؤ الدین[۱۹] ابن سید جلال الدین[۲۰] ابن سید داؤد[۲۱] ابن سید علی[۲۲] ابن سید ابی صالح نصر[۲۳] ابن سید تاج الدین[۲۴] ابوبکر عبدالرزاق ابن سیدنا غوث الاعظم میراں محی الدین ابی محمد عبدالقادر جیلانی[۲۵] ابن سید ابو صالح[۲۶] ابن سید عبداللہ جیلی[۲۷] ابن سید یحییٰ[۲۸] زاہد ابن سید شمس الدین[۲۹] زکریا[۳۰] ابن سید ابوبکر داؤد[۳۱] ابن سید موسیٰ ثانی[۳۲] ابن سید عبداللہ صالح[۳۳] ابن سید موسیٰ الجون[۳۴] ابن سید عبداللہ محض[۳۵] ابن سید حسن مثنیٰ[۳۶] ابن سیدنا امام حسن المجتبیٰ ابن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم (رضی اللہ عنہم اجمعین)

حضرت قبلۂ عالم کی والدۂ ماجدہ بھی اسی خاندان پاک گیلانیہ رزاقیہ میں سے تھیں جن کا شجرۂ شریف مندرجہ ذیل ہے:۔

حضرت معصومہ[۱] موصوفہ بنتِ پیر سید بہادر شاہ[۲] ابن سید شیر شاہ[۳] ابن سید چراغ شاہ[۴] ابن سید امیر شاہ[۵]

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ابن سید عبداللہ[6] شاہ ابن سید مبارک[7] شاہ ابن سید حسین[8] شاہ ابن سید امیر شاہ[9] ابن سید محمد مقیم[10] شاہ ابن سید عبدالمعالی[11] ابن سید نور شاہ[12] ابن حضرت سید لعل[13] بہاؤ الدین المعروف بہاول شیر قادری سکنہ حجرہ شاہ مقیم ضلع ساہی وال ابن سید محمود[14] ابن سید علاؤ الدین[15] ابن سید مسیح الدین[16] ابن سید صدر الدین[17] ابن سید ظہیر الدین[18] ابن سید شمس العارفین قادری[19] ابن سید مومن[20] ابن سید مشتاق[21] ابن سید علی[22] ابن سید ابی صالح نصر[23] ابن سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق[24] ابن سید غوث الاعظم محی الدین ابی محمد عبدالقادر جیلانی[25] رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

آنجناب کا رشتۂ ازدواج بھی اسی خاندانِ عالیہ میں یعنی آپ کی والدۂ ماجدہ کے عم زاد بھائی سید پیر چراغ علی شاہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ یہ خاندان حجرہ شاہ مقیم سے نقل مکانی کر کے حسن ابدال ضلع کیمبل پور میں آباد ہو چکا تھا۔

۳

ابتدائے تعلیم

آپ کو قرآن کریم پڑھنے کے لیے خانقاہ کے درس میں اور اردو فارسی کے لیے مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ عمر اتنی کم تھی کہ خادم اٹھا کر آپ کو لے جاتا اور واپس لاتا۔ مدرسہ کے طلباء نے راولپنڈی جا کر امتحان دیا۔ آپ کو جمعہ چوبدار اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے گیا۔ ممتحن انگریز تھا۔ اس نے سب سے پہلے آپ ہی سے سوال کیا کہ بائیڈ کا مصدر کیا ہے آپ نے صحیح جواب دیا۔ ممتحن نے ساری جماعت کو یہ کہہ کر پاس کر دیا کہ جب اس قدر کم سن بچہ ایسا صحیح جواب دے رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ استاد کی تعلیم اچھی ہے اور پوری جماعت لائق ہے۔

قرآن ناظرہ پڑھ کر حفظ ہو گیا

حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا روزانہ سبق آپ زبانی یاد کر کے یعنی حفظ کر کے سنا دیا کرتے تھے جب قرآن مجید ختم کیا تو اس وقت سارا قرآن آپ کو بلا ارادہ حفظ ہو چکا تھا۔ عربی، فارسی اور صرف و نحو کی تعلیم کے لیے بڑے پیر صاحب نے علاقہ پکھلی (ہزارہ) کے مولوی غلام محی الدین کو مقرر فرمایا تھا جنہوں نے آپ کو کافیہ تک تعلیم دی۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز استاد صاحب نے پوچھا کہ مطالعہ کر کے آتے ہو یا نہیں؟ مجھے اس وقت تک لفظ مطالعہ کا صحیح مطلب معلوم نہیں تھا۔ میں سمجھا مطالعہ زبانی یاد کرنے کو کہتے ہیں اس لیے اگلے روز تمام سبق زبانی سنایا تو استاد صاحب کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔

۶۵

موضع بھوئی کے درس میں داخلہ

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد مولوی غلام محی الدین نے بڑے پیر صاحبؒ اور حضرت اجی صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ کو ایسا ذہن رسا اور اعلیٰ دماغ عطا فرمایا ہے کہ ہر سبق حفظ سنا دینے کے علاوہ بعض اوقات ایسے دقیق سوالات کرتا ہے کہ ان کا جواب دینے سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں اب اس کی تعلیم کا صحیح حق ادا نہیں کر سکتا۔ اسے کسی بڑے فاضل استاد کے پاس ہونا چاہیے۔ ان ہر دو حضرات کا خیال تھا کہ آپ کو صاحبزادگی کے ماحول

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

سے دُور رہ کر تعلیم پانا چاہیئے ـــــ خود آپ کو بھی باہر جا کر ایک عام طالب علم کی طرح حصولِ تعلیم کا شوق تھا۔ لہٰذا گولڑہ شریف میں نحو پڑھ کر اُسی کم سنی کی حالت میں موضع بھوئی علاقہ حسن ابدال جا کر فاضل اجل جناب مولینا محمد شفیع قریشی کے درس میں داخل ہو گئے۔

بھوئی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ

بھوئی میں آپ کا ایک طالب علمانہ مناظرہ بہت مشہور ہے۔ جس کی وجہ سے اس کم عمری میں بھی آپ کو اُس نواح میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ بھوئی کے قریبی گاؤں بجاڑ میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ اُس وقت کے دستور کے مطابق ورثا نے اردگرد کے معززین، عوام اور دینی مدارس کے اساتذہ اور طلباء کو ختم قرآن و ایصال ثواب کے سلسلہ میں مدعو کیا۔ اس دوران میں بھوئی اور گڑھی افغاناں کے طالب علموں میں کسی علمی مسئلہ پر بحث چھڑ گئی۔ لوگ حلقہ باندھ کر سوال و جواب سُننے لگ گئے۔ حضرتؒ باہر تھے۔ جب وہاں پہنچے تو بوجہ کم سنی مجمع کے اندر جانے کا راستہ نہ ملا۔ ایک شخص سے کہا مجھے اُٹھا کر لوگوں کے دائرہ کے اندر پہنچا دو۔ اُس نے کہا وہاں ڈاڑھیوں والے طلباء بحث کر رہے ہیں۔ تم بچے ہو کیا کرو گے۔ آپ نے اصرار کیا تو اُس نے اُٹھا کر آپ کو مجمع کے اندر حلقۂ مناظرہ میں کھڑا کر دیا۔ اُس وقت گڑھی افغاناں کے درس کے دو فارغ التحصیل طلباء جو ہندوستان میں اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے گئے ہوئے تھے اور اُن دنوں تعطیلات پر آئے ہوئے تھے۔ بھوئی کے طلباء سے سوال و جواب کر رہے تھے اور اپنی فضیلت کے باعث اُن پر چھائے ہوئے تھے۔ حضرتؒ نے پہنچتے ہی "شافیہ" کی عبارت ـــــ قال الخلیل الاشیاء افعال وقال الفراء لفعاء ـــــ پڑھی اور سوال کیا کہ حسب قاعدہ قال کا مقولہ جملہ ہوا کرتا ہے یہاں قال الفراء لفعاء میں قال کا مقولہ مفرد ہے۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟ مگر اُن میں سے کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔

اِس کے بعد آپ نے اُن سے منطق کا سوال کیا کہ تصدیق مرکب ہے یا بسیط؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ امام رازی کے مذہب میں مرکب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر بقول امام رازی تصدیق مرکب ہے تو مقولات عشرہ سے ترکیب کا اشکال وارد ہوتا ہے جن سے مرکب چیز محض اعتباری ہوتی ہے واقعی نہیں ہوتی۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ جائز ہے۔ آپ نے کہا سند پیش کرو۔ اُنہوں نے "قاضی مبارک" کی عبارتیں نوکِ زبان پڑھنا شروع کر دیں۔ جب وہ ایک عبارت ختم کرتے تو آپ کہتے اِس سے رفع اشکال کیسے ہوا۔ اِس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکتے اور کوئی دوسری عبارت پڑھ دیتے۔ آپ پھر وہی سوال دُہراتے۔ جب دو تین مرتبہ ایسا ہوا تو اساتذہ نے فیصلہ صادر کیا کہ آپ جیت گئے اور لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اِس شکست پر گڑھی افغاناں کے لوگوں نے اپنے طالب علموں کو بہت شرمسار کیا جس پر وہ اِس قدر طیش میں آئے کہ بھوئی میں افواہ پھیل گئی کہ گڑھی افغاناں کے طلباء نے اس بچے کو رات کے وقت اُٹھا لے جانے کی سازش کی ہے۔ چنانچہ کئی روز تک بھوئی والے آپ کی حفاظت کے لیے راتوں کو پہرہ دیتے رہے۔

آپ بھوئی کے درس سے فارغ التحصیل ہو کر گھر پہنچے تو عید الفطر کا موقعہ تھا۔ حضرت اجیؒ صاحب کو سواری کا بہت شوق تھا۔ اور اکثر شاہسوار ایسے موقعوں پر نیزہ بازی کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ نماز کے بعد جب لوگ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اکٹھے ہونا شروع ہوئے تو آپ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ عید کی خوشیوں کا منظر دیکھنا چاہتے ہو یا دوست سے ملاقات کی تدبیر کا خیال ہے۔ دل نے جواب دیا۔ دوست سے ملنے کی خواہش ہے۔ لہٰذا موضع انگہ علاقہ نوشہرہ ضلع شاہ پور کے مشہور و معروف درس میں داخلہ کے خیال سے گھر سے نکل پڑا۔ وہاں میرا ایک بھوئی کا ہم مکتب فقیر نادر دین پہلے ہی داخل ہو چکا تھا وہ رات میں نے ٹیکی ڈھوک کی مسجد میں بسر کی۔ صبح اُس مسجد کے امام مولوی محمد حسن اپنے صاحبزادے کو مسجد میں شرح جامی پڑھاتے رہے اور مجھے بھی شریک سبق ہونے کو کہا۔ مگر میں نے کہا کہ میرا ارادہ انگہ جانے کا ہے۔ لہٰذا رخصت ہوا۔ ۶۷

درس انگہ میں شمولیت

موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور سرگودھا میں گولڑہ شریف سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ وہاں پہنچ کر فقیر نادر دین کے ذریعہ اُستاد صاحب مولوی سلطان محمود سے متعارف ہوئے۔ مولوی سلطان محمود نے پوچھا کہ آپ کیا پڑھیں گے آپ نے فرمایا میں بھی صدرا پڑھوں گا۔ حضرت اُستاد کو تعجب تو ہوا مگر اس سبق کی شرکت کے دوسرے تیسرے روز ہی اُن پر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ اس کتاب کو پڑھنے کی استعداد آپ میں کہیں زیادہ ہے۔

انگہ میں حضرتؒ کو جو خرچ گھر سے ماہوار پہنچتا تھا آپ اُسے نادار طلبا میں تقسیم فرما دیتے اور خود عموماً روزہ یا فاقہ سے رہتے شدید اشتہا کی صورت میں طلبا کے جمع کردہ ٹکڑوں میں سے کچھ تناول فرما لیتے۔ آپ کے اس جود و سخا و ایثار اور ریاضت مجاہدہ کو دیکھ کر وہاں کے لوگ اور طلبا آپ کے عقیدت مند ہو گئے۔ حضرتؒ نے اس کم عمری کی حالت میں ہی ریاضات و مجاہدات کو اپنا معمول بنا لیا تھا جس کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں۔ ۶۸

حضرتؒ کو تعلیم و تعلم میں اس قدر انہماک تھا کہ اپنی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے درجہ کے طلبا کو تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسم سرما کی طویل راتیں عشا کی نماز کے بعد مطالعہ میں ہی گذر جاتیں حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح کی اذان ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ آپ کے پاس پڑھنے والے طلبا کی اتنی کثرت ہو گئی کہ آپ نے انگہ کا قیام ترک کر کے شکر کوٹ میں رہائش اختیار فرما لی۔ دن کے وقت انگہ میں اپنی تعلیم حاصل کرتے اور شام کو شکر کوٹ جا کر طلبا کو درس دیتے۔

اُستادِ محترم کی معیت میں سیال شریف کی حاضری

حضرتؒ کے اُستاد مولینا سلطان محمود انگوی کی بیعت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامی فخری سیالوی قدس سرہٗ سے تھی وہ سال میں کئی بار سیال شریف ضلع سرگودھا اپنے پیر و مرشد کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ سیال شریف انگہ سے بائیس کوس کے فاصلہ پر دریائے جہلم کے شرقی کنارے پر واقع ہے۔ راستہ میں کئی مقامات پر قیام کرتے اور درس تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ حضرت قبلہ عالم ہمیشہ اُستاد صاحب کے ساتھ جاتے تھے اور حضرت الٰہی سیالوی بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ آخر حضرتؒ نے سلسلہ چشتیہ میں ان ہی سے بیعت کی

تقریباً اڑھائی سال انگہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب آپ واپس لوٹے تو درس نظامی کے جملہ فنون معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب اور حدیث شریف میں صحاح ستہ اور تفسیر میں بیضاوی وغیرہ باقی تھیں۔ ان کتب کی تعلیم کے لیے اُن دنوں عام طور پر طلبا ہندوستان کے مدارس کا رُخ کرتے تھے۔ آپ نے آئندہ تعلیم کے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہمہ ملکِ ایراں مرا شد تمام بہ ہندوستاں داد خواہم لگام

چنانچہ غالباً ۱۲۹۰ھ کے قریب یعنی فقط پندرہ سال کی عمر میں آپ ہندوستان روانہ ہو گئے۔

مولینا احمد حسن محدث کانپوری سے ملاقات

سب سے پہلے آپ کانپور میں مولینا احمد حسن محدث کے پاس پہنچے وہ سفرِ حج کے لیے تیار بیٹھے تھے، فرمایا: میاں صاحبزادے میں آج سے آٹھویں روز حج پر روانہ ہو رہا ہوں، اس عرصہ میں دو چار سبق اگر پڑھ بھی لو گے تو اس سے کیا ہوگا۔ چنانچہ آپ وہاں سے لوٹ کر علی گڑھ مولینا موصوف کے اُستاد حضرت مولینا لطف اللہ کے درس میں داخل ہو گئے۔

کافی عرصہ بعد جب قبلۂ عالمؒ کے علمی و روحانی کمالات کی شہرت ہوئی تو مولینا احمد حسنؒ بہت متاسف ہوئے کہ کاش آپ کو ایک آدھ سبق ہی پڑھا دیا ہوتا۔ آپ کی تصانیف ملاحظہ کر کے، بالخصوص قادیانی معرکہ کے بعد جب حضرتؒ کے علم و کمال کا چار دانگ شہرہ ہوا تو مولینا نے اس حسرت کی تلافی اس طرح کی کہ پیرانہ سالی میں محض آپ کی زیارت کے لیے پاک پتن شریف کا سفر اختیار کیا۔ مولینا ہر روز صبح آپ کے پاس آتے اور مؤدبانہ دروازہ کے باہر ہی بیٹھ جاتے۔ حضرتؒ فوراً اُٹھ کر اُنہیں اندر لے آتے اور اپنے برابر مصلّیٰ پر بٹھلانا چاہتے۔ مگر مولینا بہ پاس ادب معذرت کرتے تو آپ خود بھی مصلّیٰ ہٹا کر اُن کے برابر بیٹھ جاتے۔ دیر تک علمی اور روحانی گفتگو کا سلسلہ رہتا۔ ایک روز مولینا نے کہا: قبلہ میری تصنع کی عادت نہیں، جہاں دل مانتا ہے، وہیں سر جھکاتا ہوں، میں تو آپ کی دید کو عبادت سمجھ کر حاضر ہوا ہوں۔ مجھے حسرت ہے کہ کاش میں آپ کو ایک سبق ہی پڑھا دیتا۔ اس لیے نہیں کہ آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتا بلکہ اس لیے کہ آپ کی دُعاؤں میں شمولیت سے مشرف ہو جاتا۔ لیکن افسوس مجھے کیا خبر تھی کہ آپ ایک روز کیا ہونے والے ہیں۔"

حضرت بابوجی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ میں نے کسی معمر بزرگ کو ایسی نورانی اور جاذب نظر شکل و شباہت کا نہیں دیکھا جیسے حضرت مولینا احمد حسن کانپوری تھے۔ شفاف گندمی رنگ، کشیدہ قامت، سفید ریش اور اعلیٰ درجہ کی نظافت پسندی گفتگو کے وقت گویا مُنہ سے پھول جھڑتے تھے۔ اس شانِ علم پر اخلاص و انکسار بجد۔ آپ کے نیاز کا ذکر فرماتے ہوئے جناب بابوجی کی طبیعت پر رقت طاری ہو گئی اور فرمایا کہ مولینا نے مکہ معظمہ میں اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مزار پر چھ ماہ قیام کیا اور ہر روز اپنی ریش مبارک سے مزار کو صاف کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ! اپنے وقت کے اُستاذ الکل کی اپنے شیخ کے ساتھ یہ نسبت، نیاز اور عقیدت، آج کل کے علماء و زعما کے لیے مقام عبرت و نصیحت ہے۔

؎ کیمیا پیدا کُن از مُشتِ گلے بوسہ زن بر آستانِ کاملے اقبال

ہندوستان کے دینی علوم کے مراکز

حضرت قبلۂ عالمؒ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے تھے۔ اُن دنوں وہاں لکھنؤ، دیوبند، رام پور، کانپور، علی گڑھ، دہلی اور سہارن پور میں بڑے بڑے علمی مراکز قائم تھے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لکھنؤ میں مولینا عبدالحق متوفی ۱۳۰۴ھ مرجع خلائق تھے جن کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ دیوبند میں مدرسہ کا افتتاح ۱۲۸۳ھ میں ہو چکا تھا اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی زیر سرپرستی یہ مدرسہ کافی ترقی کر رہا تھا۔ ان ایام میں وہاں مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی خلف مولوی مملوک علی صاحب مدرس اعلیٰ تھے جو اجمیر شریف میں بھی مدرس رہ چکے تھے۔ مولوی مملوک علی موصوف، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، مولوی ذوالفقار علی صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی وغیرہ علمائے دیوبند کے اُستاد تھے۔ رام پور میں مولینا فضل حق خیرآبادی کے فرزند مولینا عبدالحق مدرسہ عالیہ نواب صاحب کے پرنسپل تھے۔ ان کے حواشی یعنی نوٹ، کتب ہائے معقول قاضی وغیرہ پر قابل دید ہیں۔

کانپور میں مولینا احمد حسن مسند آرائے تدریس تھے جو کہ اُستاذ الکل مولینا لطف اللہ علیگڈھی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ معقول کی مشہور کتاب حمد اللہ اور مثنوی مولینا رومؒ کے حواشی سے آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مرید خاص تھے۔ اور اگرچہ علمائے دیوبند کو بھی حضرت حاجی صاحبؒ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ اور اس لحاظ سے مولینا احمد حسن کے پیر بھائی تھے لیکن بعض مسائل میں مولینا کو ان سے اختلاف رہا جس پر حاجی صاحبؒ نے مکہ شریف سے ایک رسالہ ہفت مسئلہ بطور محاکمہ تحریر فرما کر بھیجا جو مسائل اختلافیہ میں قول فیصل کا حکم رکھتا ہے۔ اور علمائے کرام کے لیے حجت ہے۔ مسئلہ امکان نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مولینا فضل حق خیرآبادی اور مولینا احمد حسن نے رسائل لکھے ہیں، جن میں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی پُرزور تردید کی ہے۔ علمائے خیرآبادیہ و اسمٰعیلیہ کے اس اختلاف پر حضرت قبلہ عالم کا تبصرہ باب تصنیفات میں آئے گا۔

اُستاذ الکل مولینا لطف اللہ علیگڈھی المتوفی ۱۳۳۴ھ

۷۳

علی گڈھ میں مولینا لطف اللہ کی ذات گرامی شہرۂ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد رشید تھے جو مولینا بزرگ علی علیگڈھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولینا شاہ محمد اسحاق دہلوی متوفی ۱۲۶۲ھ کے مشہور شاگرد تھے۔ مولینا شاہ محمد اسحاق حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے اور جانشین تھے۔ مفتی صاحب کافی عرصہ علی گڈھ میں اپنے اُستاد مولینا بزرگ علی کے مدرسہ میں تعلیم دیتے رہے۔ اور اسی زمانہ میں مولینا لطف اللہ آپ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ مفتی صاحب بعد میں حکومت کی طرف سے بعہدہ منصف مقرر ہو گئے تھے۔ اور آپ نے مولینا لطف اللہ کو اپنا سررشتہ دار مقرر فرمایا۔ اس دوران میں تحریک آزادی ہند شروع ہوئی اور مفتی صاحب نے انگریز حکومت کے خلاف خان بہادر خان روہیلکھنڈی کا ساتھ دے کر جہاد میں حصہ لیا اور انگریزوں کے خلاف فتویٰ دیا۔ اس پر انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں غدر کے دیگر مجاہدین کے ساتھ آپ کو بھی بطور سزا جزائر انڈمان میں عمر قید کے لیے ملک بدر کر دیا۔ جہاں آپ نے بغیر مطالعہ و حوالہ جات کتب محض یادداشت سے چھ کتابیں تصنیف فرمائیں جو بہ تفصیل ذیل ہیں:-

(۱) علم الصیغہ۔ (۲) وظیفہ کریمہ۔ (۳) خجستۂ بہار۔ (۴) احادیث الحبیب المتبرکہ۔ (۵) ترجمہ تقویم البلدان، اور (۶) تواریخ حبیب اللہ۔ جن میں سے ترجمہ تقویم البلدان ایک انگریز افسر کو بہت پسند آیا اور یہی بات بظاہر آپ کی رہائی کا سبب ہوئی۔ آپ کی ہندوستان میں مراجعت پر آپ کے شاگرد مولینا لطف اللہ نے یہ تاریخی رباعی لکھ کر پیش خدمت کی ؎

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

چوں بفضلِ خالقِ ارض و سما — اوستادم شد ز قیدِ غم رہا
بہرِ تاریخِ خلاصِ آں جناب — بر نوشتم اِنَّ اُستاذِی نجا

۱۲۷۷ھ

ہندوستان آکر آپ نے کانپور میں مدرسہ فیضِ عام قائم کیا۔ ۱۲۷۹ھ میں بارادۂ حج روانہ ہوئے۔ جدہ کے قریب جہاز ایک پہاڑی سے ٹکرا کر غرق ہوگیا جس میں یہ علم کا آفتاب بھی غروب ہوگیا۔ آپ ایک اعلیٰ پایہ کے مصنف و مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے مدبر اور مجاہد بھی تھے۔ حج پر روانہ ہونے کے وقت اپنے شاگرد مولانا لطف اللہ کو اپنا جانشین مقرر فرما گئے جنہوں نے ابتداءً کانپور اور پھر علی گڈھ میں علوم دینیہ کی اشاعت کے سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ ہندوستان کی علمی دنیا نے ان کا اُستاذ العلماء کے خطاب سے اعتراف کیا۔ اُس دور کے نامور علمائے دین میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس نے اُستاذ العلماء کے گلشنِ علم سے فیض حاصل نہ کیا ہو۔ اُس وقت مولینا کی شاگردی فضل و کمال کی سب سے اعلیٰ اور بلند ترین سند شمار ہوتی تھی۔ مولوی عبدالحق دہلوی مصنف تفسیر حقانی، مولینا عبدالغنی کانپوری، مولینا شاہ محمد علی رحمانی مونگھیری، مولینا احمد حسن کانپوری اور حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی جیسی برگزیدہ ہستیاں آپ کے شاگردان میں سے ہیں۔ حیاتِ شیخ الہند مصنفہ سید اصغر حسین شاہ دیوبندی میں تحریر ہے کہ ایک مرتبہ جامع العلوم کانپور کے جلسۂ دستار بندی کے موقعہ پر علمائے دیوبند کے مشہور پیشوا مولینا محمود الحسن دیوبندی تقریر کر رہے تھے کہ مولینا لطف اللہ علیگڈھی جلسہ میں تشریف لائے۔ مولینا محمود الحسن نے آپ کو دیکھتے ہی بنشاء ادب و احترام تقریر ختم کردی۔ اسی طرح علمائے بریلوی کے مشہور پیشوا مولینا احمد رضا خاں صاحب بھی آپ کا بیحد احترام فرماتے تھے۔ مولینا سید محمود شاہ جال راولپنڈی جو مدت تک مولینا لطف اللہ کے مدرسہ علیگڈھ میں مدرس رہ چکے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی فتویٰ کے سلسلہ میں مولینا احمد رضا خاں اور مولانا لطف اللہ کے درمیان قدرے شکر رنجی پیدا ہوگئی تھی مگر بعد میں صلح و صفائی ہوگئی اور دوستانہ مراسم قائم رہے۔ مولینا لطف اللہ کے اکثر فارغ التحصیل شاگرد مولینا احمد رضا خاں کے کہنے پر اُن کے مدرسہ میں بطور مدرس بھی ملازم ہوتے رہے جیسا کہ حیاتِ اعلیٰ حضرت بریلوی میں تحریر ہے۔

بہرحال ہندوستان کے مدارس علمیہ میں سے علیگڈھ کا انتخاب حضرت قبلۂ عالم کے مسلکِ اعتدال کا مظہر ہے۔ حضرت مولینا لطف اللہ علمائے ربانیین کا نمونہ اور زہد و تقویٰ اور خدا پرستی کا مجسمہ تھے۔ طبیعت بے حد مرنجاں مرنج پائی تھی۔ علمائے ہم عصر کے ساتھ بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہونے کے باوجود اُن کے خلاف تعصب اور تشدد کا کبھی اظہار نہ فرمایا۔ آپ کی مقبولیت کے لیے یہی سند کافی ہے کہ بریلوی اور دیوبندی ہر طبقہ کے علماء کے دل میں آپ کا بے حد احترام تھا۔ آپ کی سادگی اور پرہیزگاری کا ایک واقعہ حضرت قبلہ بابوجی مدظلہ العالی بیان فرمایا کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر کسی شادی کی تقریب میں آپ مستورات کے ہمراہ بیل گاڑی میں سوار ہوکر سفر فرما رہے تھے کہ راستہ میں راہزنوں نے گھیر لیا۔ آپ نے پوچھا بھئی جان چاہیے یا مال؟ انہوں نے جواب دیا۔ مال۔ آپ نے کہا اچھا مستورات کے پردہ کا لحاظ کرتے ہوئے الگ کھڑے ہو جائیں تو میں خود ہی سب زیورات اتروا کر تمہارے حوالے کر دیتا ہوں۔ چنانچہ جب ڈاکو سب کچھ لے کر چل دیے تو ایک بچی نے ماں سے کہا اماں، دیکھو میں نے یہ زیور بچا لیا ہے۔ جونہی مولینا کے کان میں یہ آواز پہنچی فرمایا افسوس تم نے مجھے اپنے مکر میں مبتلا کر دیا۔ اور اُسی وقت وہ زیور لے کر ڈاکوؤں کے پیچھے دوڑے اور پکارتے جاتے تھے کہ ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ وہ ڈر سے کہ شاید انہیں کوئی مدد پہنچ گئی ہے اس لیے اور تیز تیز چلنے لگے لیکن مولینا کو کیسے دیکھ کر بالآخر ٹھہر گئے۔ مولینا نے پہنچ کر ہانپتے ہوئے لڑکی کا زیور

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

پیش کر کے معذرت کی کہ بھئی میری لاعلمی میں یہ زیور رہ گیا تھا۔ اور اس طرح وعدہ خلافی ہو گئی ہے۔ ڈاکوؤں پر اس سادگی اور راست بازی کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ تمام لوٹا ہوا مال اُن کو واپس کر دیا۔

اِن ہی پاک منش بزرگانِ دین کے انفاسِ قدسیہ کی برکت تھی کہ ایسے نازک دور میں جب کہ حکومتِ برطانیہ اور اُس کے ہواخواہ ہندوستان میں علومِ اسلامیہ کو ختم کرنے کی ٹھان چکے تھے، مدارسِ اسلامیہ کا وجود باقی رہا اور علومِ دین کے سرچشمے جاری رہے۔ حضرت مولینا اور آپ کے اساتذہ کرام کے حالات پر کتاب اُستاذ العلما مؤلفہ نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی اور تذکرہ مشاہیر کاکوری مؤلفہ مولوی محمد علی حیدر قابلِ دید ہیں۔

علی گڈھ کے درس میں تحصیلِ علم

علی گڈھ میں حضرتؒ نے قریباً اڑھائی برس تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت و بلند اخلاقی اور مثالی کردار کے باعث مولینا لطف اللہ اور دیگر اساتذہ کرام و ہم مکتبوں میں جو مقبولیت و توقیر آپ کو حاصل ہوئی

مولینا عبداللہ ٹونکی سے ایک طالبِ علمانہ بحث

مولانا شیخ الجامعہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتؒ کے قیامِ علیگڈھ میں ایک خاص واقعہ پیش آیا جو میں نے خود آپ کی زبانی سُنا۔ حافظ عبدالقدوسؒ سکنہ مکھڈ ضلع کیمبل پور، صرف و نحو کے بڑے ماہر تھے اور تمام درسی کتابیں اُن کو یاد تھیں۔ ابتدائی تعلیم پنجاب میں اور باقی تمام علوم کی تحصیل مولینا لطف اللہ علیگڈھی سے کی تھی۔ وہ سال دو سال کے بعد ہمیشہ حضرت مولینا کی زیارت کو علی گڈھ آتے اور کئی کئی ماہ وہاں قیام فرماتے۔ اتفاقاً حافظ صاحب کی موجودگی میں مولینا عبداللہ ٹونکی بھی جو مولینا کے شاگرد تھے اور مدرسہ فتحپوری دہلی کے اوّل مدرس تھے، حضرت مولینا کی زیارت کو آئے۔ مولینا عبداللہ کے حافظ عبدالقدوس سے بھی تعلقات تھے۔ حافظ صاحب نے حضرت قبلۂ عالمؒ سے کہا یہ حرمی، یہ مولوی عبداللہ اپنے علم پر بہت نازاں ہیں۔ اِن سے کچھ علمی گفتگو ہو جائے تو خوب رہے گی۔ چنانچہ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ مولینا لطف اللہؒ اللہ سے جماعت کو سبق پڑھانے کے دوران جب کہ مولینا ٹونکی بھی حاضر تھے کسی لڑکے نے کوئی سوال پوچھا۔ مولینا عبداللہ نے اپنے اُستاد محترم کی اجازت کے بغیر پیش دستی کر کے اُسے جواب دیا۔ حضرت قبلۂ عالم کو اُستادِ عالی پر اُن کی یہ سبقت ناگوار گذری۔ آپ نے اُستادِ محترم کی طرف دیکھا اور اُن کے چہرے سے اشارہ پا کر، علمِ نحو کی زیرِ سبق کتاب کافیہ کی ابتدائی عبارت اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ کے متعلق مولینا عبداللہ ٹونکی سے سوال کیا کہ مُفرد کو مجرور پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مولوی عبداللہ صاحب نے جواب دیا جائز ہے۔ حضرتؒ نے اعتراض کیا کہ جس وقت کسی فعل کا تعلق کسی اسم موصوف سے ہو تو اتصاف حالتِ تعلق کے وقت ہوتا ہے۔ یہاں لِمَعْنًی کا تعلق وُضِعَ سے ہے اور بتقدیر جر معنی موصوف ہوگا۔ پس لازم آئے گا کہ معنی کا افراد بحالتِ وَضع ہو حالانکہ وَضع افراد و ترکیب کا سبب ہے اور مسبب سبب کے بعد ہوتا ہے۔

مولینا عبداللہ نے فرمایا کہ آپ نے اعتراض میں غلطی کی ہے، آپ کو کہنا چاہیئے تھا کہ اتصاف تعلق سے قبل ہوتا ہے نہ کہ حالتِ تعلق میں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ جَاءَ فِی الرَّجُلِ الرَّاکِبِ میں رکوب مجیٔ سے پہلے نہیں ہوگا بلکہ مجیٔ اور رکوب کی مقارنت ہے۔ مولینا عبداللہ نے کہا کہ شرح جامی میں تو قبل الوضع کا لفظ موجود ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ مولوی عبدالحکیم

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میاں کوٹی نے حاشیہ عبد الغفور میں لکھا ہے کہ قبل الوضع کا لفظ سہو من الناسخ ہے اور صحیح نسخہ میں مع الوضع ہے۔

یہاں مولوی عبد اللہ صاحب خاموش ہو گئے۔ یہ دیکھ کر جناب مولینا لطف اللہ نے کتاب بند کر کے سبق ختم کر دیا اور حضرت کی تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ حافظ عبد القدوس نے اپنی خوشی کا اظہار عجیب عجیب طریقوں سے کیا جس کا علم ہونے پر مولوی عبد اللہ صاحب بہت طیش میں آئے اور اگلے روز مدرسہ میں آکر حضرت کے ساتھ مناظرہ کا چیلنج دینے لگے۔ مگر حافظ عبد القدوس کے سمجھانے سے مرعوب ہو کر لوٹ گئے۔

پھر ایک زمانہ آیا کہ یہی مولینا عبد اللہ ٹونکی حضرت کی تصانیف پڑھ کر عش عش کرتے تھے۔ اور جب لاہور میں قادیانی معرکہ کے وقت حضرت نے علمائے اہل سنت و اہل حدیث کے سامنے قادیانی مسلک کی جانب سے اُن پر امتحاناً سوالات کر کے اُن کے جوابات بھی دیئے تو مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولینا عبد اللہ ٹونکی نے بیک زبان دیگر علماء کے ہمراہ اعلان کیا کہ قادیانی مذہب کا آپ کے دلائل و جوابات سے بہتر جواب ممکن ہی نہیں۔ جناب بابوجی قبلہ مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی عبد اللہ ٹونکی نے انگریز حکومت میں بنکوں کے سود کے بعض حالات میں جائز ہونے پر ایک رسالہ لکھا تھا۔ جسے لاہور کے سفر کے دوران حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں پیش کر کے رائے تحریر فرمانے کی عرض کی تھی۔ حضرت نے اُنہیں تخلیہ میں سمجھایا کہ میری رائے اس موقف کے خلاف ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنی رائے تبدیل کر کے رسالہ واپس لے لیا اور آئندہ حضرت کے موقف کے مطابق رہے۔

مدرسہ علی گڈھ میں حضرت کا بہت شہرہ ہو گیا تھا۔ اُستاد صاحبان اور طلبا سب ہی آپ کی ذہانت اور نکتہ رسی کے قائل اور معترف تھے۔ طلباء کا رجوع آپ کی طرف اس قدر ہوا کہ یہاں بھی آپ کو اپنا ایک علیحدہ درس قائم کرنا پڑا۔

مولینا لطف اللہ کی طرف سے عطیۂ سندات

حضرت قبلۂ عالم کے اس سفر کی اہم یادگار جو۔ مولینا لطف اللہ صاحب نے حضرت قبلۂ عالم کو قرآن مجید، کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور بعض خصوصی احادیث کی سندات عطا فرمائیں جو اس وقت تک تبرکات عالیہ میں محفوظ ہیں

تکمیل درس حدیث بمقام سہارن پور

سہارن پور میں شیخ الحدیث مولینا احمد علی فن حدیث کے امام تصور کیئے جاتے تھے۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت و قابلیت کا بین ثبوت ہیں۔ آپ مولینا عبد الحی (بحر العلوم) لکھنوی اور شاہ عبد القادر دہلوی کے شاگرد تھے۔ ۱۲۶۱ھ میں مکہ شریف جا کر خاندان ولی اللہی کے مشہور چشم و چراغ شاہ محمد اسحاق سے دوبارہ درس حدیث لے کر سند حاصل کی۔ کتاب انوار الاولیاء میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے حالات میں تحریر ہے کہ جب مولینا احمد علی مکہ شریف میں حاجی صاحب سے ملے تو انہوں نے کہا کہ مولینا چونکہ میں نے آپ سے گلستان کے اسباق پڑھے ہیں اس لئے آپ میرے استاد ہیں۔ اگر محسوس نہ فرمائیں تو مشورۃً عرض کرتا ہوں کہ دوسروں کے مدارس میں ملازمت کرنے کی بجائے اپنا درس حدیث شروع کیجئے تو زیادہ مفید رہے گا۔ اس لئے واپس آکر مولینا نے سہارن پور میں حدیث شریف کی تعلیم و تدریس کا اپنے یہاں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

الگ اہتمام فرمایا اور صدہا علماء کو محدث بنا دیا۔ ہندوستان میں ہر طبقہ کے علماء میں سے اکثر کی سندِ حدیث آپ تک پہنچتی ہے فنِ حدیث میں جہاں آپ دیوبندی علماء کے پیشوا مولوی محمود الحسن صاحب کے اُستاد ہیں وہاں خاندانِ غوثیہ کے چشم و چراغ حضرت قبلۂ عالم گولڑوی اور مولینا سید محمد علی شاہ مونگھیریؒ جیسی آفتابِ معرفت ہستیاں بھی آپ سے مستفیض ہیں۔ حضرت مولینا احمد علیؒ خود حنفی مسلک کے تھے مگر حلقۂ درس وسیع ہونے کے باعث ہر مکتبِ فکر کے طلباء اُس میں شامل ہو کر مستفیض ہوتے تھے۔

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ جب مولینا احمد علیؒ سہارن پوری کی خدمت میں پہنچے تو اُنہوں نے آپ کو اپنے درس میں داخل کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ کتبِ حدیث کے تمام نسخے ختم ہو چکے ہیں۔ اس لئے آپ کسی دوسری جگہ جا کر حدیث پڑھیں۔ حضرتؒ حیران ہوئے اور دیگر طلبا بھی متعجب ہوئے کیونکہ اس قسم کا جواب مولینا کی عادت و معمول کے قطعاً خلاف تھا۔ تجسس پر معلوم ہوا کہ حضرتؒ کے سہارنپور پہنچنے سے قبل علیگڈھ والے پٹھان طالبِ علم محمود نے انتقام لینے کی خاطر ایک خط مولینا کو لکھ دیا تھا کہ اس نام اور اس حلیہ کا ایک طالبِ علم آپ کے پاس حدیث پڑھنے آ رہا ہے۔ اسے حصولِ علم کا شوق کم اور طلباء و اُستاد کو تنگ کرنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کا اشتیاق زیادہ ہے۔ لہٰذا اُس کا آپ کے درس میں داخلہ شر و فساد کا باعث ہوگا۔ اس اطلاع سے متاثر ہو کر مولینا نے حضرتؒ کو اجازتِ شمولیت درس دینے سے اجتناب کیا۔ حضرتؒ نے اس کی تردید کا تو کوئی اقدام نہ کیا البتہ مؤدبانہ اصرار سے مولینا سے سبق میں شامل ہونے کی اجازت حاصل کر لی لیکن مولینا آپ کے سبق پڑھنے کی نوبت نہ آنے دیتے تھے کہ خود ہی بددل ہو کر چلا جائے گا۔ آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا اور آہستہ آہستہ سبق دوہرانے کے اوقات میں آپ کے اخلاقِ عالیہ اور ذہانت کا علم تمام طلباء کو ہو گیا جنہوں نے یہ کوائف حضرت مولینا کی خدمت میں عرض کر کے کہا کہ ایسے شخص کے خلاف ایسی شکایت سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ چنانچہ ایک روز آپ کے سبق پڑھنے کی نوبت بھی آ گئی تو مولینا آپ کی قابلیت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اُن کو یقین ہو گیا کہ شکایت واقعی بے جا تھی۔ اس کے بعد وہ حضرتؒ کے حال پر بے حد توجہ فرماتے رہے اور اسباق میں آپ کے ساتھ امتیازی سلوک فرماتے تھے۔ چونکہ حضرتؒ دریافت فرماتے اُس کا بہت زیادہ خیال فرماتے۔ حتیٰ کہ بتدریج مولیناؒ کو حضرتؒ سے بیحد محبت و شفقت پیدا ہو گئی۔

حدیث قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ پر بحث

حضرتؒ فرماتے تھے کہ مولینا احمد علیؒ کے درس میں ہم دو طالبِ علم، مولینا وصی احمد پیلی بھیتی اور میں حنفی المذہب تھے۔ باقی اکثر و بیشتر طلباء غیر مقلد تھے۔ درس کے دوران اکثر اختلافی مسائل پر بحث چھڑ جاتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ حنفی مذہب کی فوقیت ہی ثابت ہوتی۔ غیر مقلد میری موجودگی کو اپنی شکست سمجھتے تھے۔ ایک روز حدیث قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ پر بحث چلی کہ قیام حضرت سعدؓ کی تعظیم کے لئے تھا یا اُن کے زخمی ہونے کی وجہ سے امداد اور اعانت کی غرض سے تھا۔ بخاری شریف کی حدیث

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال نزل اھل قریظۃ علی حکم سعد ابن معاذ فارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی سعد فاتی علی حمار فلما دنی من المسجد قال للانصار قوموا الی سیدکم۔

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ سعد بن معاذ کے حکم پر اُتر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بلوایا۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو آنحضرتؐ نے انصار سے فرمایا۔ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت اُستاد نے قیام مامور بہ کو برائے تعظیم قرار دیا۔ مخالفین نے اعتراض کیا کہ اس کا کوئی قرینہ نہیں۔ حضرت مقدر زخمی تھے اور قیام کا امر انہیں سواری سے اُتار کر لانے کے لئے تھا۔ اُستاد صاحب نے میری طرف دیکھا تو میں نے عرض کی۔ کہ قُوْمُوْا جمع ہے اور زخمی ہونے کی وجہ سے امداد کی حاجت ایک شخص کے قیام سے بھی پوری ہو سکتی تھی۔ سب انصار کو کھڑے ہونے کا حکم اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم برائے تعظیم تھا۔ علاوہ ازیں قاعدہ ہے کہ اگر مشتق پر حکم کیا جائے تو مشتق منہ علتِ حکم ہوتا ہے۔ جیسے الکاتبُ متحرک الاصابع میں تحریک اصابع کی علت کاتب کا مبداء اشتقاق کتابت ہوگی۔ کتب علم بلاغت و اصول میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ اس کی مثال اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا اور اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ میں قطع اور جلد کی علت سرقہ اور زنا ہے، لہٰذا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ میں قُوْمُوْا یعنی کھڑے ہونے کی علت سید کا مبداء اشتقاق سیادت یعنی سرداری قرار پائے گی پس ثابت ہوا کہ کھڑے ہونے کا حکم بغرض تعظیم تھا۔

غرض اس قسم کے کئی واقعات ہوئے جس پر غیر مقلد طلبا سخت پریشان ہوئے۔ آخر آپ نے ان سے عہد لیا کہ آئندہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام ابوحنیفہؒ اور حضرت غوث الاعظمؓ اور حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کی شان میں قطعاً کوئی نازیبا لفظ منہ سے نہیں نکالیں گے۔

آمین بالجہر پر مناظرہ

غیر مقلدین کے ایک بڑے مولوی سہارن پور آئے جن کے ساتھ حضرتؒ کا بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق مکالمہ ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ بلند آواز سے آمین کہنے کے حق میں سب سے قوی دلیل کیا ہے۔ تو انہوں نے ترمذی کی حدیث جَهَرَ بِهَا صَوْتَهٗ کا حوالہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ شعبہ کی روایت خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ بھی ترمذی میں موجود ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی امام ترمذی نے تضعیف کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس تضعیف کی امام ابن حجر نے "تلخیص الحبیر" میں تردید کی ہے۔ نیز یہ روایت دوام یا اکثریت پر دلالت نہیں کرتی جس سے اس کا سنت ہونا ثابت ہو۔ یہ تو محض ایک واقعہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ جواز نکلتا ہے جو متنازع فیہ نہیں۔ آیہ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ط (اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو) بھی آہستہ پڑھنے کی متقاضی ہے۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

۸۳

تحصیل علوم کے بعد مراجعت وطن

حضرتؒ کے اس قسم کے حالات سے آگاہ ہو کر مولینا احمد علیؒ نے محسوس کیا کہ یہ طالب علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشق الٰہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے علوم ظاہری و باطنی رسمیہ و وہبیہ کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کی خدمت بھی لینے والے ہیں۔ اس لئے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کدہ پر حضرتؒ کی دعوت کی، اور پھر سند حدیث سپرد کر کے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وطن تشریف لے جائیے اور دین کی خدمت کیجئے۔

حضرتؒ نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی اس لئے سند بھی ان ہی مضامین کے متعلق تھی اس پر سال ۱۲۹۵ھ تحریر ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمیہ کی تکمیل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تھی۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں حضرت مولینا احمد علیؒ کا انتقال ہو گیا۔ گویا حضرتؒ اُن کے آخری دور کے شاگردوں میں سے تھے۔ اسی طرح آپ نے مولینا لطف اللہؒ سے بھی اُن کے آخری دور میں تکمیل علوم کی تھی۔ اور شیخ طریقت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سے بھی خلافت اُن کے آخری دور میں ہی حاصل کی تھی۔ یہ امر مسلّم ہے کہ اس عالم اسباب و تحصیل میں صاحب فن اپنے آخری دور میں ترقی و کمال کے انتہائی عروج پر ہوتا ہے۔ اور طویل تجربہ و مشاہدہ کے باعث اپنے فن کی تعلیم و تدریس کے لئے موزوں و مناسب ترین حالت میں ہوتا ہے۔

آپ نے ۱۲۷۸ھ تا ۱۲۹۵ھ یعنی قریباً ۱۴ سال حصولِ تعلیم میں صرف کئے۔

زمانۂ درس و تدریس

تدریس و تعلیم میں خصوصی شان

حضرت قبلہؒ عالم حصولِ تعلیم کے بعد وطن واپس پہنچتے ہی بمصداق فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں) ہمہ تن تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ ابتدا میں پچاس کے قریب طلباء آپ سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان میں مولوی دوست محمد سکنہ بھوپڑ تحصیل چکوال، سید ممتاز علی شاہ سکنہ ریاست پونچھ، مولوی فقیر محمد سکنہ راجڑ تحصیل فتح جنگ اور مولوی حضرت پیر سکنہ کھنگر ضلع ہزارہ آپ سے اعلیٰ درجات کی انتہائی کتب خود پڑھتے تھے اور ابتدائی و چھوٹی جماعتوں کی کتابیں مبتدی طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔ یہ درس حضرتؒ کی آبائی مسجد واقع قصبہ گولڑہ میں شروع کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ میں وہ تمام اوصاف جمع فرما دیئے تھے جو ایک اعلیٰ ترین معلم میں ہونے چاہئیں گفتگو کی سلاست و جامعیت کے ساتھ ساتھ افہام و تفہیم کا انداز کچھ ایسا دل نشین تھا کہ کم سے کم استعداد کا طالب علم بھی مطلب بخوبی سمجھ لیتا تھا۔ آپ کے اکثر ہم عصر علمائے کرام کو جب کبھی آپ کو درس دیتے سننے کا اتفاق ہوا تو حیران ہو کر بیساختہ داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ نالائق سے نالائق اور بے ذوق سے بے ذوق طالب علم پر بھی اگر نگہِ شفقت اور نظرِ توجہ فرماتے تو وہ علم کی دولت سے مالا مال ہو جاتا۔ مولینا احمد دین سکنہ بھوئی جو علاقہ چھچھ ہزارہ کے مشہور علماء اور مدرسین میں سے تھے بچپن میں آپ کی خدمت میں لائے گئے۔ اور اُن کے والد بزرگوار نے اُنہیں نہایت کمزور ذہن خیال کرتے ہوئے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کی کہ میں چاہتا ہوں یہ عالم بن جائے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ذہین فرزندوں کو تو خود منتخب کر لیا اور اسے میرے پاس لائے ہو۔ اچھا، اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائیں گے۔ خدا کی شان دیکھئے کہ وہی بچہ آپ کی نظرِ کیمیا سے ایک متبحر عالم ہوا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اسی طرح مولوی محرم علی چشتی لاہوری کے فرزند مولوی قائم علی چشتی کا واقعہ ہے۔ ان کو بھی ان کے والد بزرگوار نے حضرتؒ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی کہ یہ نہایت کند ذہن بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ فاضل ہے۔ چنانچہ آپ کی نظرِ فیض اثر سے یہی اُس کا نام پڑ گیا اور وہ فارغ التحصیل ہو کر فاضل لاہوری" کے نام سے مشہور ہوا۔

اگرچہ حضرت قبلۂ عالم سے فیضیاب ہونے والے علماء کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ نے اپنے ابتدائی دور میں علومِ ظاہرہ کی تدریس میں کافی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ اور اگرچہ حجازِ مقدس سے واپسی پر علومِ رسمیہ کی تدریس بہت حد تک مولینا محمد غازیؒ نے سنبھال لی تھی مگر پھر بھی کتبِ تصوف کے ساتھ ساتھ علومِ رسمیہ کی تعلیم میں بھی آپ برابر ہاتھ بٹاتے رہے۔ حتیٰ کہ زمانۂ استغراق تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بلکہ اب بھی جاری و ساری ہے۔

جیسا کہ آپ نے پڑھا۔ آپ سرکار کو اپنے پیر و مرشد حضرت شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ سیال شریف اکثر حاضری دیتے اور حضرت اعلیٰ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ پر خاص عنایت تھی۔ ۱۳۰۰ھ میں خواجہ صاحب کا وصال ہو گیا تو آپ کو سخت صدمہ گزرا۔ آپ نے علوم رسمیہ کی تعلیم و تدریس کو خیرباد کہہ کر جہاں نگردی اور صحرانوردی اختیار فرمائی۔ یہ سلسلہ ۱۳۰۷ھ تک رہا۔ سب سے پہلے آپ لاہور تشریف لائے اور داتا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے مزار پر حاضری دی اور پھر راوی کے کنارے جنگل میں جا ٹھہرے۔ دن بھر روزہ اور رات بھر قیام ہوتا۔ تمام وقت پاس انفاس، ذکر جہر اور عبادت و ریاضت میں بسر ہوتا۔ اس کے بعد شاہی مسجد کے حجروں میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ مگر جب پروانوں نے وہاں چین نہ لینے دیا تو آپ تن تنہا مالیر کوٹلہ کے سفر پر نکل گئے۔ حضرت کا ایک دیوانہ قاضی میر عالم وہاں بھی پہنچ گیا اور آپ گھر تشریف لے آئے۔ چند روز بعد آپ ملتان روانہ ہو گئے۔ جب وہاں شہرت ہوئی تو آپ ڈیرہ غازیخاں اور مظفر گڑھ تشریف لے گئے۔ اور آخر میں اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ پھر اشارہ غیبی کے ذریعہ گھر تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ حسن ابدال میں چلہ کش ہو گئے۔ ۱۳۰۷ھ میں آپ اچانک حجازِ مقدس روانہ ہو گئے۔ جو آپ آگے پڑھیں گے۔ پہلے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے آبائے کرام کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری ہے، ملاحظہ ہو:۔

آبائے کرامؓ

مولائے کائنات جنابِ علیؓ

اس خاندانِ ذی شان کے اسلافِ کرامؓ نے ہر دور میں باطل کے خلاف نبرد آزما رہ کر اسلام کی سربلندی کے لیے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ سب سے پہلے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات کا تاریخی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب تقریباً تمام غزوات میں شریک رہ کر ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ ہمیشہ سنہری حروف میں لکھے جاتے رہیں گے۔ صرف غزوۂ تبوک میں آں حضرتؐ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نے آپؓ کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر چھوڑا تو آپؓ مغموم ہوئے۔ اس پر آں حضرتؐ نے فرمایا۔ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی (کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں میرے ساتھ وہ نسبت ہو جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھی؟)

جنگِ بدر میں کفار کے ستر مقتولین میں سے اکتیس (۳۱)، صرف آپؓ کی تلوار کا شکار ہوئے۔ اس وقت آپؓ کی عمر شریف صرف سترہ (۱۷) برس کی تھی۔ جنگِ اُحد کے بائیس (۲۲) مقتولوں میں سے سات (۷) آپؓ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جنگِ احزاب میں، جب عمرو ابن عبدِ وُد، جو عرب میں ایک ہزار پہلوانوں کا مقابل سمجھا جاتا تھا، آپؓ کے ہاتھ سے کیفرِ کردار کو پہنچا تو آں حضرتؐ نے فرمایا: علیؓ کی یہ ضرب اُس کے تمام دُوسرے اعمال پر سبقت لے گئی ہے۔ اُس زمانے کے دستور کے خلاف آپؓ مقتولوں کے اسلحہ و پارچات پر تصرف نہیں فرماتے تھے۔ اس پر عمرو کی بہن نے ایک مرثیہ میں کہا کہ بھائی! میں تیری لاش پر ابرِ بہار کی طرح روتی، مگر یہ دیکھ کر میرے آنسو خشک ہو گئے کہ تو ایک مردِ شجاع کے ہاتھوں قتل ہوا ہے۔

میدانِ جنگ میں جو شخص بھی اس شیرِ خدا کے مقابل ہوا، قتل ہوا۔ کسی فارسی شاعر نے کہا ہے ؎

نہ شد فصلے بروزِ کارزارش　　زعزرائیلؑ و ضربِ ذوالفقارش

صرف دو مقابل بچ نکلے تھے۔ ایک اپنی پُشت برہنہ کر کے بھاگا تھا اور آپؓ نے مُسکرا کر مُنہ پھیر لیا اور دُوسرے نے آپؓ کے چہرۂ مُبارک پر تھوک دیا، جس سے آپؓ نے تلوار نیام میں کر لی کہ مبادا عمل فی سبیل اللہ میں اس ذاتی رنج و غصہ کی وجہ سے خلل آ جائے۔

جہاد بالسیف کے علاوہ اشاعت علوم نبویہ، تبلیغ دین اور ہدایت خلق کے معاملہ میں مساعی کا جو ظہور آں جنابؓ کی ذاتِ گرامی سے ہوا۔ اُس پر خود صحابہ کرامؓ، ائمہ تابعینؒ اور تمام سلاسل کے اولیائے عظامؒ کے اقوال شاہد ہیں۔ مسند امام احمدؒ میں ہے کہ حضرت عمرؓ باایں جلالتِ شان فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایسی مشکل سے پناہ دیں جس کے حل کے لیے ابوالحسنؓ یعنی حضرت علیؓ نہ ہوں۔"

حدیثِ خُمِّ غدیر

مستذکرہ بالا اقوال کی تائید حدیثِ خُمِّ غدیر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔ (جس کا میں محبوب ہوں، یہ علیؓ بھی اُس کا محبوب ہے۔ الٰہی! جو اس کے ساتھ محبت رکھے تو بھی اُس کے ساتھ محبت رکھ اور جو اس کے ساتھ عداوت رکھے، تو بھی اُس کے ساتھ عداوت رکھ) اور حدیث شریف اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ (میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اُس کا دروازہ ہے) سے ہوتی ہے۔ ان احادیث میں آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو کائنات کا مولا اور اپنے علومِ مقدسہ کے شہر کا دروازہ قرار دیا ہے۔ علامہ مناوی شرحِ جامع صغیر میں لفظِ مولا کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مولا اُسے کہتے ہیں جو لازم الولایت اور اُس پر ہمیشہ قائم رہنے والا ہو۔ دیگر احادیث سے بھی یہی ثابت ہے۔ نسائیؒ اور مسند احمدؒ میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مومن کا ولی ہے۔ تمام سلاسلِ صوفیائے کرام اور محققین علمائے عظام کا اتفاق ہے کہ یہاں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ولایت سے مُراد ولایت باطنیہ ہے جس کا بلافصل یعنی مُسلسل ہونا لازمی امر ہے۔ بعض حضرات اِن احادیث کو ضعیف شمار کرتے ہیں، مگر وُہ غلطی پر ہیں، کیونکہ ثقہ مُحدثین نے اِن کی توثیق کی ہے۔ اسی طرح وُہ صاحبان بھی غلطی پر ہیں جو ان کو خلافت ظاہرہ کے تسلسل اور بلافصل ہونے کی دلیل تصور کرتے ہیں۔ اِس مسئلے کی تفصیل "ازالۃ الخفا" مُصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور رسالہ "فخر الحسن" مُصنفہ حضرت مولینا فخر الدین چشتی نظامی کی شرح "القول المُستحسن" میں موجود ہے۔ یہ شرح مولانا احسن الزمان محدث حیدر آبادی خلیفہ حضرت خواجہ محمد علی چشتی سُلیمانی خیر آبادی نے تحریر کی ہے۔ اور اس میں سلسلہ چشتیہ کے ہر گروہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے حضرت سیدنا علیؓ سے براہِ راست نسبت و استفاضہ کو قوی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے جس سے خلافتِ باطنیہ جناب رسُولِ کریمؐ کے بعد حضرت علیؓ اور اُنؓ کے بعد اُنؓ کے تنطے دیگر حضرات تک اکثر سلاسل میں ثابت ہے

خارجی ٹولہ کو آلِ اطہار سے اس قدر بغض و عناد ہے کہ ان کی شان میں کچھ سُننا بھی اُس کو گوارا نہیں۔ خاص طور پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ کی شان میں۔ اس ٹولہ کو لفظ مولائے کائنات پر بھی اعتراض ہے۔ اگر حکیم فیض عالم مقبول جہلمی۔

خارجی، حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو صدیقہ کائنات لکھے تو اُسے تکلیف نہ پہنچے اور اُس سے دریافت کرنے کی زحمت گوارا نہ کرے۔ مگر سیّد الاولیاء شیرِ خدا اھل اتیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ کے نام کے ساتھ مولائے کائنات لکھ دیا جائے تو اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی جائے۔ "یہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ سے بغض نہیں تو اور کیا ہے۔ اور علی المرتضیٰ سے بغض رکھنا بموجب بفرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خارجی ہونے کی نشانی ہے اور آپ نے خارجیوں کو جہنم کے کتے فرمایا۔ جناب صادق و مصدوق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا۔ "من کنتُ مولاہٗ فعلیٌّ مولاہٗ" "جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں"۔ اگر نبی الانبیاء کو مولائے کائنات مانتے ہو تو علی المرتضیٰ کو بھی مولائے کائنات ماننا پڑے گا۔

دراصل لفظ مولا کے صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ پنجابی زبان میں مولا کا مفہوم سردار لیا جاتا ہے اور یہی مفہوم شیعہ حضرات بھی لیتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ مولا کے معنی محبوب کے ہیں یعنی جس سے محبت کی جائے ملاحظہ ہو "مہر منیر ص ۵۶۴"۔

لفظ مولیٰ کی تشریح

کیست مولائے علیؓ مولائے کُل ھٰکذا قد قالہٗ خیر الرسل

یہ شعر حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ (جس کا میں مولیٰ ہوں، علیؓ

جبکہ ہمارے نزدیک صدیقہ کائنات اور مولائے کائنات دونوں جائز ہیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بھی اُس کا مولیٰ ہے الٰہی جو اس سے محبت رکھے تو بھی اُس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اُس سے عداوت رکھ کا ترجمہ ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں ایک بار حضرت نے فرمایا تھا کہ اس کا آخری جملہ لفظ مولیٰ کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ لفظ مولیٰ مشترک ہے اور کئی معنی رکھتا ہے۔ مشترک کے مختلف معانی کے تعین کے لیے قرینہ کا لحاظ ضروری ہے۔ اس لیے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ کے قرینہ سے اندازہ ہوتا ہے۔ مولیٰ کے معنی خلافِ معادی (عدو) کے ہیں یعنی محبوب پس معلوم ہوا کہ ولائے علیؓ محبوب کل ہیں جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا مُنَافِقٌ (حضرت علیؓ سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن اور بغض نہیں رکھے گا مگر منافق) لیکن جماعت برادرانِ طریقت مولیٰ کے معنی دوست لیتے ہیں جو پنجابی زبان میں مفہوم ہیں یعنی سردار۔ گویا حضرت علیؓ تمام اصحابؓ و خلفاءؓ کے سردار ہیں۔ یعنی محض خوش فہمی پر مبنی ہیں اس میں شک نہیں کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو حضرت علیؓ کے ساتھ بے حد محبت تھی جو محویت اور درجۂ انہماک تک پہنچی ہوئی تھی۔ مگر آپ کا کمال یہ تھا کہ غلبۂ عشق و محبت کے باوجود شرع شریف کے لحاظ و اتباع کامل کو ہاتھ سے کبھی جانے نہیں دیا۔

بر کفے جامِ شریعت بر کفے سندانِ عشق ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

ایک ضروری تنبیہ

کتاب کے آخر میں حضرت تنبیہ ضروری کے عنوان سے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ (اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور اُن لوگوں کی خواہشات کی تابعداری نہ کرو جو پہلے گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے) اللہ تعالیٰ کو اعتدال اور میانہ روی ہر کام میں پسند ہے اور یہی ہے صراطِ مستقیم جس کی درخواست کے لیے ہم مامور ہیں۔ اور غلو اور تجاوز چاہے دین میں ہی ہو موجب ضلالت اور غضبِ الٰہی ہے۔ بسا امور ایسے ہیں کہ فی ذاتہٖ صحیح بلکہ کمالِ ایمان کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں لیکن ایک بدطینت اور فاسد الرائے انسان انہی امورِ صحیحہ سے بوجہ غلو اور حسد بڑھ جانے کے نتائج فاسدہ اخذ کر لیتا ہے۔ حضرت شیخ اکبرؒ ایسے نتائج کو شیاطینِ معنویہ کے ساتھ تعبیر فرماتے ہیں مثلاً حبِ اہل بیت بشہادتِ قرآن و حدیث اور قرارِ دادِ اہل اللہ موجب کمالِ ایمان سمجھا گیا ہے۔ مگر اس صحیح میں غلو کرنے والے دو فرقے ہوئے۔ ایک فریق نے تو بغض اور سبِ صحابہ کرام کا راستہ لے لیا اس وجہ سے کہ بخیال اُن کے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن کے اہل بیت کا منصب اور حق غصب کر لیا۔ دوسرا فریق معاذ اللہ خدا اور رسولؐ اور جبریلؑ تک کے خلاف گستاخ ہوئے بدیں خیال کہ رتبۂ اہل بیت اور تقدم علی الصحابہ پر نص صحیح کیوں وارد نہیں ہوئی۔ یہ سب نتائج فاسدہ اُسی صحیح امر (حبِ اہل بیت) میں غلو کے ہیں۔ ایسا ہی حبِ عباد اللہ الصالحین اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے۔ لیکن اگر اُس میں بھی تجاوز کیا جائے جیسے اُن صلحا کو معبود بنا لیا جائے یا اُن کو متصرف مستقل سمجھا جاوے یا شریک فی التصرف اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ بغیر اُن کی شرکت کے انتظامِ عالم نہیں کر سکتا تو یہی حب موجبِ شرک ہو جائے گی اور وہی محبت مشرک ناقابلِ مغفرت ہو جائے گا۔ لہٰذا انسان کو کبھی اعتدال کا صحیح راستہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ حبِ اہل بیت و حبِ عباد اللہ الصالحین صاحبِ اعتدال کے لیے نہایت مفید اور موجبِ کمال ہیں۔ مگر ان میں افراط و تفریط اور غلو کرنے والے گمراہی اور ضلالت کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خارجی ٹولہ کی عادت ہے کہ جبھی سُنی علماء آل اطہار کے فضائل اور مناقب بیان کرنے لگتے ہیں تو ان کی طرف سے پراپیگنڈا ہونے لگتا ہے۔ کہ یہ تو شیعوں کے عقائد ہیں جو سراسر غلط ہے۔ سُنیوں اور شیعوں میں بنیادی اختلاف فضائل صحابہ ہے۔ شیعہ حضرات صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شانِ اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ اہلِ سنت وجماعت ان کے فضائل بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح خارجی لوگ آلِ اطہار کی شانِ اقدس میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ اہلِ سنت وجماعت ان سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔ روافض اور خوارج افراط و تفریط میں پڑے ہوئے ہیں جو سخت معیوب ہے۔ صحابہ کبار اور آلِ اطہار تو دین اسلام کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں جن کی مساعی جمیلہ سے یہ گاڑی رواں دواں ہے۔ اس لئے اہلِ سنت ان دونوں کے غلام ہیں۔ خوارج نے تو بارہ اماموں کو بھی شیعوں کے کھاتہ میں ڈال رکھا ہے جو آئمہ اہل بیت ہیں نہ کہ شیعوں کے امام۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب ۱۲۳ میں تحریر فرمایا ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے کے دو راستے ہیں۔ پہلا راستہ قربِ نبوت سے تعلق رکھتا ہے اور یہی اصل الاصل ہے اور اس راستے کے واصلان انبیاء علیہم السلام ہیں اور اُن کے اصحابؓ اور تمام اُمتوں میں سے جن کو بھی وہ اس ذریعۂ دولت سے نوازنا چاہیں اُن میں شامل ہیں۔ دُوسرا راستہ قربِ ولایت کا ہے۔ جس کے ذریعے اقطاب، اوتاد، ابدال، نجبا و عام اولیا واصل باللہ ہوتے ہیں۔ "راہِ سلوک" اسی کو کہتے ہیں۔ اس راستے کے واصلین کے پیشوا اور اُن کے فیض کا منبع حضرتِ علی المرتضیٰؓ ہیں اور حضرت سیدہ فاطمہؓ و حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہم اس مقام میں اُن کے ساتھ شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت سرکار علیؓ قبل از ظہورِ وجودِ عنصری بھی اس مقام پر فائز تھے اور اس راہ کے واصلین آپؓ ہی کی رُوحانیت کے توسّل و واسطے سے منزلِ مقصود تک پہنچتے رہے۔ آپؓ کے بعد یہ منصب عالی علی الترتیب حسنین کریمین کو تفویض ہوا اور پھر یکے بعد دیگرے ائمہ اہلِ بیتِ کرام اس مقام پر فائز ہوئے۔ ان سے ماسوا جن کو بھی مذکورہ مقامات عطا ہوئے ان ہی حضرات علیہم السلام کے واسطے سے ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت غوث الاعظمؓ کا دور آنے پر یہ منصب عظیم یعنی قطبیتِ کبریٰ آپؓ کی ذات سے مختص کر دیا گیا۔ اب جس کسی کو بھی اس راستے سے فیض و برکات حاصل ہوتی ہیں، آنجنابؓ کے توسط سے ہی ہوتی ہیں

اس کے بعد حضرت مجددِ الفِ ثانیؒ نے اپنے متعلق لکھا ہے کہ مجھے بھی حضرتِ غوثِ اعظمؓ کی نیابت کے طور پر یہ مقام حاصل ہوا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب خاتمِ نبوتؐ کی خلافت حضرتِ علیؓ کی ذاتِ گرامی تک پہنچی۔ تو اس شجرِ علم و ولایت سے درختِ طوبیٰ کی مانند بے شمار شاخیں پھوٹیں جن کے کمالات ہر جانب سایہ فگن ہوئے اور ساری دُنیا حضرت علیؓ کے نورِ جمالِ ولایت سے روشن ہو گئی۔ بالخصوص رسول اللہؐ کی اولادِ عالی نژاد نے بحکمِ وراثتِ حقیقی اور مناسبتِ ذاتی ولایت کا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

پورا پورا حصہ اور فیض حاصل کیا اور اپنی عصمتِ ذاتی کی بنا پر ولایتِ معنوی کا علم بلند کرتے ہوئے ظاہری حکومت دوسروں کے لیے چھوڑ دی۔ خاندانِ نبوت سے نورِ ولایت نہ تو کبھی منقطع ہوا نہ ہوگا اور آسمانِ ولایت نے بغیر ان اقطاب کے کبھی قرار نہیں پکڑا۔ ان ہی میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا، قطب الاقطاب عالم، غوث بنی آدم اور مرجع جن و انس بنا کر مشرق و مغرب میں مشہور و معروف کر دیا اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی کو دینِ اسلام کا دوبارہ زندہ کرنے والا بنایا۔ اگرچہ جمالِ محمدی تمام آل میں تابان و درخشاں ہے، مگر محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ میں اس کا کچھ اور ہی رنگ ہے جو حقیقتاً جمالِ احمدی اور کمالِ محمدی کا مظہرِ اتم ہے۔"

علامہ آلوسی بغدادیؒ نے تفسیر "روح المعانی" میں آیۂ تطہیر کی تشریح کے ضمن میں لکھا ہے کہ اسی تطہیر الٰہی کا نتیجہ ہے

کہ اخلاق، اعمال اور فضائل کے لحاظ سے اہلِ بیتِ کرام ہر دور میں دوسروں سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ان کے اعمال مقبول ہیں اور ان پر آثارِ جمیلہ کا مترتب ہونا یقینی امر ہے۔ یہ ان کی ایسی خصوصیت ہے جس میں ان کا کوئی شریک نہیں۔ اسی لیے اربابِ کشف نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر دور میں قطب اسی خاندان سے ہوتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی لمعات "المقالۃ الوضیہ" وغیرہ میں تحریر فرمایا ہے کہ مقامِ جذب و ولایت کے فاتح اول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور سیدۃ النساء حضرات حسنین کریمین اس مقام میں آپؓ کے ساتھ شامل ہیں بقیہ ائمہ اہلِ بیتؓ بھی اسی نسبت کے اقطاب ہیں اور سیدنا غوث الاعظمؒ کی اس مقام میں ایک خصوصی شان ہے۔

علامہ اقبالؒ نے جنابِ سیدۃ النساءؓ کی شان میں کیا خوب کہا ہے:-

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز — با سہ نسبت حضرتِ زہراؓ عزیز
نورِ چشمِ رحمۃ للعالمیں — آں امامِ اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدارِ ھل اتیٰ — مرتضیٰؓ، مشکل کشا، شیرِ خدا
مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق
مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق

حدیثِ خمِ غدیر سے شیعہ حضرات جو غلط مطلب لیتے ہیں اس کا جواب

حضرتؒ نے حدیثِ خمِ غدیر کی تفصیل بیان فرما کر لکھا ہے کہ اس کی تقریب یہ ہوئی تھی کہ بریدہ اسلمی نے یمن میں حضرت علیؓ کے کسی عمل پر اعتراض کیا تھا اور حضورؐ سے اس کی شکایت کی تھی جس پر حضورؐ نے "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ" کا ارشاد فرما کر حضرت علیؓ کی محبت واجب فرما دی۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ بریدہ اسلمی کے بیان اور واقعات و بشارات و نصوص قرآنیہ مُبَیِّنَۃٌ فِیْ مَوَاضِعِھَا سے واضح ہو جاتا ہے کہ خمِ غدیر والی حدیث کو خلافتِ بلافصل سیدنا علیؓ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ورنہ بہ ایامِ مرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہ ارشادِ مکرر اور اصرارِ مؤکد حضرت صدیق اکبرؓ کو تین روز کی نمازوں کے لیے امام نہ بناتے۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا (قَدْ مَکَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یُؤَخِّرُکَ) تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش امام فرمایا ہے پھر کون ہے جو تمہیں پیچھے کرے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مقامِ ولایت کے مرکزِ اعلےٰ علیؓ

مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہے کہ جس طرح مقامِ نبوت کے مرکزِ اعلیٰ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، اسی طرح مقامِ ولایت کے مرکزِ اعلیٰ سیدنا علیؓ ہیں۔ آیۂ کریمہ:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (آلِ عمران ۸۱)

اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور علم سے دوں۔ پھر تمہارے پاس پیغمبر آئے، جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو، جو تمہارے پاس ہے، تو اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا۔

اور حدیث شریف:۔

كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

کی تشریح میں امام سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ میں اور حضرت شیخ اکبرؒ نے "فتوحاتِ مکیہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ حقیقتِ کلیہ اور تجلی اول میں قبولِ فیض کے لحاظ سے تمام حقائق سے قریب تر حقیقتِ محمدیہ ہے اور اس کے بعد سیدنا علیؓ کی حقیقت ہے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ آں حضرتؐ نے فرمایا، جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی، تو انہیں عرشِ معلیٰ کی داہنی جانب پانچ انوار رکوع و سجود میں مصروف نظر آئے۔ آپؐ کے استفسار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیری اولاد کے پانچ افراد ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے۔ تو میں جنت، دوزخ، عرش، کرسی، آسمان، زمین، فرشتے، انسان، جن وغیرہ کو پیدا نہ کرتا۔ جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے۔ تو ان کے وسیلے سے سوال کرنا۔ (ارجح المطالب جلد ۲ صفحہ ۴۶۱)

اس حدیث کو امام ابوالقاسم رافعیؒ وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے۔ صاحب "ارجح المطالب" نے بھی امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے فرزند عبداللہؒ اور علامہ ابن عساکر اور محب طبریؒ وغیرہ علمائے کرامؒ کی کتب کے حوالے سے اس مضمون کی اور بھی کئی احادیث کو نقل کیا ہے۔ جن میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؓ ایک ہی نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی اپنی تفسیر عزیزی میں ان کلمات کی تفسیر لکھتے ہوئے۔ جن کے توسل سے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل ثابت فرمایا ہے لیکن یہ خیال ہے کہ جیسے شرح العقائد نسفی میں تحریر ہے۔ حضرت علیؓ کے یہ فضائل مسئلہ فضیلتِ شیخینؓ کے منافی نہیں ہیں۔ ان سے حضرات شیخینؓ کی فضیلت میں کسی طرح کی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی ہے۔

حدیث اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

ترمذی کی حدیث شریف "اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" (میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں) پر شیخ ابن تیمیہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نے منہاج السنۃ میں اعتراض کیا ہے کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اور واقعات کی رُو سے بھی نفس مضمون صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علم نبوت کا صرف ایک دروازہ حضرت علیؓ ہوں جن سے صرف کوفیوں نے قلیل مدت کے لیے علم حاصل کیا اور باقی بلادِ اسلامیہ میں علم اوروں سے پہنچا۔

حضرتؒ فرماتے ہیں یہاں علم سے مُراد علم خاص یعنی علم اسرار مُراد ہے۔ اس حدیث پاک کی تصحیح اور ابن تیمیہ کی تردید میں آپ کے دلائل اڑتیس صفحات پر قلم بند ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں خلفائے ثلاثہؓ اور کبار صحابہؓ کا رجوع اور مدار ہمیشہ حضرت علیؓ کے فتاویٰ پر تھا۔ چنانچہ خلیفہ ثانیؓ کے اقوال "لولا علیٌ لھلک عمر" (اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاکت میں پڑتا) اور "لا القیت لمعضلۃٍ لیس لھا ابو الحسن" (خدا مجھے اُس مشکل سے دوچار نہ کرے جس کے حل کے لیے ابو الحسن موجود نہ ہوں) اور "لا یُفتِیَنَّ احد فی المسجد وعلی حاضر" (مسجد میں علیؓ موجود ہوں تو کوئی اور شخص فتوے نہ دے) اس امر پر شاہد ہیں۔

حضرات سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) سب حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں اور شیخ ابن تیمیہ خود بحوالہ "اتقان" علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ علم تفسیر میں اہل مکہ اعلم الناس ہیں کیونکہ وہ عبداللہ بن عباس کے اصحاب ہیں۔ ملک شام میں علم بقول "تذکرۃ الحفاظ" (علامہ ذہبی) ابو درداء سے شائع ہوا جو عبداللہ بن مسعود کے شاگرد ہیں۔ ابو درداء کا قول ہے کہ عالم تین ہیں۔ ایک شام میں یعنی میں خود۔ دوسرا کوفے میں یعنی عبداللہ بن مسعودؓ اور تیسرا مدینہ میں یعنی حضرت علیؓ۔ شامی عند الحاجت کوفی سے پوچھتا ہے اور کوفی مدنی سے اور مدنی (یعنی حضرت علیؓ) کسی سے نہیں پوچھتا۔

پھر حضرات ائمہ اہل بیت حسنین و سجاد و باقر و جعفر و کاظم (علیہم السلام) کے ذریعے حضرت علیؓ کے علوم نے دُنیا کا کوئی گوشہ نہیں جسے سرفراز نہ فرمایا ہو۔ اگر صرف حضرات امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ بن انس مدنی کے حلقۂ تدریس کو شمار میں لایا جائے تو اہل سُنت کے کسی مجتہد، محدث، مفسر اور مبلغ کا نام نہیں ہوگا جو اس صف میں شامل نہ ہو۔ اور یہ دونو حضرات حضرت امام جعفر صادقؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا دوسرا سلسلہ حضرت حمادؒ کے ذریعے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تک پہنچتا ہے جو براہِ راست حضرت علیؓ کے تلمیذ تھے۔ اہل سُنت کے علاوہ امامیہ، اشاعرہ، ماتریدیہ اور معتزلہ سے کون ہے جو علوم علیؓ سے مستفید ہونے کا مدعی نہ ہو۔

اس حدیث پاک کی صحت پر بہت سے حوالہ جات کا شمار فرماتے ہوئے حضرتؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت یحییٰ بن معینؒ نے کی ہے جنہیں شیخ ابن تیمیہ نے اپنی اسی کتاب "منہاج السنۃ" میں اعاظم محققین اصحاب رجال اور روایات کی جرح و تعدیل میں از رُوئے صداقت و دیانت و امانت و مہارت اعظم الناس میں شمار کیا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ نے شہر علم کے اکیلے دروازے پر خبر واحد کی غیر یقینی حیثیت کا جو اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ باتفاق مسلمین یہ ضروری اور واجب سمجھا گیا ہے کہ ایک ہی شخص کا تبلیغ علم میں ذریعہ ہونا صحیح نہیں اور چاہیئے کہ یہ دروازہ مسدود اور بند رہے اس کے جواب میں حضرتؒ نے خبر واحد کے معتبر ہونے کی متعدد مثالیں بیان فرمائی ہیں اور کہا ہے کہ "ابن تیمیہ کی یہی دلیل معاذ اللہ انکار نبوت پر بھی قائم ہو سکتی ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ خداوند عالم کے علم کو ہر زمانہ میں صرف ایک شخص اس طریق پر نہیں پہنچا سکتا کہ لوگوں کو علم یقینی حاصل ہو۔ لہٰذا ہر زمانہ میں انبیاء کا متعدد ہونا ضروری ہے۔ ورنہ چاہیئے کہ دینِ الٰہی مسدود اور بند رہے۔ لہٰذا معاذ اللہ اکیلے نبی کی نبوت باطل ہے۔" اہل السُنت والجماعت و علمائے زمانہ حال کو چاہیئے کہ ذریتِ رسولؐ کی اہانت نہ کریں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

وہ علیؓ ہی ہیں جنھوں نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ اس جگہ (سینہ) میں بہت علوم ہیں۔ کاش کہ میں ان کے لینے والا کوئی پاتا۔ اور اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر اتنی بڑی لکھوں جس کو ستر (۷۰) اونٹ اٹھائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ساری دنیا آپ کے علم کو سیکھتی تو بھی ختم ہونے میں نہ آتا۔ آپ کے علم کی بکثرت اشاعت مدینہ منورہ میں ہوئی ہے کیونکہ خلفاء ثلثہ اور باقی اصحابؓ کا بر مشکل میں آپ کی طرف رجوع ہوتا تھا۔ اور اپنے اعلیٰ درجہ کے شاگردوں کی تعلیم مثل حضرت سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ وغیرہم اور اپنے قریبی رشتہ داروں مثل عبداللہ بن عباس اور قرۃ العینین لرسول الثقلین و جگر پارہ بتول زہرا سیدۃ النساء و سرور جان مرتضویؓ سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ کو افاضہ و علوم اسرار کی تعلیم بوجہ فراغت مدینہ منورہ ہی میں ہوئی تھی۔ کوفہ میں تو آپ ناکثین و قاسطین و مارقین کے قتال میں بکثرت مصروف رہے

"غور کرنا چاہیے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کیا ہی اچھا کہا ہے لولا علیؓ لھلک عمرؓ (اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتے) خیبر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جھنڈا نشان اس شخص کے حوالہ کروں گا کہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ (جو اللہ و رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور جس کو اللہ و رسولؐ پیارا جانتے ہیں) پھر طویل خطبہ پڑھا جس کی ابتدا اس طرح ہے۔ الحمد للہ علی آلائہ فی نفسی والحمد للہ علی بلائہ فی اھل بیتی اور آخر میں فرمایا من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ (ترجمہ) خدا کی حمد ہے جس نے مجھے نعمتیں عطا کیں۔ اور خدا کی حمد ہے جس نے میری اہل کو ابتلا میں ڈالا جس کا میں مولا ہوں علیؓ اس کا مولیٰ ہے اے اللہ جو علیؓ کو دوست رکھے اس کو دوست رکھنا اور جو علیؓ کے ساتھ عداوت کرے اس کے ساتھ دشمنی کا معاملہ کرنا۔ ایک اور موقعہ پر حضرت علیؓ کی شان میں فرمایا واقضاکم علیؓ (تم میں سے اچھا بہتر فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں)۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے جو علم تفسیر میں بحر ذخار تسلیم کیے گئے ہیں فرمایا کہ مشکلات قرآنی اور اسرار و رموز آیات متعلقہ علوم مخفیہ میں میرے ماخذ و معلم حضرت علیؓ ہیں۔ ائمہ مجتہدین کے فیوضات و برکات بھی اسی خاندان عالی شان سے ہیں۔ چنانچہ امام دار الہجرت حضرت مالکؓ اور امام عظیم الشان ابو حنیفہؓ دونو امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں سے ہیں۔ امام شافعیؓ امام موسیٰ کاظمؓ سے سند رکھتے ہیں۔ ہر فیض جو امت کو ملا ہے۔ ان امجاد خیر العباد علیہم السلام سے ملا ہے نہ اپنے آباؤ اجداد سے۔ حدیث شریف مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا (میرے اہل بیتؓ کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے اس میں جو سوار ہوا نجات پائی) اسی امر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اہل حق کا اس کشتی میں سوار ہونا ان کے لیے موجب نجات ہے۔" اس اثنا میں ایک شخص نے عرض کیا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی نے ہمعات اور العقیدۃ الوضیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ ائمہ عترت نسبتی قطب ہیں۔ ان کی نسبت تقویٰ و طہارت و تزکیہ نفس و زہد کی نسبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی نسبت تھی۔ قدرے تبسم کر کے فرمایا کہ شاہ صاحبؒ نے واقعی کیا ہی اچھا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ ذریت اہل بیتؓ کے حق میں بھی ادب اور خوش اعتقادی رکھنی چاہیے۔ جب قیامت میں تمام صالحین کی ذریت و اولاد ان کے ساتھ ملحق کی جائے گی تو حضور خاتم الانبیاء والمرسلین کی اولاد کیسے محروم رہے گی۔ آخرت کے اسرار پردۂ غیب میں ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے یہ کام اپنی تفویض میں رکھا ہوا ہے۔ ہم کو کسی پر گماشتہ نہیں چھوڑا گیا۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی حد پہچانیں اور اس سے آگے نہ بڑھیں۔

مترجم کہتا ہے کہ علامہ الوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں آیت قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کے اہل قرابتؓ سے محبت واجب ہے خواہ جیسے بھی ہوں۔ کیونکہ آیت مذکور میں مودت کا موجب حضورؐ کی قرابت ہے۔ اگرچہ ان کے غیر مشروع عقائد و اعمال سے برأت لازم ہوگی مگر قرابت رسولؐ کی جہت سے محبت و تکریم ضروری ہے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حسنینؓ کریمین

مولائے مشکل کشاؓ کے بعد آپؓ کے دونوں فرزندانِ ارجمند حسنینؓ کریمین کی دینی خدمات اور اشاعتِ طریقۂ نبویہ پر تمام اُمت کا اتفاق ہے۔ سیدنا امام حسنؓ کا ظاہری خلافت سے دستبردار ہو کر، حسبِ پیشگوئیِ آں حضرتؐ، اُمتِ مسلمہ کو خانہ جنگی سے بچا لینا ایک عظیم کارنامہ ہے اور جناب امام حسینؓ کا یزید شقی کے خلاف آوازِ حق بلند کر کے حدودِ شرعیہ کے تحفظ کے لیے سب کچھ قربان کر دینا اپنی مثال آپ ہے ؎

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم　　نہایت اس کی حسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ　　(اقبالؒ)

حسنینؓ پاک اور اُن کی ذُرّیت فرزندانِ رسولؐ ہیں

آنحضرتؐ سے قرب و قرابت کا جو شرف اہلِ بیتِ کرام میں سے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ، سرکارِ ولایت سیدنا علی اور حسنینِ شریفین علیہم السلام کو ہے، اس میں کوئی بھی اُن کی برابری نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے آیۂ مبارکہ:-

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ (آلِ عمران، آیت ۶۱)

تو کہہ دے، آؤ، ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں بلائیں۔

اور اس پر آں حضورؐ کا حسنینؓ پاک کو بطور اپنے بیٹوں کے ہمراہ لینے کا عمل ہی کافی ثبوت ہیں۔ چنانچہ علامہ سلیمان حنفی نے ینابیع المودۃ میں علامہ زرقانی المالکی نے "شرح مواہب اللدنیہ" میں، علامہ سمہودی الشافعی نے جواہر العقدین میں اور شیخ عبدالحق محدث حنفی دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ فرزندانِ رسولؐ کہلانے کا شرف صرف حسنینؓ پاک اور اُن کی ذُرّیت کو حاصل ہے۔

علامہ زمان شیخ محمد ابن علی صبان مصری اپنی کتاب "اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفےٰ و اہل بیتہ الطاہرین" میں فرماتے ہیں:

"اور اہلِ بیتؓ کے فضائل میں سے ہے کہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد آنحضورؐ کی اولاد و فرزند کہلاتے ہیں اور آنجنابؓ کے ساتھ صحیح نسبت سے منسوب ہیں۔ امام غزالیؒ نے آں حضورؐ کی حدیث نقل کی ہے کہ آں حضورؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ کی ذُرّیت کو اُس کی اپنی پشت میں رکھا، مگر میری ذُرّیت علیؓ بن ابی طالب کی پشت میں رکھی۔ طبرانی وغیرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہر ماں کی اولاد اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے بجز اولادِ فاطمہؓ کے جن کا ولی اور عصبہ میں ہوں؛ ایک اور صحیح روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہر عورت کی اولاد کا عصبہ اُن کے باپ کی طرف سے ہوتا ہے ماسوائے اولادِ فاطمہؓ کے، کیونکہ اُن کا باپ اور عصبہ میں ہوں۔ یہ خصوصیت صرف اولادِ فاطمہؓ کے لیے ہے۔ آں حضورؐ کی دوسری صاحبزادیوں کی اولاد اس میں شریک نہیں۔ اُن کے لیے حضورؐ کو باپ نہیں کہا جائے گا۔ البتہ آپؐ کی ذُرّیت و نسل کہہ سکتے ہیں۔"

حسنینؓ کے ابنائے رسول اللہ ہونے کا قرآنی ثبوت

فرمایا بنی اُمیہ میں سے کسی نے ایک روز تعریضاً حضرت امام حسن علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کو ابنِ رسول اللہ کیوں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کہتے ہیں ابن علیؓ کیوں نہیں کہتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمارا یہ لقب قرآن سے ثابت ہے۔ تمہیں چونکہ قرآن کی سمجھ نہیں اس لیے یہ اعتراض لائے ہو۔ آیتِ مباہلہ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ (کہیے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ میں اَبْنَآءَنَا (ہمارے بیٹے) کون تھے؟ کیا اُس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹوں کی سلک میں میرے اور میرے بھائی حسینؓ کے سوا کسی اور کو میدانِ مباہلہ میں لے گئے تھے؟

حسنینِ کریمینؓ کی اولادِ امجاد

حسنینِ کریمینؓ کی اولادِ گرامی بھی اشاعتِ حق اور ازالۂ باطل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی۔ سیدنا امام حسینؓ کے پوتے جناب زید شہیدؒ نے بھی مروانیوں کی غیر شرعی حکومت کے خلاف جہاد کرتے ہوئے میدانِ کربلا کا نقشہ از سرِ نو پیش کیا۔ حضرت امام حسنؓ کے فرزند جناب حسنؓ مثنیٰ جو میدانِ کربلا میں زخمی ہوئے تھے اور جنہیں اسماء بنت حکیم فزاریؓ نے سفارش کر کے ابن زیاد ملعون سے چھڑایا تھا۔ کے پوتے سید محمد نفس الزکیہؒ، سید ابراہیمؒ اور سید یحییٰ زاہدؒ نے منصور عباسی وغیرہ کے دورِ حکومت میں آوازِ حق بلند کی اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ علویؓ شان کی یاد تازہ ہو گئی ؎

علیؓ کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ جس گھر کا ہر اک بچہ　　جہاں پیدا ہوا شیرِ خدا معلوم ہوتا ہے

یہ مسلّمہ امر ہے کہ عالمِ اسلام کی دینی، دنیوی، اخلاقی، معاشرتی، ذہنی اور روحانی اقدار اپنے قیام و بقا میں اسی گھرانے کی مرہونِ منت ہیں۔ اہلِ سنت والجماعت کے چاروں فقہی ائمہ، اہلِ بیتؓ کرام کے شاگرد اور خوشہ چین ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ حضرت امام جعفر صادقؓ کے اور امام شافعیؒ امام موسیٰ کاظمؓ کے تربیت یافتہ ہیں۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے امام شافعیؒ کا شاگرد ہو کر بالواسطہ اسی خاندانِ پاک کا شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ حدیث، فقہ، تفسیر، سیرت، تعبیر، ہندسہ، بلاغت و طب وغیرہ علوم کے اکابر علماء اسی گھرانے کے ارادت مند اور فیض یافتہ تھے حتیٰ کہ معتزلہ بھی نہج البلاغہ کے ثبوت پر اصحابِ علیؓ ہونے کے دعوے دار تھے۔ الغرض روحانیت کے سارے سلسلے اور طریقے اسی دریا کی نہریں ہیں۔ نقشبندیہ سلسلہ حضرت امام جعفر صادقؓ کے واسطے سے اُن کے جدِ مادری حضرت صدیق اکبرؓ سے منسلک ہے اور دیگر سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، اویسیہ، رفاعیہ، مولویہ، شاذلیہ، شطاریہ اور بندگیہ وغیرہ سب کے سب براہِ راست امیر المومنین سیدنا علیؓ ابن ابی طالب سے متعلق ہیں۔

غوث الثقلینؓ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے جناب غوث پاک، پیرانِ پیر، دستگیر، سیدنا محی الدین ابی محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیائے دین کے سلسلے میں وہ بطلِ جلیل اور رہبرِ عظیم ہیں جن کے دستِ برکت نے دینِ اسلام کو ایک مثالی شکل میں مریض پا کر حیاتِ نو بخشی اور چار دانگ عالم میں محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ علماء، محدثین اور اکابرِ سلف کی ایک کثیر تعداد نے آپؓ کے فضائل اور مناقب میں ضخیم کتب تحریر کی ہیں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت غوث الاعظمؓ دُنیا کے تمام اولیاء اللہ کے سردار اور نبوت کے بعد ولایت کے اُس مقامِ اقصیٰ پر فائز ہیں، جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی۔ آں جنابؓ کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ اکانوے برس کی عمر پائی اور ۵۶۲ھ میں وصال ہوا۔ ولادت کی تاریخ لفظ "عاشق" سے اور عمر شریف لفظ "کمال" سے نکلتی ہے۔ اسی طرح سن وصال کے الفاظ بحساب ابجد "معشوقِ الٰہی" ہیں۔ لہٰذا کیا خوب کہا ہے ؎

سنینش "کامل" و "عاشق" تولد　　وصالش داں ز "معشوقِ الٰہی"

غوث الاعظمؓ نے قصیدہ غوثیہ میں فرمایا ہے:-

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْدَعُ[1] مَقَامِي　　وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ

(میں سیدِ حسنی ہوں اور میرا مقام عالمِ باطن میں مخدع ہے۔ اور میرا قدم مردانِ خدا کی گردنوں پر ہے)

ایک اور قصیدہ میں فرماتے ہیں:-

وَمَنْ فِي رِجَالِ اللهِ نَالَ مَكَانَتِي　　وَجَدِّي رَسُولُ اللهِ فِي الْأَصْلِ رَبَّانِي

(اور مردانِ خدا میں کون ہے جس نے میرا مرتبہ پایا؟ کیونکہ میری تربیت میرے جدِ امجد رسول اللہ نے خود فرمائی ہے)

وَوَالِدَتِي الزَّهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ　　أَبُوهَا رَسُولُ الْخَلْقِ عَزَّ بِهِمْ شَانِي

(اور میری والدہ جناب زہرا بنتِ محمد علیہ السلام ہیں جن کے والد تمام خلق کے رسول ہیں اور اُن کی وجہ سے میری شان عزیز ہے)

حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرہ العزیز کے سلسلہ ہائے طریقت میں سے ایک قادری سلسلہ تو حضرت شیخ عبدالقاہرؒ کے واسطے سے اور دوسرا قادریہ جدیہ سلسلہ آپؓ کے جدِ امجد حضرت میراں شاہ قادر قمیصؒ و جناب غوث پاکؓ کے منجھلے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاقؒ کے واسطے سے جو حضرت قبلۂ عالمؒ کے جدِ اعلیٰ بھی ہیں، حضرت غوث الاعظمؓ سے جا ملتا ہے۔ گویا حضرت قبلۂ عالمؒ جسمانی و روحانی ہر دو طور پر حضرت سرکارِ بغدادؓ کی اولاد ہیں

خارجی ٹولہ تو نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو آلِ نبیؐ میں بھی شامل نہیں کرتا اور آل سے مراد تمام اُمت لیتا ہے۔ جبکہ پیر صاحب انہیں آلِ اطہار میں شامل کرتے ہیں۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی مدح اور اُن سے بغض کی مذمت کے متعلق کتب حدیث میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ جن سے مندرجہ ذیل احادیث کو ایک مشہور محقق و مفسر صاحب روح البیان نے نقل فرمایا ہے:-

۱۔ وعنه عليه السلام حرمت الجنة على من ظلم اهل بيتي واذاني في عترتي۔　　جنت اُس پر حرام کی گئی ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کو ایذا دے کر مجھے ایذا پہنچائی۔

۲۔ ومن اصطنع صنيعة الى احد من ولد　　عبدالمطلب کی اولاد میں سے اگر کوئی اپنے محسن کا مکافی اور

---

[1] "مخدع" عالمِ سِرّ اور غیب الغیب میں ایک بہت ہی بلند مقام ہے۔ جہاں نہایت ہی بلند پرواز و اکمل ترین اولیاء کرام کو رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کی حقیقت سے بے خبری کے باعث بہت سے اولیاء کرام اس مقام والی شخصیت کے متعلق دھوکا کھا گئے جیسے حضرت غوث اعظمؓ کے وقت میں ایک ہم عصر بزرگ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ کا واقعہ "نفحات الانس" میں تحریر ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عبد المطلب ولو مجازة فانا الجازیه علیها غدًا اذا لقینی یوم القیامة۔

معاوضہ دینے والا نہ ہوا تو میں قیامت میں اُس کا مجازی اور حوض دہندہ ہوں گا جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔

۳۔ من مات علیٰ حب آل محمد مات شهیدًا۔

جس کا خاتمہ محبتِ اہلِ بیت پر ہوگا وہ شخص شہید ہوگا۔

۴۔ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد مات مغفورا له۔

خبردار، جس کا خاتمہ محبتِ اہلِ بیت پر ہوگا۔ وہ مغفور ہو کر مرے گا۔

۵۔ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد مات تائبًا۔

خبردار، جس کا خاتمہ محبتِ اہلِ بیت پر ہوگا وہ مقبول التوبہ ہو کر مرے گا۔

۶۔ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد مات مومنًا مستکمل الایمان۔

خبردار، جس کا خاتمہ محبتِ اہلِ بیت پر ہوگا اُس کی موت بحالتِ کامل ایمان ہوگی۔

۷۔ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد بشره ملك الموت بالجنة ثم منكر ونكير۔

خبردار، جس کی موت حُبِ اہلِ بیت پر ہوگی اُسے ملک الموت اور منکر نکیر جنت کی بشارت دیں گے۔

۸۔ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد یزف الی الجنة کما تزف العروس الی بیت زوجها۔

خبردار، جس کی موت حُبِ آلِ محمدؐ پر ہوگی وہ جنت کی طرف ایسے دوڑے گا جیسے دولہا اپنی دلہن کے گھر کی طرف۔

۹۔ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد فتح له فی قبره بابان الی الجنة۔

خبردار، جس کی موت آلِ محمدؐ کی محبت پر ہوگی اُس کے لیے اُس کی قبر میں دو دروازے بہشت کی جانب کھولے جائیں گے۔

۱۰۔ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد جعل الله قبره مزار ملائكة الرحمة۔

خبردار، جس کی موت حُبِ آلِ محمدؐ پر ہوگی اللہ تعالیٰ اُس کی قبر کو ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنائے گا۔

۱۱۔ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد مات علی السنة والجماعة۔

خبردار، جس کی موت حُبِ آلِ محمدؐ پر ہوگی وہ طریقۂ سُنّت والجماعت پر مرے گا۔

۱۲۔ الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد جاء یوم القیامة مكتوب بين عينيه آئيس من رحمة الله۔

خبردار، جس کی موت آلِ محمدؐ سے بُغض کی حالت میں ہوئی وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا یہ ناامید ہے رحمتِ خدا سے۔

۱۳۔ الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد مات کافرًا۔

خبردار، جو آلِ محمدؐ سے بُغض رکھتے ہوئے مرا، وہ بحالتِ کفر مرے گا۔

۱۴۔ الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد لم یشم رائحة الجنة۔

خبردار، جو شخص آلِ محمدؐ سے بُغض رکھتے ہوئے مرا وہ جنت کی ہوا نہ سونگھے گا۔

ان احادیث کو بیان کرنے کے بعد صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں: "وآل محمد هم الذين يؤل امرهم اليه عليه السلام فكل من كان مآل امرهم اليه اكمل واشد كانوا هم الآل ولا شك ان فاطمة وعليا والحسن والحسين كان التعلق بينهم وبين الرسول اشد التعلقات بالنقل المتواتر فوجب ان يكونوا هم الآل۔ انتهى۔ یعنی جن کے رشتے اور تعلق کا رجوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کامل و مکمل اور اعلیٰ درجہ پر ہو وہی لوگ آلِ رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کہلانے کے مستحق ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضرات علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کا حضور علیہ السلام سے نہایت گہرا تعلق ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اگر آلِ اطہار کے مزید فضائل درکار ہوں تو "مہر منیر ص۶ تا ص۲۱" کا مطالعہ کیجیے۔

سخن در فضیلتِ اہلبیتِ کرامؓ

ایک روز اہلبیتؓ کرام کی شان میں سخن جاری ہوا تو فرمایا حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کی روایت کی ہے کہ مَنْ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَّلَمْ یُؤْمِنْ بِاٰلِہٖ فَلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ (جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا مگر آپ کی آل کو نہ مانا وہ مومن نہیں) اور شیخ عطار وہ بزرگ ہیں جن کی شان میں مولانائے رومؒ کا ارشاد ہے کہ ؎

ہفت شہرِ عشق را عطار گشت　　ما ہنوز اندر خمِ یک کوچہ ایم

ملفوظ - ۷۰

اہل بیتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں تذکرہ ہوا۔ فرمایا "اہل بیت نبیؐ کے ساتھ ہرگز عداوت نہ رکھنی چاہیے۔ کیونکہ اس گروہ پاک کی مخالفت موجب بے برکتی اور خلاف ارشادات قرآن وحدیث ہے۔ ہمیں کسی کے نسب اور کسب کے متعلق تجسس سے کام نہیں۔ ہمیں تو صرف حضور پاکؐ کے نام کا ادب اور سلام ہے۔ یہ تو صحیح ہے کہ کسی کو دوسرے کے اعمال مکسوبہ سے نہ پوچھا جائے گا لیکن فلاتدخل بین اللہ وبین العباد۔ یعنی اللہ اور اس کے بندوں کے معاملہ میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ قرآن کریم میں مَوَدَّۃَ قُرْبٰی کا حکم ظاہر ہے۔ اس لیے اہل بیتِ کرامؓ کی خدمت اور ان کے ساتھ احسان کرنا بہ نسبت دوسرے لوگوں سے احسان کرنے کے مردمانِ امت کے حق میں بہتر و احسن ہے۔

صاحب "فصوص" لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ خانقاہ کعبہ سے تھا اور عرصہ دراز سے مکہ معظمہ میں رہائش پذیر تھا۔ وہ شریف مکہ کے ساتھ (جو ہمیشہ قوم سادات سے جدا کرتے ہیں) اس کی چند خامیوں کی بنا پر دل میں مخالفت رکھتا تھا۔ ایک دن اپنے وارداتِ روحانی میں کیا دیکھتا ہے کہ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اور اس سے اعراض کر کے گذر فرمایا۔ اس نے کمال عجز و نیازمندی سے عرض کیا کہ اس بندہ سے کیا خطا صادر ہوئی؟ حضرت سیدۃ النساءؓ نے فرمایا کہ تو میرے فرزند سے جو شریف مکہ سے نزاع رکھتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ معاملہ میری نفسانیت کا نہیں بلکہ اس کی بعض غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہے۔ فرمایا۔ اگرچہ خطا کار ہے لیکن میری ذریت سے ہے۔ تجھ کو میری اولاد کی پاسداری ضروری تھی۔ پس وہ بزرگ تائب ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔"

پھر فرمایا "میں دوسری جانب سادات کو یہ مشورہ دیا کرتا ہوں کہ وہ محض اپنے نسب پر بھروسہ نہ کیا کریں۔ اور محض اس امر کو اپنا ذریعہ نجات نہ جانیں۔ اور مسئلہ عدم سوال از انتساب اور روزِ حساب میں سوال اعمال واکتساب سے بھی انہیں بخوبی تنبیہ کرتا ہوں۔"

باوجودیکہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آلِ اطہار سے والہانہ محبت تھی، مگر آپ نے تصفیہ مابین سنی شیعہ میں افضلیت بالترتیب خلفاء راشدین کو دلائل قرآن سے ثابت کیا ہے اور تمام اختلافات مثلاً حدیث خم غدیر، قضیہ باغ فدک، آیتہ مباہلہ، آیت تطہیر، آیت مودت، حدیث ثقلین، حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور لفظ مولا کی تشریح

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بھی قرآن کی روشنی میں کی ہے۔ اور بعض مطاعن کا جواب جس میں مسئلہ قرطاس بھی شامل ہے۔ خوب وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ یہ کتاب سنیوں کے مطالعہ کے لئے بیحد ضروری ہے۔

اللہ تعالےٰ سُنّیوں کو صحابہ کبار و آلِ اطہار کی محبّت نصیب فرماتے ہوئے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں پر آیت مودّت، آیت تطہیر اور آیت مباہلہ کے شانِ نزول ملاحظہ ہوں۔ تاکہ آلِ اطہار خصوصاً پنجتن پاک کی شان قرآن حکیم سے ثابت ہو جائے۔

آیتِ مودّت کی تفسیر و تشریح

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ○ (الشوریٰ ـ ۲۳)

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے (اے محمدؐ) میں تم سے اس امر پر کوئی اجر نہیں مانگتا لیکن دوستی اہل قرابت کی۔ اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اُس کے لیے اُس میں ثواب بڑھائیں گے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا قدر دان ہے۔

یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب بعض مُشرکین نے ایک اجتماع میں کہا تھا کہ کیا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے عمل (تبلیغ قرآن) کے لیے اجر اور عوض چاہتا ہے؟ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے اپنے اس کام کے لیے کچھ اجر نہیں چاہتا جیسا کہ انبیاء سابقہ علی نبینا علیہم السلام نے بھی نہیں چاہا۔ البتہ یہ چاہتا ہوں کہ قرابت مابین کو جو مجھے تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے، ملحوظ رکھ کر مجھ سے پیار رکھو اور ایذا نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ شرع اور عادت اور مروت کا مقتضیٰ یہی ہے۔ اور صلہ رحمی پر تم بھی فخر کرتے ہو۔

جاننا چاہیئے کہ اس آیت کریمہ کے دو محمل ہیں۔ ایک تو یہ جو اُوپر مذکور ہوا۔ اس تقدیر پر اِلَّا الْمَوَدَّةَ میں مودۃ سے مُراد مودۃِ رسُول علیہ السلام ہوگی اور کلمہ فی سببیت کے لیے یا لام کے معنی میں ہوگا۔ یعنی آپؐ کی محبت بوجہ قرابت کے مطلوب ہے۔ دُوسرا محمل یہ کہ مودۃ سے مُراد رسُول علیہ السلام کے اہل قرابت کی دوستی ہو۔ اس صُورت میں کلمہ فی ظرفیت کے لیے اور ظرف مستقر المودۃ سے حال ہوگا۔ اور آیت منجملہ اُن آیات کے ہوگی جن میں فضائل اہل بیت سیدنا فاطمہ، علی، حسن، حسین علیہم السلام خصوصاً اور اہل قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عموماً بشرطیکہ وُہ مومنین سے ہوں، بیان کیے گئے ہیں۔ تفسیر رُوح البیان وغیرہ میں ہے کہ اس آیت کے نزُول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پُوچھا کہ یارسُول اللہ من قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم یعنی آپؐ کے اہل قرابت اور رشتہ داروں میں وُہ کون لوگ ہیں جن کی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔ آپؐ نے جواباً فرمایا۔ علیؓ و فاطمہؓ اور اُن کی اولاد۔ اور اسی روایت کی تائید وُہ قول کرتا ہے جو حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ انہ قال شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حسد الناس لى فقال اما ترضى ان تكون اول من يدخل الجنة انا وانت والحسن والحسين وازواجنا عن ايماننا وشمائلنا وذرياتنا خلف ازواجنا۔ یعنی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہیں کہ میں نے حضورِ نبوی میں شکایت کی کہ لوگ میرے ساتھ حسد کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا اے علیؓ کیا تو اس پر خوش نہیں کہ سب سے پہلے میں اور تم اور حسن اور حسین بہشت میں داخل ہوں گے اس حالت میں کہ ہمارے دائیں بائیں ہماری بیبیاں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری بیبیوں کے پیچھے ہوگی۔ انتہیٰ

یہاں پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیتِ مودۃ میں الفاظ "فی القربیٰ" سے مراد آلِ عبا یعنی علی، فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ آیت مکیہ ہے۔ اور مکہ میں حسنین پاک علیہما الرضوان کا تولد نہیں ہوا تھا۔ اور روایتِ نزول بالمدینہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کا نزول اگرچہ مکہ ہی میں ہو مگر چونکہ قربیٰ اور قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی آلِ عبا علیہم السلام میں بالغ الوجوہ پایا جاتا ہے اس لیے ان حضرات علیہم السلام کا مراد ہونا بطریقِ اولیٰ ہوگا بہ نسبت اُن اقارب کے جو مکہ میں بوقتِ نزولِ آیت موجود تھے۔ تصفیہ ۵۹

۵۔ آیتِ تطہیر

قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ○ (الاحزاب۔ ۳۳)

ترجمہ۔ اے (پیغمبر کے) گھر والو اللہ تعالیٰ سوا اس کے نہیں چاہتا کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کر دے (رجس بمطلب گناہ، عذاب، ہر عیب) اور تمھیں پاک صاف کر دے۔

۱۔ آیتِ تطہیر میں الفاظ "اہل البیت" سے مراد مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) بحسب کثرتِ روایات، آلِ کسا یعنی علی، حسن، حسین، سیدۃ النساء علیہم السلام ہیں اور یہی قول ہے صحابۂ کرام میں سے ابو سعید خدریؓ کا اور تابعین میں سے بھی ایک گروہ کا جن میں مجاہدؒ اور قتادہؒ بھی ہیں۔

(۲) جمہور کا قول ہے کہ لفظ "اہل بیت" فریقین یعنی امہات المومنین اور آلِ عبا علیہم السلام کو بھی شامل ہے۔

(۳) تیسرا قول صحابہؓ میں سے ابن عباسؓ اور تابعین میں سے عکرمہؒ کا ہے کہ "اہل بیت" سے مراد ازواجِ مطہرات ہی ہیں۔

(۴) چوتھا قول جس کو ابن حجر نے صواعق میں ثعلبی سے نقل کیا ہے کہ "اہل بیت" سے مراد بنو ہاشم اور بیت سے "بیت النسب" ہے۔ خازن میں ہے کہ زید بن ارقم کا بھی یہی قول ہے۔

(۵) پانچواں قول جس کو خطیب شربینی نے بقاعی سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ قول اولیٰ ہے وہ یہ ہے کہ "اہل بیت" سے مراد سب تعلقدار، ازواج و اولاد علیہم السلام اور وہ خدام ہیں جن کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ممتازانہ لزوم و تعلق تھا جیسا کہ حدیث شریف میں سلمانؓ فارسی کی نسبت وارد ہے کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ یعنی سلمانؓ ہم سے یعنی اہل بیت سے ہے۔

۲۔ دوسرا قابلِ غور امر یہ ہے کہ اگر اذہاب الرجس اور تطہیر سے مراد محض فضل و موہبت کی رو سے گناہوں سے پاک کرنا ہے۔ بغیر اس کے کہ کسبی عمل کا عوض یا صلہ ہو، تو یہ معنی اس صورت میں کہ "اہل بیت" سے مراد امہات المومنینؓ ہی ہوں جیسا کہ ابن عباسؓ اور عکرمہؒ کا قول ہے نظمِ قرآنی سے نہیں سمجھا جاتا۔ البتہ اگر ان الفاظ کو در رنگِ تبلیغ اوامر و نواہی دیکھا جائے تو ان کے معانی زیادہ صحیح ہو جائیں گے یعنی اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے ناپسندیدہ امور کے دور کرنے کا اور تمھیں پاک و صاف کرنے کا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ارادہ رکھتا ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اگر تم نے اوامر و نواہی شرعیہ کے مطابق عمل کیا تو اس کا نتیجہ اور اجر تمہارے لیے یہ ہوگا کہ تم کو اللہ تعالیٰ پاک و مصفّٰے کر دے گا۔ آیۂ تطہیر کا یہ مطلب نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور صدورِ خطا اُن سے ناممکن ہے۔

ایک اور آیتِ قرآنی بھی اسی دوسرے معنی پر شاہد ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (مائدہ۔۶)

ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ تبلیغ احکامِ شرعیہ سے تم پر کسی قسم کی تنگی کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اس ذریعہ سے تم کو پاک کرنا اور تم پر اپنے انعام و احسان کو پورا کرنا چاہتا ہے۔

اور اسی معنی کو ایک اور جگہ بھی ارشاد فرمایا۔ قولہٗ تعالیٰ:۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ (نساء۔۲۶)

ترجمہ۔ خدا چاہتا ہے کہ اپنی آیات تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تم پر مہربانی کرے۔

یعنی اللہ تعالیٰ یہ ہدایات و احکامات تمہارے پاک کرنے کے لیے بھیجتا ہے اور تمہیں مامور فرماتا ہے جس کی غایت یہ ہے کہ جس نے تعمیلِ امرِ خداوندی کی اُس نے موجبِ طہارت حاصل کر لیا۔ اور جس نے خلاف ورزی کی وہ اس سے محروم رہا۔ معلوم ہوا کہ تطہیر بدیں معنی یعنی تنزیلِ احکام و ہدایاتِ قرآنیہ سب اہلِ ایمان کو شامل ہے۔ صرف اُمہات المومنینؓ و آلِ عبا علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ لہٰذا ہر دو فریقین یعنی سُنّی و شیعہ کا اس پر زور لگانا کہ آیۂ تطہیر میں لفظ اہلِ بیت سے مراد بقرینۂ سیاق و سباق آیت ازواجِ مطہرات ہی ہیں یا آلِ عبا ہی ہیں صحیح نہیں اور نہ ہی اس آیت کا مفاد جداگانہ اور ممتازانہ تطہیر خاص ازواجِ مطہرات یا آلِ کساء یا ہر دو کے لیے ہے۔ کیونکہ آیت مذکورہ کے نظائر دیگر آیاتِ قرآنیہ سے واضح ہو چکے ہیں۔ اس لیے سورۂ احزاب کے تیسرے رکوع کی عبارت يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ ..... وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ تک کا مطلب یہ ہوا کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ازواجِ مطہرات سے کہہ دو کہ تمہارے پاک اور اچھا کرنے کے لیے یہ احکامات بھیجے گئے ہیں۔ پس ازواجِ مطہرات کی تطہیر بھی دیگر افرادِ اُمت کی طرح بہ تبلیغ شرائع ہوگی نہ یہ کہ محض موہبت کے طریق سے۔ اور بغیر عوضِ عمل اُن کو پاک کیا گیا اور بخشا گیا۔ البتہ جداگانہ اور ممتازانہ تطہیر آلِ کساء، حدیثِ ذیل اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے:۔

ترجمہ حضرت اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام اُن کے گھر بستر پر آرام فرماتے تھے اور اُوپر خیبر سے لائی ہوئی ایک اُونی چادر لی ہوئی تھی۔ اس حال میں جنابِ فاطمہؓ ایک برتن لائیں جس میں طعام تھا حضور علیہ السلام نے انھیں فرمایا کہ اپنے خاوند اور دونو بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کو بھی بُلا لو۔ جب یہ حضرات کھانا تناول فرما رہے تھے تو آیتِ تطہیر نازل ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے اپنی چادر مبارک کا کچھ حصہ اُن کے اُوپر ڈال کر انھیں اُس میں ڈھانپ لیا۔ پھر چادر سے ہاتھ نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے خدا یہ میرے خاص اہلِ بیت ہیں۔ ان سے رجس اور ناپاکی زائل فرما کر انھیں خوب پاک فرما دے۔ آپؐ نے تین بار اس طرح فرمایا۔ حضرت اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے چادر کے اندر سر کر کے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپؐ نے جواباً دو بار فرمایا تو بھلائی کی طرف ہے۔

اس حدیث سے آلِ کساء یعنی سیدۃ النساء، حسن، حسین اور علی علیہم السلام کے لیے جداگانہ تطہیر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آیتِ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تطہیر کے نزول کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہی حضرات کو پادر کے اندر داخل کرنا اور پھر تین مرتبہ دعا مانگنا اور فرمانا فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا بے شک ایک نرالی تطہیر ہے۔ اس طھرھم کے یہ معنی نہیں کہ آل کسا علیہم السلام کے لیے جداگانہ احکام شرعیہ بھیج بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کو طہارت کاملہ سے مطہر فرما۔ اس حدیث میں جملہ اللھم ھؤلاء اھل بیتی وخاصتی قابل غور ہے۔ ان چار تن پاک کی خصوصیت لفظ خاصتی سے تو ظاہر ہے ہی۔ اس کے علاوہ لفظ ھؤلاء سے جو خصوصیت و امتیاز وصف (اہل بیت) مقصود ہے وہ اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کشفی بیان سے بھی بمطابق روایات کثیرہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ تطہیر کا نزول آل کسا یعنی سیدۃ النساء وحسن وحسین وعلی علیہم السلام اور اُن کی اولاد کی شان میں ہے۔ چنانچہ وہ باب ۲۹ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں:۔

ترجمہ۔ سادات فاطمیہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور جو لوگ اہل بیتؓ میں شمار ہیں جیسے حضرت سلمان فارسیؓ سب اس آیت کے حکم میں داخل ہیں۔ اور وہ خواہ کیسے ہی گنہگار ہوں حشر اُن کا اس حال میں ہوگا کہ مغفور ہوں گے لیکن اس مغفرت کا ظہور آخرت میں ہوگا۔ دنیا میں اگر اُن سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جس پر شرعی حد جاری ہوتی ہے تو وہ اُن پر بھی جاری کی جائے گی۔

جیسے توبہ کے باوجود زانی پر ثبوت جرم کے بعد حد لگائی جاتی ہے۔ اور جو ایک صحابی حضرت ماعز کے قصہ سے ظاہر ہے جنھیں توبہ کرنے کے بعد بھی شرعی حد لگائی گئی۔ لہٰذا مسلمان کو یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ ان لوگوں کی مذمت یا تحقیر کرے جن کی پاکیزگی اور تحفظ کی خود اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے۔ یہ فضل و کرم ان کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ محض عنایت ربانی ہے اور اللہ تعالےٰ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ۔

پھر اسی باب میں لکھتے ہیں:۔

فلو کشف لک یا ولی عن منازلھم عند اللہ فی الآخرۃ لوددت ان تکون مولیً من موالیھم۔

یعنی اے دوست اگر اللہ تعالیٰ تمہارا حجاب دور فرما کر تمھیں اہل بیت کی شان اور رتبہ جو اُن کو عند اللہ آخرت میں حاصل ہوگا، دکھائے تو ضرور تو تہ دل سے اُن کی غلامی کو چاہے۔

یہ ساری تحقیق اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ آیۂ تطہیر کا مورد خواہ اُمہات المومنین ہوں، یا مع آل کسا، یا صرف آل کسا علیہم السلام، تطہیر اور اذہاب الرجس بصورت تنزیل احکام و ہدایات شرعیہ نہیں (جو سب اہل ایمان کو شامل ہے) بلکہ یہ عینی عفو و مغفرت در آخرت ہے۔ خطا کا صدور بہرکیف مطہرین سے ممکن ہے۔ البتہ حشر اُن کا آخرت میں مغفرت کاملہ کی صورت میں ہوگا۔ اس بیان سے یہ خیال بھی نہ کیا جائے کہ آیت تطہیر کا مطلب پابندی اوامر و نواہی شرعیہ سے اباحت و آزادی ہے۔ بلکہ یہ فضل و عنایت خاص ایزدی کی بشارت ہے جو بحسب اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا پابندی احکام کے منافی نہیں۔ ۵۴

آیت مباہلہ کی تشریح اور تفسیر

حضرتؒ فرماتے ہیں: سنہ ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کو تحریری دعوت اسلام دی۔ اُن کے چودہ منتخب آدمی بہ قیادت عبد المسیح عرف عاقب مدینہ پاک پہنچے اور بڑے مکلف اور ریشمی لباس پہن کر مسجد نبوی میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ مگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توجہ نہ فرمائی۔ یہ کیفیت دیکھ کر وہ لوگ اپنے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے اُس سے فارغ ہو کر دوبارہ حضور میں آئے مگر پھر بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ وہ لوگ مسجد سے باہر چلے گئے۔ اور حضرات عثمانؓ بن عفان، عبد الرحمٰنؓ بن عوف اور علی کرم اللہ وجہہ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرے خیال میں آپ لوگوں کی متکبرانہ اور جاہ و جلال والی روش سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طبیعت مبارک مکدر ہو گئی ہے اگر آپ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

سادہ کپڑے پہن کر جائیں تو اُمید ہے ضرور توجہ فرمائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب یہ لوگ سادہ کپڑے پہن کر حاضر ہوئے، تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ قسم ہے خدا کی جس نے مجھے سچا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ کل جس وقت یہ لوگ آئے تھے اِن کے دل غرور سے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُنہیں دعوتِ اسلام فرمائی مگر اُنہوں نے معذرت کی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ کون تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظارِ وحی کیا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○

(آلِ عِمْرَان: ۵۹ تا ۶۱)

آیت کا مطلب:۔ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰؑ کا حال مثل آدمؑ کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے مٹی سے بنایا اور کہا "ہو" اور وہ ہو گیا۔ حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے پس شک کرنے والوں سے مت ہو۔ اگر کوئی اِس علم اور دانست کے بعد تم سے اِس بات پر جھگڑے تو اُس کو کہہ دو کہ فریقین معہ اپنے بیٹوں اور عورتوں کے مل کر جھوٹوں پر عجز و انکسار سے لعنت کریں (یعنی مُباہلہ کریں)"

یہ کلامِ الٰہی سُن کر بھی وہ لوگ اپنے عقیدہ سے نہ پھرے۔ اِس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اب بھی نہیں مانتے ہو تو آؤ ہم مباہلہ کریں اور مشورہ کے لیے اُنہیں وقت دیا۔ اپنی فرودگاہ میں پہنچ کر اُن کے قائد نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ سب لوگ دل میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی برحق مانتے ہیں۔ اور اُن کا بیان دربارۂ مسیح علیہ السلام بھی مدلل اور معقول ہے لہٰذا مباہلہ کرنا میرے نزدیک ٹھیک نہ ہوگا۔ کیونکہ سچے نبی سے مباہلہ کرنے والی قوم یقیناً ہلاک ہو جاتی ہے بہتر ہے صلح کریں۔

سب نے یہ رائے پسند کی اور دوسرے روز جب حضورِ نبوی میں آئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسین علیہ السلام کو گود میں اُٹھائے اور حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔ جناب سیدۃ النساءؓ آپ کے پیچھے اور سیدنا علیؓ اُن کے پیچھے تشریف لا رہے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے ہیں کہ اگر نصاریٰ مباہلہ کو آگئے تو میں دعا مانگوں گا اور تم سب مل کر "آمین" کہنا۔ جب نصاریٰ نے یہ نقشہ دیکھا تو کانپ گئے اور عاقب نے اُن سے کہا کہ اے گروہ نصاریٰ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر یہ پانچ مُنہ خدائے تعالیٰ سے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے اُکھاڑنے کا سوال کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُسے پورا کرے گا۔ پس مباہلہ مت کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ حسب رائے نصاریٰ نے عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے۔ اور اِس بات پر صلح کرتے ہیں کہ آپ ہمارا تعرض نہ فرمائیں اور ہم دو ہزار حلّہ (پوشاک) سالانہ حضور میں بطور جزیہ پہنچایا کریں گے۔ آخر الامر اِسی پر صلح ٹھہری۔

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آلِ عبا یعنی علی و حسن و حسین و سیدۃ النسا علیہم السلام کا ایک جُداگانہ قُرب بحضورِ نبوی تھا۔ پنجتن پاک کا یہ کیفیت مذکورہ جلوہ گر ہونا بے نظیر اور عجیب نظارہ ہوگا اور دیکھنے والے محوِ حیرت ہوں گے۔

الٰہی بحرمتِ آں وقتیکہ پنجتن پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے مباہلہ تشریف فرما شدند ایں سیاہ جریدہ تردامنے را مع اقارب

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

و دوستان و سائر برادرانِ اسلام و اخوانِ طریقت و ہمگی اُمّت مرحومہ بہ بخشا کہ بغیر از فضل و کرم تو در دست نداریم۔ خَلَقْتَنَا مَجَّانًا وَرَزَقْتَنَا مَجَّانًا فَاغْفِرْ لَنَا مَجَّانًا فَاِنَّكَ قَدِيْمُ الْاِحْسَانِ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ وَلَطِيْفٌ قَبْلَ كُلِّ لَطِيْفٍ وَلَطِيْفٌ بَعْدَ كُلِّ لَطِيْفٍ، فَالْطُفْ بِنَا كَمَا لَطُفْتَ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَحْشَاءِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ بِحُرْمَةِ حَبِيْبِكَ رَحْمَةِ الْعَالَمِيْنَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَاَدِمْ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ آیتِ مباہلہ میں کلمہ اَبْنَاءَنَا میں حسنین پاکؓ کو فرزندانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلانے کا شرف ثابت ہے اور اس کی تائیدِ مزید میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت کا ذکر فرمایا ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین پاکؓ کے متعلق ارشاد فرمایا "هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا بِنْتِيْ"۔ یہ دونو میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔

کلمہ "نِسَاءَنَا" کے متعلق فرماتے ہیں کہ اگرچہ بصیغہ جمع ارشاد ہوا ہے مگر طرزِ عمل نبویؐ سے واضح ہوگیا کہ مراد سیدۃ النساءؓ جگر پارہ رسولؐ ہیں۔

کلمہ "اَنْفُسَنَا" اور اُس کی تائید میں حضرتؒ نے متعدد احادیث سے کمالِ اتحاد اور قرابت مابین نفس نبویؐ اور نفس مرتضویؓ ثابت فرمائی ہے۔ اور حضرت شیخ اکبرؒ کا یہ کشفی بیان مندرجہ فتوحاتِ مکیہ "بیان فرمایا کہ حقیقتِ کلیہ بعد ورودِ تجلی نوری سے سب سے پہلے قبولِ فیض و انعکاس حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اور پھر اُس حقیقت سے سب سے قریب تر حقیقتِ امام اولیاء حضرت علیؓ کی تھی۔ پھر حضرتؒ نے حدیث غدیر کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے (جس کا ذکر اُوپر بھی آچکا ہے) کہ جس طرح مومن کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان و مال سے زیادہ عزیز رکھنا ضروری ہے اُسی طرح حضرت علیؓ کو بھی محبوب جاننا لازمی ہے۔ یہاں حضرتؒ نے ولا اور عداوت کے مفہوم پر حصر کرتے ہوئے ثابت فرمایا ہے کہ اس حدیث شریف میں "مولا" کے معنی محبوب کے ہیں۔ ۵۶۱

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے "المناقب" میں اہل بیتؓ کی فضیلت میں بہت سی احادیث بیان کی ہیں۔ "تاریخ الخلفاء" میں اُن کا یہ قول تحریر ہے کہ جس قدر احادیث حضرت علیؓ کی شان میں ہیں۔ کسی اور صحابی کی شان میں نہیں۔ "صواعق محرقہ" میں ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کسی سیدزادے کو دیکھ پاتے تو فوراً تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ "فتوحاتِ مکیہ" میں آیتِ تطہیر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تمام ساداتِ بنو فاطمہؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کی طرح اور لوگ بھی جو اہلِ بیتؓ میں شمار کیے گئے ہیں، سب بضمن حکم مغفرت اس آیت میں داخل ہیں۔ وہ طاہر و مطہر ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی اُس عنایتِ خصوصی کا نتیجہ ہے جو آں حضرتؐ کے حال پر ہے۔ کسی مسلمان کو زیبا نہیں کہ اُن حضرات کی مذمت کرے جن کی پاکیزگی کی اور بُرائی سے تحفظ کی خود اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے۔ یہ فضل و کرم اُن کے کسی عمل خیر کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ محض عنایتِ ربانی ہے اور اللہ تعالیٰ جس پہ چاہتا ہے، اپنا فضل کرتا ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانیؒ "لطائف المنن" میں حضرت شیخ اکبرؒ کے مندرجہ بالا ارشاد کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیخؒ نے فضائلِ اہلِ بیتؓ کرام میں یہ دو اشعار خوب کہے ہیں:-

فَلَا تَعْدِلْ بِاَهْلِ الْبَيْتِ خَلْقًا ۔۔۔ فَاَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ اَهْلُ السِّيَادَهْ

فَبُغْضُهُمْ مِنَ الْاِنْسَانِ خُسْرٌ ۔۔۔ حَقِيْقِيٌّ وَّحُبُّهُمْ عِبَادَهْ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ترجمہ :- اہلِ بیتِ نبیؐ کے برابر کسی کو مت سمجھو، کیونکہ وُہ اہلِ سیادت ہیں۔ اُنؓ کا بُغض انسان کے لیے حقیقی خسارہ ہے اور اُنؓ کی محبت عبادت ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ میں اولادِ رسولؐ کی تعظیم و تکریم کو لازم سمجھتا ہوں۔ خواہ اُن کے اعمال کیسے ہی ہوں۔ کیونکہ بُرے اعمال کی وجہ سے شرفِ نسب میں کمی نہیں ہوتی۔

مزید تفصیل کے لئے بندہ کی تالیف فتنہ یزیدیت اور کتاب "برکاتِ آلِ رسول" ترجمہ از حضرت مولانا عبدالحکیم شرف صاحب کا مطالعہ ضروری ہے۔ نیز امام احمد بن حنبل کی تصنیف 'المناقب'، امام نسائی کی 'الخصائص'۔ حافظ ابونعیم اصفہانی کی 'منقبۃ المطہرین'۔ علامہ محب بحری کی 'ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ'۔ سید ہمدانی کی 'مودۃ القربیٰ'۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی 'مناقب ائمہ اثنا عشر'۔ مولانا جامی کی 'شواہد النبوت'۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی 'سِرّ الشہادتین'۔ اور علامہ ابن حجر ہیثمی کی 'صواعق محرقہ' بھی قابلِ مطالعہ ہیں۔

ان علمی خزائن کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اہلِ بیتِ رسولؐ کس شان کے مالک ہیں۔ نیز تاریخ اسلام اور بزرگانِ دین کے احوال سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ کمالاتِ محمدیہ کا جو خصوصی ظہور آپؐ کی پاک و طیب اولاد کے بعض کاملین سے ہوا ہے، اُس کی مثال دیگر اکابرینِ ملت میں کہیں نظر نہیں آتی، کیونکہ ان حضراتؓ کو کمالاتِ کسبیہ کے علاوہ جو فضائل بطورِ وراثت وہبی طور پر عطا ہوئے ہیں، اُن میں یہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اور یہ فضائل درحقیقت وُہی فضائل و کمالاتِ محمدیہ ہیں، جو اس پاک خاندان میں نسلی طور پر اور بطریقِ وراثت جلوہ گر ہوتے چلے آرہے ہیں۔ کیونکہ جیسے کہ پہلے عرض ہو چکا ہے، انبیا علیہم السلام کی وراثت یہی جوہرِ فضل و کمال ہے نہ کہ مال و منالِ دُنیوی۔

اسی وجہ سے حضرت قبلۂ عالم نے اپنے ملفوظات و تحریرات میں وضاحت فرمائی ہے کہ چونکہ فضائلِ اہلِ بیتِ کرامؓ موہوبی ہیں، اس لیے کوئی شخص ریاضات و مجاہدات سے خونِ نبویؐ کی تاثیر و فیوض و برکات کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ جو کچھ بھی حضراتِ اہلِ بیتِ کرامؓ کو اس طور پر عطا ہوا وہ اُن کی کوشش کا نہیں بلکہ محض عنایتِ ازلی کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ آیۂ تطہیر سے ثابت ہے۔ اور طالب جب تک اس مقام پر نہ پہنچے، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کے ذوق و شوق سے رُوشناس نہیں ہو سکتا۔ ان حضراتؓ کی رفعتِ شان کے متعلق کچھ اربابِ بصیرت و کشف و شہود اور قلندرانِ اویسیہ ہی بتلا سکتے ہیں۔

چنانچہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی وہبی علم سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ جس کی تائید حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے بھی یوں کی ہے۔

حضرتؒ کی ایک عظیم الشان کرامت آپ کے علمِ بیکراں کی وُہ خداداد دولت تھی جو ہمہ وقت جلو میں دست بستہ حاضر رہتی کہ جس طرح چاہتے تصرف میں لے آتے۔ جس کے دُرہائے آبدار تصنیفات اور ملفوظات میں بکثرت بکھرے نظر آتے ہیں۔ حضرت حاجی رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکی رحمہ مفتیٔ عرب و عجم نے جن کے حضور میں عیسائی دُنیا کے مشہور مناظر فنڈر کو آگرہ میں لاجواب ہو کر تحریری شکست نامہ پیش کرنا پڑا تھا حضور کے اس خزینہ کو علمِ لدنی قرار دیا۔ ۵۷۷

اب پیر صاحب قدس سرہٗ کی علمی فضیلت ملاحظہ ہو :-

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مناظرانہ کمال اور علمی فضیلت

جیسا کہ آپ ابھی پڑھیں گے کہ ایامِ طالب علمی سے ہی حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے مناظرانہ کمال اور علمی فضیلت کی شہرت ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی تھی۔ چنانچہ برصغیر کے ہر مکتبِ فکر کے اکابر علمائے کرام مثلاً مولینا فضل حق صاحب رام پوری، اُستاذ العلماء مولینا لطف اللہ صاحب علی گڑھی اور اُن کے شاگرد رشید حضرت مولینا احمد حسن صاحب کانپوری، مولینا شاہ وصی احمد صاحب محدث پیلی بھیتی، شمس العلماء مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی، مولینا عبد الباری صاحب فرنگی محلی، مولینا محمد دیدار علی شاہ صاحب لاہوری، مولینا نظام الدین صاحب وزیر آبادی صاحب فتاویٰ سلطان الفقہ" مولینا علی گوہر صاحب تونسوی، مولینا سید غلام حسین صاحب مظفر گڑھی، علمائے دیوبند میں سے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ الحدیث علامہ انور شاہ صاحب کشمیری اور غیر مقلدین کے پیشوا مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور کئی دیگر علمائے عظام نے، جو آپ کے ہم درس رہ چکے تھے یا اُس زمانہ میں ہند و پنجاب کے کسی اور بڑے درس میں زیرِ تعلیم رہے تھے آپ کی اس شہرت کی اُس وقت تصدیق کی جب آپ مسندِ ارشاد پر بیٹھ کر مرجعِ خلائق ہوئے یا آپ کی تصانیفِ عالیہ کا شہرہ دنیائے علم میں بلند ہوا یا پھر جب قادیانی مدعی نبوت سے مقابلہ ہوا۔

بحث کے دوران حضرتؒ کے سوالات کی بندش مجیب کو متحیر کر دیتی تھی۔ آپ کی طرف سے اعتراض کا جواب ہمیشہ فی البدیہہ اور جامع ہوا کرتا تھا۔ اکثر معترض کے سوال ہی کا کوئی پہلو گرفت میں لے کر اس طرح لوٹا دیتے تھے کہ وہ لاجواب ہو جاتا۔ عام مسائل میں سوالات اور استفتا کے جوابات اس قدر بلیغ اور تسلی بخش ہوتے کہ سائل اور حاضرینِ مجلس کے دلوں میں اُتر جاتے۔ مقابل پر اعتراض کی یہ تحیر خیزی اور سائل پر جواب کی اثر پذیرائی گویا کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ کی تفسیر کا حکم رکھتی تھی۔

جب گفتگو مناظرانہ رنگ اختیار کر لیتی تو تحقیقِ حق اور ابطالِ باطل کی گرمجوشی میں تسبیح ہاتھ سے رکھ دیتے اور آستین چڑھا لیتے۔ پھر کیا تھا، موج در موج دلائل کا ایک سمندر جاری ہو جاتا۔ بعض دفعہ ایسے موقعہ پر فرما دیتے "ہم نے بھی طالب علمی کی ہوئی ہے" جس سے آپؒ کی فطری تواضع اور انکسار کا پہلو بھی ہاتھ سے جانے نہ پاتا۔

حضرتؒ کی عام گفتگو نرم اور دلپذیر ہوتی تھی۔ بلند اتنی کہ مجلس کے ہر گوشہ میں صاف سنائی دے اور خوشگوار اتنی گویا چاندی کی گھنٹی بج رہی ہو۔ سنتِ پاک کی تعمیل میں اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے کہ ایک ایک لفظ الگ الگ کیا جا سکتا تھا دورانِ گفتگو کسی وقت قدرے مسکراہٹ اور کسی وقت آہ سرد کا سوز و ساز، تقریر کی لذت کو دوبالا کر دیتا تھا۔ دلالتِ کلام، استفہام، استعجاب اور دیگر نکات کی ادائیگی میں کسی وقت دستِ مبارک بڑے لطیف اور دلکش پیرائے میں خفیف سی حرکت میں آ جاتا اور یہ اشارات بے حد پیارے اور بھلے معلوم ہوتے۔ اس چیز کو بالعموم حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے کمالاتِ لدنیہ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ آپؒ کی مجلس سے ہر سائل مطمئن اور ہر مناظر ساکت اور صامت ہو کر لوٹتا تھا۔

ایک روز آپ انجمن نعمانیہ لاہور کی مسجد میں مشغولِ وظائف تھے کہ مدرسہ نعمانیہ کے دو طالب علموں نے وہاں آ کر اپنا سبق دُہرانا شروع کر دیا۔ ایک طالب علم نے "کافیہ" کی یہ عبارت پڑھی :-

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اَلْمَرْفُوْعَاتُ هُوَ مَا اشْتَمَلَ عَلٰی عَلَمِ الْفَاعِلِیَّۃِ فَمِنْہُ الْفَاعِلُ — مرفوع وہ اسم ہے جو علامتِ فاعل پر مشتمل ہو۔ ان میں سے ایک چیز فاعل ہے۔

ان طالب علموں نے فَمِنْہُ الْفَاعِلُ کے مِنْ کو بعضیہ قرار دیا۔ حضرتؒ کے گوشِ مبارک پر یہ آواز پڑی، تو آپ نے فرمایا کہ یہاں مِنْ کو بعضیہ تم خود کہہ رہے ہو یا تمہارے اُستادِ محترم نے اس طرح پڑھایا ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمیں پڑھایا ہی اسی طرح گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس نہ تم سمجھے اور نہ تمہارے اُستادِ محترم، اُنہوں نے پوچھا یہاں مِنْ تبعیضیہ نہیں تو کیا ہے۔ فرمایا تمہارے اُستاد ہوتے تو بات کرتا۔ وہ لڑکے اُسی وقت اپنے اُستاد کو بُلا لائے۔ جنہوں نے آتے ہی پوچھا: میاں کیا آپ نے مِنْ بعضیہ کو غلط کہا ہے؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ اُستاد صاحب نے وجہ پوچھی تو فرمایا "مِنْ تبعیضیہ کا مدخول کل ذوالابعاض ہوتا ہے اور یہاں ضمیر مفرد ہے کُل نہیں"۔

مولوی صاحب نے کہا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کیونکہ ضمیروں کا معنی ان کا مرجع ہی ہوا کرتا ہے اور یہاں مرجع مرفوع ہے جو کہ المرفوعات سے معلوم ہو رہا ہے اور وہ کُلّی ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا بے شک وہ کُلّی ہے مگر مِنْ کا مدخول کُل ہوا کرتا ہے نہ کُلّی۔ کُل اور کُلّی کے درمیان فرق بیّن موجود ہے یعنی مِنْ بعضیہ کا مدخول کُل ذوالابعاض ہوتا ہے نہ کہ کُلّی ذوالافراد۔

مولوی صاحب اس مسئلہ پر تو خاموش ہو گئے مگر شاگردوں کے سامنے اپنی برتری ظاہر کرنے کے لیے مناظرانہ گفتگو شروع کر دی اور پوچھا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ میں ھُمْ کی حیثیت کیا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا یہ ضمیرِ فصل ہے۔ مولوی صاحب نے دوسرا سوال کیا کہ لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا (اگر اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو کائنات تباہ ہو جاتی) میں لفظ اٰلِھَۃٌ جمع ہے اور جمع کے اقل افراد تین ہوتے ہیں تو اس آیۂ کریمہ سے تین یا تین سے زیادہ معبودوں کی نفی تو ہو گئی مگر دو کی نفی تو نہ ہوئی۔ پھر یہ آیت مثبت توحید کیوں کر ہوئی؟ ۱۰۵

آپؒ نے جواب دیا کہ قضیہ شرطیہ مذکورہ میں ثبوت توحید کی مدار ترتب تالی یعنی کلام کے آخری حصہ لَفَسَدَتَا پر ہے۔ اور ترتب تالی جس طرح تین یا زائد پر ہوتا ہے اُسی طرح دو پر بھی ہوتا ہے۔ پس لزوم فساد جس طرح تین یا زائد سے ہوتا ہے اُسی طرح دو سے بھی ہوگا۔ لہٰذا استدلال تام ہے۔

حضرتؒ نے یہ جواب دے کر مولوی صاحب سے فرمایا۔ اب آپ فرمائیں کہ اثباتِ توحید کے لیے یہاں اقل درجہ اِلٰھَیْنِ (دو معبودوں) کا ذکر چھوڑ کر جمع لانے میں کیا حکمت ہے۔ اس پر مولوی صاحب لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے۔

کئی روز انجمن کے صدر اور اراکین نے مولوی صاحب کے ہمراہ آ کر حضرتؒ کو مدرسہ کی صدارتِ اساتذہ کے منصب کی پیش کش کی مگر آپ نے معذوری کا اظہار فرمایا۔ ۱۰۶

۱۳۰۷ھ میں ایک روز اچانک حجازِ مقدس کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ مولینا محبوب عالم فرماتے تھے کہ لاہور کے ایک صاحب ہدایت اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ شوقیہ اور وفاقیہ اشعار شائع کیے تھے جو حضرتؒ کی نظر سے گزرے۔ آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ اچانک اُٹھ کر ریلوے اسٹیشن کی طرف چلے گئے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لاہور پہنچ کر اپنے دیرینہ عقیدت مند اور پیر بھائی حافظ محمد دین سے فرمایا کہ حج کا ارادہ ہے۔ انہوں نے اُسی روز اپنی اہلیہ کے زیورات رہن رکھے اور ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے جو کراچی اور کامران ہوتا ہوا جدہ پہنچا ۱۱۶ ۱۷:

درود مستغاث پر گفتگو

جہاز میں ایک صاحب درود مستغاث پڑھ رہے تھے جس میں ایک فقرہ اَلْمُسْتَغَاثُ اِلٰی حَضْرَتِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ بار بار آتا ہے۔ یہ درود شریف اکثر بزرگانِ دین اور خصوصاً حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اور اُن کے متوسلین کے معمولات سے ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس کا ہرگز ناغہ نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں عجیب و غریب تاثیرات ہیں۔ اگرچہ اس کے مؤلف کے متعلق اس نواح میں طبع شدہ نسخوں میں کوئی ذکر نہیں ہے لیکن حضرت شیخ الجامعہ نے اپنے مسودات میں لکھا ہے کہ ۱۳۵۵ھ میں مجھے رجب ہندی کی دکان واقع مدینہ عالیہ پر اس کا ایک نسخہ مطبوعہ قسطنطنیہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تو اس میں ترتیب دہندہ کا نام سید احمد کبیر رفاعیؒ تحریر تھا جو مشاہیر عراق میں سے ہوئے ہیں اور حضرت غوث الاعظمؓ کے ہم عصر اور اُن سے مستفیض تھے۔ آپ کے ملفوظات کا مجموعہ البرہان المؤید کے نام سے موسوم ہے جس کا اردو ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے بھائی مولوی ظفر احمد تھانوی نے کیا ہے اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اس پر تقریظ تحریر کی ہے۔ اگر درود مستغاث شریف حضرت احمد رفاعیؒ کی ترتیب ہے تو ندائے غائبانہ کے جواز پر ایک اور بہت بڑے بزرگ کا عمل بھی دلیل بن جاتا ہے جس کی ولایت پر تمام اہلِ اسلام کا اتفاق ہے۔ بہرحال جہاز میں ایک مکرانی عالم نے ندائے غائبانہ پر اعتراض کیا۔ نظام المشائخ دہلی کے مطابق جن وظیفہ خوان حضرت پر اعتراض کیا گیا تھا۔ وہ خواجہ عبدالرحمٰن چھوروی (ہزاروی) تھے۔ انہوں نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ جب مکرانی مولوی صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے آپ سے اس کے جواز میں ثبوت مانگا۔ آپ نے فرمایا حدیث بخاری"۔ وہ کہنے لگے: حاجی رحمت اللہ مہاجر مکی تیس برس سے بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں اور ایسی ندائے غائبانہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ حاجی صاحب بھی ہماری طرح ہی ایک انسان ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کیا اُن کے سامنے آپ یہ فقرہ کہہ دیں گے۔ فرمایا ہاں کہہ دوں گا۔

اُن دنوں حاجی رحمت اللہ مہاجر مکی مدرسہ صولتیہ کی صدارت پر متمکن تھے اور یہ آپ کی عمر شریف کا آخری سال تھا کیونکہ اگلے سال ہی یعنی ۱۳۰۹ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔ جہاز میں حضرتؒ کے درود مستغاث شریف پر گفتگو کرنے والے مولوی صاحب مدرسہ صولتیہ کے طالب علم تھے اور وطن سے تعطیلات گزارنے کے بعد واپس جا رہے تھے۔ انہوں نے مکہ شریف پہنچ کر جناب حاجی صاحب سے اس گفتگو کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ اچھی بات ہے۔ وہ صاحب ملیں تو انہیں لے آئیے کہ اُن کے دلائل سنیں گے۔ مگر حاجی صاحب کے نائب مدرس جناب مولینا محمد غازی جوش میں آ گئے۔ اور انہوں نے حضرتؒ کے علم کا امتحان لینے اور آپ کو لاجواب کرنے کے خیال سے کئی کتابوں سے مشکل اور ادق علمی سوالات جمع کرنے شروع کر دیئے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مولینا محمد غازی موچی کڑی علاقہ اٹک کے خٹک پٹھان تھے۔ مولینا احمد حسن کانپوری سے تعلیم حاصل کی اور مکہ شریف میں حاجی رحمت اللہ صاحب سے علم حدیث کی تکمیل کر کے وہیں مدرسہ صولتیہ میں مدرس ہو گئے۔ آپ تمام علوم متداولہ میں تبحر رکھتے تھے۔ خصوصاً علم تجوید و قرأت میں مہارت تامہ تھی۔ جب حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ سے ملاقات ہوئی تو محبت و شوق میں اس قدر از خود رفتہ ہو گئے کہ مدرسہ صولتیہ کی تدریس سے مستعفی ہو کر گولڑہ شریف آ گئے اور باقی عمر اسی جگہ درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی میں گذار دی۔ حضرت اجی صاحبؒ کے پہلو میں دفن ہیں۔ ردِ وہابیت میں عجالۂ آپ کی تحریری یادگار ہے۔

حضرت بابو جی مدظلہ کے بڑے صاحبزادے شاہ غلام معین الدین المعروف جناب لالہ جی مدظلہ فرماتے ہیں کہ جناب اُستاد محمد غازی فرماتے تھے کہ ابتداءً جب مکہ معظمہ میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی تشریف آوری اور علمی شہرت کا چرچا ہوا۔ کہ ایک پنجابی سید بڑا عالم و فاضل اس سال حج کے لیے آیا ہے۔ اور اُس مکرانی طالب علم سے درود مستغاث پر جہاز میں گفتگو کا حال بھی معلوم ہوا۔ تو انہیں دیکھنے کا بیحد اشتیاق پیدا ہوا۔ ساتھ ہی ایک دوسرے بنگالی مولوی سے مل کر میں نے کچھ مشکل علمی سوالات جمع کیے کہ آپ سے پوچھیں گے۔ اور کافی تلاش کے بعد خواجہ عبدالرحمٰن چھوروی (ہزاروی) کی وساطت سے ہم نے آپ کو بیت اللہ شریف کے سامنے مراقب پایا۔ جب قریب گئے تو آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا لیکن آپ پر کچھ ایسی حالت طاری تھی کہ جونہی ہماری نظر پڑی، رقت طاری ہو گئی اور بحث مباحثہ کا خیال دل سے جاتا رہا۔ میں شرم کے مارے اپنے ہمراہی بنگالی مولوی سے آنسو چھپاتا تھا کہ کیا کہے گا۔ کس شیخی سے آیا تھا اور کیسے رو رہا ہے۔ مگر جب میں نے بالآخر اُس کی طرف دیکھا تو وہ بھی رو رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد حضرتؒ نے ہم سے حال دریافت فرمایا مگر مجھ سے بات نہ ہو سکتی تھی۔ آخر کار میں نے آپ سے مدرسہ صولتیہ میں اپنی جائے رہائش پر قیام کے لیے عرض کی۔ آپ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب میرے لیے یہی جگہ اچھی ہے۔ لیکن میرے بہت اصرار پر فرمایا اچھا وہیں ٹھہر جاؤں گا۔ وہاں قضائے حاجت وغیرہ کے لیے سہولت ہو گی۔ یہاں بے پاس ادب بہت دور جانا پڑتا ہے۔ چنانچہ ہمارے ساتھ مدرسہ میں تشریف لے آئے۔

مولینا محمد غازی فرماتے تھے کہ اُن دنوں حضرتؒ پر کچھ ایسی کیفیت طاری رہتی تھی کہ آپ پر نظر پڑتے ہی رقت طاری ہو جاتی۔ عموماً حرم شریف میں بیت اللہ کے بالمقابل یادِ خدا میں مستغرق رہتے۔ بہت کم گفتگو فرماتے اور جب کچھ کہتے تو اُس میں بلا کی جاذبیت اور کشش ہوتی۔ جب آپ واپس ہونے لگے تو فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کی والدہ صاحبہ کا تقاضہ ہے۔ کہ آپ واپس وطن تشریف لے چلیں۔ میں نے عرض کی کہ فن قرأت میں کچھ اسباق ایک مغربی قاری صاحب سے لینے ابھی باقی ہیں۔ سند لے کر انشاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ مولوی صاحب کیا ہوا۔ ابراہام نہ پڑھا ابراہیم پڑھ لیا۔ بس اتنا ہی فرمانا تھا کہ میرے دل کی کیفیت بدل گئی اور میں فوراً تیار ہو گیا۔ مغربی اُستاد محترم نے میرے ارادے کو دیکھ کر فرمایا اچھا میں پڑھتا جاتا ہوں۔ آپ سنتے جائیں تاکہ اس طرح فن قرأت کی تکمیل ہو جائے۔ لہٰذا اس طور سے تکمیل کی۔ ۱۱۸

مولینا حاجی رحمت اللہ سے ملاقات

مدرسہ صولتیہ میں قیام کے دوران ایک روز مولینا رحمت اللہ صاحب نے آپ سے ملاقات پر پوچھا کہ جہاز میں مسئلہ نمائے غائبانہ پر آپ کی کسی شخص سے گفتگو ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہوئی تھی اور جو الفاظ آپ نے کہے تھے۔ بطور معذرت کہا کہ آپ کے متعلق میں نے یہ الفاظ بھی کہے تھے۔ مولینا نے دریافت کیا کہ اس سلسلہ میں آپ کا مسلک کیا ہے۔ فرمایا میں جائز سمجھتا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہُوں۔ مولینا نے دلیل طلب کرتے ہُوئے کہا کہ "یَارَسُوْلَ اللّٰہ" کی ندا حاضر و ناظر ہونے کی متقاضی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر نہیں ہیں اور نہ ہر ایک کے ناظر ہیں۔ حضرتؒ نے جواب دیا کہ بخاری شریف میں متفق علیہ حدیث ہے کہ نکیرین مُردہ سے چند سوالات کرتے ہیں جن میں ایک سوال یہ ہوتا ہے۔ مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ (تُم اِس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کیا اعتقاد رکھتے تھے) ھٰذَا موضوع ہے محسوس مُبصر قریب کے لیے اور الرجل موضوع ہے مذکر مُفرد کے لیے جو بنی آدم سے ہو۔ لہٰذا وہاں قبر میں محسوس مُبصر قریب مرد کا ہونا ضروری ہے۔ اور وُہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے کیونکہ جب تک کسی لفظ کے وضعی معنی ہو سکیں۔ غیر وضعی معانی لینا خلافِ اصل ہے۔ اور جب ایک ہی وقت میں کثیر التعداد مخلوق مرتی ہے اور حسب مضمون حدیث مذکور، ہر جگہ رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بیک وقت موجود ہونا ثابت ہوا تو کیا بعید ہے کہ رُوئے زمین پر ہر جگہ آپ حاضر ہوں۔

اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ حاجی رحمت اللہ صاحب گرویدہ ہو گئے اور فرمایا کہ یہ تو علم لدُنّی ہے۔ ہم سالہا سال سے بُخاری شریف کی یہ حدیث درس میں پڑھا رہے ہیں لیکن ان معانی کی طرف کبھی ذہن ہی نہیں گیا جو آپ نے استنباط کیے ہیں۔ حضرت حاجی رحمت اللہ چونکہ ایک محقق اور مُنصف مزاج عالم تھے اس لیے شرعی دلیل سے ندائے غائبانہ کی معقول وجہ سمجھ میں آجانے پر فوراً اپنے سابقہ مسلک کو تبدیل فرما لیا۔ اس مسئلہ حاضر و ناظر کے متعلق باب مکتوبات و ملفوظات میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا ایک مفصل مکتوب بھی قابلِ دید ہے۔ آپ کی کتاب "اعلاء کلمۃ اللہ" کے آخر میں بھی ندائے غائبانہ اور علم غیب وغیرہ مسائل پر مکمل تحقیق موجود ہے نیز مسئلہ حاضر ناظر پر ایک خط کے جواب میں فرماتے ہیں۔ مہر منیر ص ۴۵۵

رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسدہٖ العنصری ہر مکان و ہر زمان میں حاضر ناظر ہونا۔ تو یہ امر مختلف فیہ ہے۔ فَقَائِلٌ وَّ مُنْکِرٌ وَّلِکُلٍّ وَّجْھَۃٌ۔ میرے خیال میں ظہور و سریانِ حقیقتِ احمدیہ ہر عالم و ہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے۔ اِس کو حقیقت الحقائق کہتے اور لکھتے ہیں۔ فَھُوَ نُوْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلًا۔ جو بصورتِ معنویہ قلبِ تقی نقی اور جسدِ شریفِ عنصری کے ظاہر ہوا۔ ظہورِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بصورت مثالیہ شریفہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر مکان و ہر زمان میں احادیثِ صحیحہ میں ثابت ہے جس کا اقرار واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار اور اس کا انکار آپ کا انکار مانا گیا ہے۔ کما فی حدیث البخاری فی کتاب الایمان۔ اہلِ تجربہ کو ظہور کذائی مثالی کا کرّاتاً مرّاتاً اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ البتہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسدہ العنصری العینی کا پتہ بعض اہلِ مشاہدہ سے ملتا ہے اور بلحاظِ واقعہ معراج شریف و خصائص و لوازم مختصہ جسد شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مستبعد بھی نہیں۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے درس میں حضرتؒ کی تقریر و حاجی صاحبؒ کی طرف سے عطائے سلسلہ صابریہ

حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ ایک روز مولوی محمد غازی کے ہمراہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں حاضر ہوتے۔ حاجی صاحب اس وقت مثنوی مولینا رُومؒ کا سبق دے رہے تھے۔ اثنائے سبق ایک ایسا شعر آیا جس میں آرزوئے وصل کی شدت کا اظہار تھا جناب لالہ جی صاحبزادہ غلام مُعین الدین مدظلہ العالی اپنے سفرنامہ ممالک عربیہ و رُوم ۱۹۴۹ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک معمر سید بزرگ اُنہیں ملے تھے جو اس واقعہ کے وقت درس میں حاضر تھے۔ وُہ کہتے تھے کہ شعر یہ تھا۔

ہر کسے کو دُور ماند از اصلِ خویش
باز جوید روزگارِ وصلِ خویش

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ایک شاگرد نے سوال کیا کہ مولینائے رُوم تو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ جہاں دُوئی کا تصور ہی نہیں۔ پھر یہ وصل کی تمنا چہ معنی دارد؟ حضرت حاجی صاحبؒ نے جواب میں کچھ فرمایا مگر دریافت کرنے والے کی تسلی نہ ہوئی اور اُس نے پھر سوال کو دُہرایا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے عرض کیا کہ یہ طالب علم اپنے سوال کا مفہوم پُوری طرح ادا نہیں کر پا رہا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اس کے سوال کا منشاء عرض کروں۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کیا مضائقہ ہے؟ جب حضرتؒ نے سوال کی وضاحت فرمائی کہ وصل ایک امرِ اضافی ہے جو دُوئی کا متقاضی ہے۔ حالانکہ وحدت الوجود اس کے منافی ہے تو حضرت حاجی صاحبؒ کی طبیعت بھر آئی اور فرمایا کہ اچھا اب اس کا جواب بھی آپ ہی بیان فرمائیں۔

حضرتؒ نے عرض کیا وصل کے معنی ہستی موہوم کو مٹانا ہے۔ غیریت کی نفی نفس الامر میں ہے اور حقیقت میں محبِ حقیقی کے بغیر کوئی غیر موجود نہیں۔ مگر وہم کے غلبہ سے تغائر پیدا ہو گیا ہے اور وہ اُس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک فنائے کامل حاصل نہیں ہوتی۔ طلب اور عشق کے تمام منازل میں ایک وہی غیریت باقی رہتی ہے۔ اس لیے فراق بھی ہوتا ہے اور وصال کی طلب بھی ہوتی ہے ؎

میں جبھی تک تھا کہ تیری جلوہ پیرائی نہ تھی　　جو نمودِ حق سے مٹ جاتا ہے وہ باطل ہوں میں

حضرتؒ نے اپنی جوابی تقریر کو خواجہ حافظؒ، مولینائے رُومؒ اور دیگر عرفا کے کلام از قسم

تو مباش اصلاً کمال این است و بس　　زود رو گم شو وصال این است و بس

اور حضرت شیخ اکبرؒ کے برجستہ ارشادات سے مُزیّن و مُرصّع کر کے کچھ ایسے پُرکیف انداز میں ادا فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہؒ وجد میں آ گئے اور آپ کو بے حد رقت ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو کمرہ کے اندر تشریف لے گئے اور اپنا سلسلۂ چشتیہ صابریہ لا کر حضرتؒ کو عنایت فرمایا اور کہا کہ اگرچہ آپ کو اس کی حاجت نہیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے شمالی ہند میں میرے سلسلہ کی بھی ترویج ہو۔ حضرتؒ فرماتے تھے میں نے عرض کیا آپ کی عنایت کا شکریہ مجھے طوافِ کعبہ کی طرف قلبی توجہ نہیں ہوتی۔ اگر ہو سکے تو اس قدر مہربانی فرمائیں کہ خدا کرے یہ ہو جائے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا میں بھی تقریباً تیس سال سے ایسی ہی کیفیت میں مُبتلا ہوں۔ جناب بابو جی مدظلہٗ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرتؒ نے اس کیفیت کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ جس شخص کا مطمحِ نظر ذات ہو وہ آثار و افعال اور صفات کی طرف توجہ نہیں ہوتا ہے ؎

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت　　ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

حضرتؒ فرماتے تھے کہ جب میں عرب شریف سے واپس آیا تو ایک مدت کے بعد دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف کے تقاضا پر سلسلہ چشتیہ صابریہ کے وظائف انہیں تلقین کیے۔ اُس وقت حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عطیہ کی حکمت معلوم ہوئی۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اُسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا جس کا سدِباب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اُس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علمائے عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسا کہ آپ کی تصانیف و ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مُراد قادیانیت تھی۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور آپ کا مسلک

حضرت حاجی امداد اللہ ۱۲۲۳ھ ہجری یعنی ۱۸۰۵-۶ عیسوی میں بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارن پور پیدا ہوئے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز حکومت کے خلاف ہندوستان میں جہاد میں حصہ لیا۔ ۱۲۷۶ھ یعنی ۱۸۵۸-۵۹ء میں ہندوستان سے ہجرت فرما کر مکہ معظمہ میں رہائش اختیار کی اور وہیں ۱۳۱۷ھ یعنی ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں رحلت فرما کر اپنے دیرینہ رفیق اور دینی و سیاسی معاون حاجی رحمت اللہ مہاجر مکی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ بلادِ عرب میں شیخ العرب والعجم کے لقب سے موسوم تھے۔ دیوبندی مکتبِ فکر کے اکثر و بیشتر علماء کو آپ سے ارادت ہے۔ گو بعض مسائل میں انہیں حاجی صاحب سے اختلاف بھی رہا۔ مگر مولینا احمد حسن کانپوریؒ، مولینا لطف اللہ علیگڈھی، مولینا محمد حسینؒ الہ آبادی اور بہت سے دیگر آپ کے متوسلین علمائے کرام آپ کے مسلک کے پوری طرح پابند رہے ۱۲۹

وادیٔ حمرا کے واقعہ کے متعلق حضرت قبلۂ عالمؒ کی قلمی تحریر کا ترجمہ ۱۳۱

چنانچہ مدینہ عالیہ کے سفر میں بمقام وادیٔ حمرا ڈاکوؤں کے حملہ کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشاء کی سنتیں مجھ سے رہ گئیں۔ مخلصی فی اللہ مولوی محمد غازی، مدرسہ صولتیہ میں شغلِ تعلیم و تدریس چھوڑ کر حسن ظن کی بنا پر بغرضِ خدمت اس مقدس سفر میں میرے شریک ہوئے تھے۔ ان رفقاء کی معیت میں میں قافلہ کے ایک طرف سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عربی جبہ زیب تن فرمائے تشریف لا کر اپنے جمالِ باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجد میں بحالتِ مراقبہ دو زانو بیٹھا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ آلِ رسول کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ میں نے اس حالت میں آنجناب کی ہر دو پیغمبرانہ لبوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ لطیف تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر نالہ و فغاں کرتے ہوئے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا شروع کیا اور عالمِ مدہوشی میں روتے ہوئے عرض کی کہ حضور کون ہیں؟ جواب میں وہی ارشاد ہوا کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ تین بار یہی سوال و جواب ہوتے رہے۔ تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ ندائے یا رسول اللہ سے منع نہیں فرما رہے تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر کوئی اور بزرگ ہوتے تو اس کلمہ سے منع فرماتے۔ اس حسن و جمالِ باکمال کے متعلق کیا کہوں اس ذوق و مستی و فیضانِ کرم کے بیان سے زبان عاجز ہے اور تحریر ہیچ۔ البتہ بادہ خوارانِ عشق و محبت کے حق میں ان ابیات سے ایک جرعہ اور اس نافۂ مشک سے ایک نفحہ ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی یہ تحریر اور ابیات اس وقت کی سعادت عظمیٰ کی کیفیات سے کسی قدر نقاب کشائی کرتے ہیں اور واضح ہوتا ہے کہ آپ وصال کے مراتبِ علیا اور فنا و بقا کے مقاماتِ جلیلہ سے مشرف ہو چکے ہوئے تھے جو اہل اللہ کا انتہائے مقصود ہے۔ ان کیفیات کا انعکاس آپ کی اس مشہور پنجابی نعت میں جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور جو آپ نے اس موقعہ پر وادیٔ حمرا اور مدینہ منورہ کے درمیان موزوں فرمائی تھی۔ اسی کرامات و عنایات کے متعلق ذکر کرتے ہوئے آپ اپنی کتاب فتوحاتِ صمدیہ میں بضمن جواب سوال پنجم تحریر فرماتے ہیں: "اس گروہ پاک میں سے اب بھی وہ لوگ ملتے ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب تفاوت مدینہ طیبہ سے رخصت ہوتے وقت یا کسی اور وقت میں ان انعامات سے ممتاز و مشرف فرماتے ہیں کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت۔"

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

من ندانم بادہ ام یا بادہ را پیمانہ ام — عاشق شوریدہ ام یا عشق یا جانانہ ام
مبتلائے حیرتم جاں گوئمت یا جانِ جاں — اصطلاحِ شوق بسیار است و من دیوانہ ام
شوق موسیٰ در ظہور آورد نارِ طور را — در نہادِ شمع آتش مے زند پروانہ ام
با جمالِ ذاتیش حسنِ دگر در کار شد — چشمِ او را سرمہ ام یا زلفِ او را شانہ ام
غافل از خود ماند از صورت چو پر شد آئینہ
تا ترا بشناختم جاناں ز خود بیگانہ ام

ایضاً

نخستیں بادہ کاندر جام کردند — مزاجش عکسِ آں گلفام کردند
ہویدا شد در امکاں صورتِ حق — بآں صورت جہاں را رام کردند
ہمے باتست تفصیلے ازاں روئے — مکارم را بآں اتمام کردند ۱۳۲

تردیدِ مرزائیت

آنجنابؒ نے ایک لادینی حکومت کی الحاد پرور فضا میں ایک مدعی نبوت کے خلاف کامیاب قلمی اور لسانی جہاد کیا حتیٰ کہ اس محاذ پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کی جانب سے متفقہ طور پر آپ ہی قائد تسلیم کیے گئے اور آپ کی تصانیف تردیدِ مرزائیت میں بے نظیر شاہکار قرار دی گئیں۔ ان تصانیف کو مشعلِ راہ بنا کر، تقریر و تحریر کے مجاہدین کا ایک جمِ غفیر کمربستہ ہو کر میدان میں اُتر آیا۔ اور اُن کی مساعی فی سبیل اللہ کی بدولت آج دُنیائے اسلام کا ایک عام انسان بھی ختمِ رسالت کی قادیانی تاویل کو کفر سمجھتا ہے۔ اور قادیانیت اس ملک میں ایک علیحدہ، بے اثر اور لاتعلق اقلیت بن کر رہ گئی ہے۔

انسدادِ چکڑالویت

حضرتؒ کے زمانہ میں قادیانیت کے علاوہ افراط و تفریط کی شکار اور بھی کئی مذہبی اور سیاسی تحریکیں اُبھرنے لگیں۔ مگر آپ کے وجودِ مسعود کے باعث پروان نہ چڑھ سکیں۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی نے حدیث کی حجت سے انکار کرتے ہوئے ایک نیا فرقہ اہلِ قرآن کھڑا کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں آپ نے علمِ حدیث کی تدریس پر زور دے کر جابجا دورۂ حدیث کے درس جاری کرائے۔ چنانچہ ضلع ہزارہ کی مشہور درس گاہ بفہ میں آپ کے مخلص شاگرد مولینا عثمان نے اُس نواح میں پہلی مرتبہ درسِ حدیث شروع کیا۔ انگہ علاقہ سوان میں آپ کے اُستاد مولینا سلطان محمود خود حضرتؒ سے سند لے کر درسِ حدیث پر کمربستہ ہو گئے۔ اسی طرح مولینا حافظ مہر محمد شیخ الحدیث جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور اور مولینا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاولپور بھی حضرتؒ کے حسبِ فرمان تدریسِ حدیث پر ہمیشہ عمل پیرا رہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ردِّ نیچریت

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے نیچریت کی تردید میں بھی جو ملک میں انگریزی تعلیم و تربیت کے باعث فروغ پا رہی تھی۔ مولوی محرم علی چشتی لاہوری اور قاضی سراج الدین ایڈووکیٹ راولپنڈی جیسے مخلصین کے ذریعہ ایک عرصہ تک کتابی اور اخباری توسل سے تعلیمی مضامین شائع کرائے۔ تاہم سرسید احمد خاں کے مخالف علماء کے ان نظریات کو بھی ناواجب قرار دیا کہ انگریزی پڑھنا حرام ہے۔ اور برطانوی ہند دارالحرب ہے جہاں جمعہ کی نماز جائز نہیں۔ حضرتؒ نے شہروں میں نماز جمعہ کو واجب کہا اور کئی مقامات پر بالخصوص صوبۂ سرحد میں از سرِ نو جمعہ کی نماز جاری کرائی۔ البتہ برطانیہ کی ایسی ملازمت کو جس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اقدام لازم آتا ہو، ناجائز قرار دیا۔ اور اس امر کا اعلان آپ اُس زمانہ میں فرماتے رہے جب کہ پہلی جنگِ عظیم زوروں پر تھی اور انگریزوں کا ستارہ عروج پر تھا۔ ۱۴۰

بریلوی اور دیوبندی

دیوبندی، بریلوی اور دیگر اسلامی مکاتیبِ فکر کے اختلافی مسائل پر آپ اپنا مسلک تحریر و تقریر اور تالیفات کے ذریعہ برابر واضح فرماتے رہے۔ اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف کی بناء پر ان کی باہمی کشمکش آپ کو ناپسند رہی۔ تاہم فریقین کی حق بات کو ہمیشہ سراہا۔ ابن تیمیہ اور اُن کے شاگرد ابن قیم کے متعلق فرماتے تھے کہ ان کے متبحر عالم اور خادمِ اسلام ہونے میں کلام نہیں، مگر بعض اجماعی مسائل میں رعایتِ توحید کے زعم میں تشدد اختیار کر گئے ہیں اور حضرات اہل اللہ خصوصاً حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کے مسلکِ توحیدِ وجودی کو غلط طور پر پیش کر کے ایک بُری مثال قائم کی ہے۔ گویا اگر ہزار میں سے ایک پہلو بھی موافق موجود ہوتا تو مخالف کی نیت پر شبہ کرنے سے منع فرماتے۔ حضرتؒ نے امکانِ کذب باری تعالیٰ کو محال۔ علمِ غیب عطائی اور سماعِ موتیٰ کو برحق اور ندائے یا رسول اللہ، زیارتِ قبور، توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصالِ ثواب کو جائز قرار دیا۔ معبودانِ باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تخریب سے تعبیر فرما کر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے استدلال کی تردید فرمائی۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی صحیح تفسیر

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معانی میں حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ جیسے اکابر کو بھی شبہ ہو گیا تھا کہ نیاز میں ذبح ہونے والے جانور پر اگر کسی وقت بھی اصحابِ نیاز یعنی انبیاء و اولیاء کا نام لے لیا گیا۔ تو ذبیحہ حرام ہو گا۔ مگر حضرتؒ نے اعلاء کلمۃ اللہ" تصنیف فرما کر قرآن و حدیث اور فقہ و لغت سے ثابت فرما دیا کہ اس آیۂ شریف کی مراد صرف اُسی ذبیحہ سے ہو گی جس پر چھری چلاتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کی بجائے غیر اللہ کا نام پکارا جائے گا یا غرض ایصالِ ثواب اور کھانے کھلانے کی بجائے، محض غیر اللہ کے لیے خون گرانے کی ہو گی، جیسے کہ بعض ممالک میں بادشاہوں کی تعظیم کے سلسلہ میں رسوم ہیں یا اہلِ ہنود میں بھوگ کا طریقہ رائج ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

غیر مقلدین

طاعون زدہ آبادی سے دوسری آبادی کی طرف موت سے فرار کی نیت سے نقل مکانی کو حضرت نے گناہ کہا۔ لیکن علاج کے لیے کھلے میدانوں اور باغوں میں چلے جانے کو مباح فرمایا۔ اس پر غیر مقلدین کے ساتھ تحریری مناظرات چل نکلے مگر میدان بفضلہٖ آپ کے ہاتھ رہا۔ اور تمام اُمت میں آپ ہی کا فتویٰ جاری ہوا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے بھی اس فتویٰ میں آپ کی تائید کی۔

۱۳۲

تحریکِ خلافت اور تحریکِ ہجرت

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت اور کانگرسی جمعیت العلماء ہند کی برپا کردہ تحریکات خلافت و ہجرت سے اختلاف کرتے ہوئے اُن کی تردید فرمائی۔ آپ کا ارشاد تھا کہ خلافتِ راشدہ حقہ صرف تیس برس قائم رہی۔ بعد میں سلطنت اور ملوکیت کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ اگر خلافت اسلامیہ کو جاریہ قرار دیا جائے تو یزید علیہ ما یستحقہٗ کو بھی خلیفۂ برحق ماننا پڑے گا۔ البتہ ترکوں کے محاربات طرابلس و بلقان میں گھر کے زیورات اور لنگر کے گھوڑے تک چندہ میں دے دیئے تھے۔ کانگریس اور خلافت کمیٹی کے گٹھ جوڑ کے ایام میں جن مسلمان کانگریسی اور خلافتی اخبارات نے آپ کے خلاف لکھا وہ آخر کار ایک ایک کر کے کانگریس کے مخالف محاذ پر آ گئے۔ اور جن لوگوں نے ہجرت کی وہ

اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے

تحریکِ خلافت کے اسباب

اسلامی دُنیا میں سلطانِ ترکی کو مقاماتِ مقدسہ کے خادم اور ایک بڑی اسلامی مرکزی سلطنت کے سربراہ کی حیثیت سے "خلیفۃ المسلمین" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جب یورپ اور امریکہ کا بزعم خود اس مردِ بیمار کو عملاً ختم کر دینے کا منصوبہ مکمل ہو گیا تو برطانوی ہند کے مسلمانوں کو جو اپنی حکومت تو کھو چکے تھے مگر سلطنتِ عثمانیہ کو اسلامی شوکت کی آخری یادگار سمجھتے تھے انتہائی صدمہ ہوا۔ چنانچہ عوام اور سیاسی لیڈروں کے علاوہ فرنگی محل، ندوہ، دیوبند، تونسہ شریف اور سیال شریف وغیرہ کے دینی اور روحانی مراکز کے علماء اور مشائخ بھی خلافتِ اسلامیہ کے تحفظ پر کمربستہ ہو گئے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے بعض اصحاب مثلاً حضرت مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاول پور۔ مولانا برکت علی پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور۔ حکیم شمس الدین زیرآبادی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری امرتسری وغیرہ نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اسلامی خلافت کے متعلق علمائے راسخین کا مسلک

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اور بعض دیگر علمائے راسخین مثلاً احمد رضا۔ سید دیدار علی شاہ لاہوری، جناب مولوی محمد علی مونگیری صوبہ بہار کے علاوہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جو ہر مسئلہ کو خالص شرعی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے عادی تھے۔ ترکی سلطنت کو اسلامی خلافت کا درجہ نہیں دیتے تھے تاہم ان حضرات کی مکمل ہمدردی اُس وقت تک ترکوں کے ساتھ رہی جب تک اُن کی انقلاب پسند جماعت نے برسرِ اقتدار آ کر اس بات کا اعلان نہ کر دیا کہ ہماری حکومت کا کوئی مذہب نہیں۔ مثلاً جنگِ طرابلس اور جنگِ بلقان میں حضرت قبلۂ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عالم قدس سرہٗ نے گھر کے زیورات اور اصطبل کے گھوڑے تک بیچ کر ترکوں کی امداد کے لیے چندہ دیا تھا۔ طرابلس کی جنگ کے زمانے میں کئی بار غازی انور پاشا جو اُن دنوں انور بے کہلاتے تھے کا ذکر عزت اور محبت کے لہجہ میں فرمایا اور اُن کے حق میں دعائے خیر فرمائی حتیٰ کہ تحریک خلافت کے دنوں میں بھی آپ نے اُن مخلصین کو جو اس میں عملی حصہ لے رہے تھے منع نہیں فرمایا۔ ۲۶۸

تحریک خلافت اور ہندو مسلم تعاون کے خلاف حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے مسلک کی صحت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ خود مولوی ظفر علی خان کے قلم سے اُس کی تصدیق ہو رہی ہے۔ حضرت شیخ البہ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، وقت کے ولی سے کام لے کر اُمت میں اپنی پاک منشا جاری فرماتے ہیں یعنی ولی کی روحانیت نورِ نبوت سے توجہات اور اشارات حاصل کر کے رائے عامہ میں منشائے الٰہی کے مطابق انقلاب پیدا کرتی ہے۔ گویا یہاں الٰہی پروگرام کچھ اور ہی تھا یعنی ہندو کے ساتھ اتحاد میں نہیں بلکہ مخالفت میں پاکستان کی داغ بیل پڑنا تھی۔ ۲۷۹

تحریکِ وہابیت کا مقابلہ

اُس زمانہ میں مملکتِ ہند میں وہابیت نے زور پکڑنا شروع کر دیا تھا اور تصوف و اہلِ تصوف کو ہدف بنا رکھا تھا اس تحریک کو مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی عبد اللہ غزنوی ثم الامرتسری کی تعلیمات سے، غیر مقلدین کے وجود اور خود اہلِ سنت میں سے کئی سرگرم داعی مل جانے کے باعث تقویت ہوئی۔ یہ لوگ تاویلوں کے جال پھیلائے ہوئے بزرگانِ دین کے اعراس پر جا پہنچتے اور زائرین کو قبر پرستی اور حدیث شدِّ رحال جس کا ذکر نیچے آئے گا، کے طعنے دے کر پھنسانے کی کوشش کرتے۔ جس کی وجہ سے اکثر سادہ لوح عقیدت مندان ان کی باتوں میں آ کر بھٹک جاتے۔

پاک پتن شریف میں حضرت بابا گنج شکرؒ کا سالانہ عرس اس گروہ کی معاندانہ اور مخالفانہ کوششوں کا خصوصی مرکز بنا ہوا تھا۔ لہٰذا حضرت ثانی سیالوی کے ایما پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کئی سال تک اس تقریب میں شمولیت فرماتے رہے۔ اور امرتسر، قصور و ریاست بہاولپور کے غیر مقلد علماء کے ساتھ توحید، شرک، سنت، بدعت، زیارتِ قبور، بہشتی دروازہ، نذر و نیاز اور پیری مریدی وغیرہ مسائل پر کئی اہم مذاکرات میں شرکت فرمائی۔ جن کی تفصیل اس کتاب کے "مناظرات" و "تصانیف" کے ابواب میں دی گئی ہے نتیجۃً کئی مناظرین نے اپنے مسلک سے توبہ کی اور متعدد آپ سے بیعت بھی ہوئے۔

حدیثِ شدِّ رحال

حدیثِ بخاری:۔ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ (سفر کا اہتمام تین مساجد مسجد الحرام، مسجدِ نبوی، اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا اور طرف نہ کیا کرو) کا یہ مطلب کبھی نہیں لیا گیا تھا کہ ان مساجدِ ثلاثہ کے علاوہ اور کسی طرف بھی حصولِ ثواب کی خاطر سفر ممنوع ہے۔ ہمیشہ یہی معنی لیے جاتے رہے کہ ان مقدس مساجد میں عبادت کا ثواب علیٰ فرقِ مراتب زیادہ ملتا ہے اور دنیا کی باقی مساجد ثواب میں برابر ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ چنانچہ اس مفہوم کی تائید مسند امام احمد کی اس روایت سے ہوتی ہے جو بہ الفاظِ ذیل ہے:۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّیْ اَنْ یَشُدَّ رِحَالَہٗ اِلٰی مَسْجِدٍ یَبْتَغِیْ فِیْہِ الصَّلٰوۃَ غَیْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ (یعنی کسی نمازی کو مناسب نہیں کہ کسی مسجد کی طرف ادائے نماز کی نیت سے سفر کرے سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے) تفصیل کے لیے فتح الباری اور عینی شروح بخاری، کتاب التہجد باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ ومدینہ ملاحظہ ہوں۔

اس حدیث کے امتناعی احکام کو سب سے پہلے شیخ ابن تیمیہ نے زیارت روضۂ رسولؐ کے خلاف استعمال کیا۔ بعد کے دور میں عبدالوہاب نجدی اور اُن کے ہم مسلک اس نرالے استدلال سے کام لیتے رہے۔ ان کے علاوہ تمام اُمتِ مسلمہ نے خیر القرون سے آج تک اس حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں لیا۔ ۲۵۹

زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تائیدی احادیث

مندرجہ ذیل احادیث سے زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جواز ظاہر ہے۔ مخالف حضرات ان سب احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں مگر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ جہاں تک ضعفِ روایت کا تعلق ہے لَا تَشُدُّ الرِّحَالَ والی حدیث کے بعض راویوں کو بھی غیر معتبر اور عبداللہ بن نافع کو مجروح کہا گیا ہے۔

۱۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ — جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

۲۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ — جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت جائز ہوگئی

۳۔ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔ — جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ ۲۶۰

۴۔ مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔ — جس نے بیت اللہ کی حج کی اور میری زیارت کے لیے نہ آیا تو بے شک اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔

۵۔ مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَّا تَحْمِلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ — جو کوئی میری زیارت کے لیے آیا۔ اور اُس میں میری زیارت کے علاوہ اور کوئی حاجت نہیں رکھتا تو مجھ پر واجب ہے کہ روزِ قیامت اُس کی شفاعت کروں۔

احادیث مندرجہ بالا میں نمبر ۱ و ۲ کے متعلق امام ابن حجر مکی نے صَحَّحَہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَئِمَّۃِ الْحَدِیْثِ کے الفاظ اور نمبر ۳ کے متعلق امام سبکی نے اَجْوَدُ الْاِسْنَادِ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ محقق دہلوی نے بھی اپنی مشہور کتاب جذب القلوب میں احادیث مذکورہ سے استحباب موکد ثابت فرمایا ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

زیارتِ قبور

علاوہ ازیں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے عمل شریف سے بھی ان احادیث کی تائید وتصدیق ہوتی ہے یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا شہدائے اُحد اور جنت البقیع میں مدفون حضرات کی قبروں کی زیارت فرمائی والدہ ماجدہ کی مزار پر مقام ابوا تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ کو اہلِ قبور کی زیارت کی اجازت بخشی اور وہاں کے آداب مقرر فرمائے۔ اولیاء اللہ اور صالحینِ اُمت، سلف سے خلف تک، زیارتِ روضۃ الرسولؐ کے لیے سفر کرتے رہے ہیں۔ شیخ ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب کی تعلیم کی روشنی میں تو اُمتِ مرحومہ کا تیرہ صد سالہ عمل غیر شرعی ہو جاتا ہے۔ اور تفقہ فی الدین اور استنباطِ مسائل کی حقیقت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور اجماعِ اُمت صرف وُہی رہ جاتا ہے جس میں مندرجہ بالا دو حضرات کو اختلاف نہ ہو۔

غیر مقلدین کے ساتھ مناظرات

اکابر علمائے اہلِ سُنت کی طرح حضرتؒ نے بھی نجد کے شیخ محمد بن عبدالوہاب کے بعض متشددانہ نظریات کو مسلکِ اہلِ سنت کے خلاف قرار دیا تھا جس کی وجہ سے بعض غیر مقلد وہابیوں کی طرف سے مناظرانہ چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ حالانکہ اس سے پہلے حرمین شریفین اور دیگر ممالکِ اسلامیہ کے علماء اہلِ سُنت اپنی اپنی تصانیف میں فرقہ وہابیہ کو گمراہ اور خارجی قرار دے چکے تھے۔ چنانچہ علامہ زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ کی کتاب الدرر السنیۃ اس پر شاہد ہے۔ اور فقہ حنفی کے مشہور عالم علامہ ابن عابدین شامی نے بھی حاشیہ دُرِ مختار باب الخوارج میں فرقہ وہابیہ کو خوارج میں شمار کیا ہے اور اُس وقت کے اکثر علمائے ہند بھی محمد بن عبدالوہاب کی تردید میں بہت کچھ لکھ چکے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد حیدر اللہ خان درانی المجددی النقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرانی میں لکھتے ہیں کہ مؤرخ مطیرون نے اپنی کتاب جغرافیۂ عربیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد مطبوعہ رفاعہ بک ناظر مدرسۃ الالسنہ میں لکھا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نے لوگوں کے سامنے یہ عقیدہ پیش کیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگرچہ خدا کے رسول اور دوست ہیں مگر اُن کی مدح اور تعظیم از قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگوں کا یہ شرک اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا لہٰذا اُس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کروں۔ ۲۶۱

پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وُہ دوستوں میں سے ہے اور جو یہ حکم نہ مانے گا وُہ عذاب کا مستحق ہے۔ اور اُس کا قتل بلاشبہ واجب ہے۔

علمائے مکہ کی طرف ابن عبدالوہاب نجدی کا رسالہ دعوت

محمد بن عبدالوہاب کا جو رسالہ علمائے مکہ کی طرف بطور دعوت وحجت بھیجا گیا تھا اُس میں تحریر تھا کہ جو شخص نبی کو اپنا ولی اور شفیع سمجھتا ہے وُہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا محمدؐ کہتا ہے اگرچہ اُن کے متعلق سب باتوں میں بندہ عاجز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو بھی مُشرک ہو جاتا ہے۔ اور تجھے ان باتوں میں ہمارا شیخ ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمدؐ کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف سفر کر کے جانا شرکِ اکبر ہے۔"

اسی رسالہ میں مزید یہ تحریر تھا:۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

أَمَّا السَّابِقُونَ فَاللَّاتُ وَالسُّوَاعُ وَالْعُزّٰى وَأَمَّا اللَّاحِقُونَ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ الْقَادِرِ (معاذ اللہ)

پہلے بُت لات اور سُواع اور عُزّیٰ تھے۔ اور پچھلے بُت محمدؐ اور علیؓ اور عبدالقادرؒ ہیں۔ (معاذ اللہ)

حالانکہ قرآن فرماتا ہے:۔

وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ (سورہ فتح ۹)

نبیؐ کو قوت دو اور اُن کی تعظیم کرو۔

اور فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (سورہ حج آیت ۳۲)

شعائر اللہ کی تعظیم قلوب کے تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے۔

اور شعائر اللہ کیا ہیں۔ قربانی کے اُونٹ کو خدا شعائر اللہ میں شمار فرماتا ہے۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ پھر قرآن فرماتا ہے:۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ (المائدہ۔ آیت ۵۵)

تمہارا دوست تو اللہ اور اُس کا رسول اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے اور عاجزی کرنے والے ہیں۔

اسی طرح نبی کریمؐ کو اپنا شفیع سمجھنے کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ (النساء ۶۴)

یارسول اللہ! اگر ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے اور رسول یعنی آپ بھی ان کے حق میں اللہ سے بخشش مانگتے تو یہ لوگ یقیناً اللہ کو توّاب اور رحیم پاتے۔

اور لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ والی حدیث کی رُو سے مسجد نبویؐ کی طرف سفر کے استحباب سے تو آج وہابیوں کو بھی انکار نہیں لیکن اس کے باوجود ابن عبدالوہاب آنجنابؐ کی مساجد اور آثار کی طرف سفر کو بدستور شرک کہہ رہا ہے۔ پس عرب معاصرین نے کچھ غلط نہیں کہا تھا کہ ابن عبدالوہاب نے علم کی کسی صنف میں بھی تکمیل نہیں کی تھی۔ اور طالب علمی کے ایام میں محض مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے سوانحات ہی پڑھتا رہتا تھا۔ نیز علم و ادراک کی طرح قوت اظہار اور اسلوب کلام میں بھی ناقص تھا۔ البتہ جوش غضب اور اشتعال طبع میں منفرد تھا۔ ۲۶۲

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی عمدگی عقائد کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ

تعجب ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کو عمدہ تحریر کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے ایک ایک عقیدہ کی براہِ راست زد خود مولوی صاحب کے اپنے شیخ اور پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی پر پڑتی ہے۔ جن کا ارشاد ہے:۔

شفیع عاصیاں ہو تم وسیلۂ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یارسول اللہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

نیز فرماتے ہیں ؎

کہے ہے شوقِ نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکت آمد اب تو آئی جو فوجِ عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے برادرِ طریقت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب شیم الحبیب شم الطیب میں فرماتے ہیں:

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ — اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ
دستگیری کیجئے میری نبیؐ — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لَیْسَ لِیْ مَلْجَاءٌ سِوَاکَ اَغِثْ — مَسَّنِی الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوجِ کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرْبَ طَیْبَتِکُمْ — فَالْتَثَمْتُ النِّعَالَ ذَاکَ قَدِیْ
کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک — نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی ۲۶۳

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی تصنیف اعلاءُ کلمۃ اللہ

ان ہی ایام میں اعلاءُ کلمۃ اللہ کے نامِ نامی سے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی ایک تصنیف فارسی زبان میں شائع ہوئی جس میں وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کی تفسیر کے علاوہ سماعِ موتیٰ، مسئلۂ حرمتِ ذبیحہ فوق العقدہ، استمداد از قبورِ صالحین وغیرہ پر تحقیق کے ساتھ ساتھ جماعت غیر مقلدین کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا تھا۔ ان میں بعض مسائل از قسمِ استمداد و سجدۂ تعظیمی علمِ غیب حاضر ناظر وغیرہ پر خود مقلدین میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور بریلوی اور دیوبندی ناموں سے دو گروہ بن گئے تھے۔ ان مسائل پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے مسلک کے متعلق تفصیلی بحث تصانیف کے باب میں آئے گی۔ ملفوظات اور مکتوبات کے باب میں آپ کے ارشادات سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مقلدین کے ان فرقوں کے درمیان رفعِ اختلاف کا آپ کو کس قدر خیال تھا۔ ۲۶۶

اللہ تعالیٰ کا اور اُس کے حبیبؐ کا علم

ایک مکتبِ فکر کا یہ مقولہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم برابر ہے۔ صرف ذاتی اور عطائی کا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا کہنا بعید از صواب ہے۔ ارشادِ الٰہی وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ اس کی نفی کر رہا ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

دُعا بحق و بحرمتِ اولیاء اللہ

ایک مرتبہ سوال ہوا کہ صوفیائے کرام اپنے وظائف میں "الٰہی بحق فلاں" اور "الٰہی بحرمتِ فلاں" کے کلمات سے کیوں دُعا مانگتے ہیں جب کہ خدائے تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے؟ فرمایا۔ بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر از خود کسی کا کچھ حق نہیں۔ لیکن اگر وہ تبارک وتعالیٰ خود از راہِ فضل وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (مومنوں کی نصرت ہم پر حق ہے) (سورہ روم، آیت ۴۷) ارشاد فرما کر کسی کو حق عطا کر دے تو کیا اعتراض باقی رہتا ہے؟ پھر فرمایا۔ اگرچہ مشیت حق مخلوق کی آرزوؤں کی پیرو نہیں ہے لیکن مخلوق اپنے خالق کے حضور میں مناجات اور دُعائے حاجات کے وقت ایسے الفاظ سے اپنے عجز و الحاح کا اظہار کرتی ہے اور اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔

نص میں سیّد کی تعظیم کا ثبوت

سوال کیا گیا کہ آیا سید کی تعظیم کے لیے نص میں کوئی ثبوت ہے؟ فرمایا۔ نسب کا شرف قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (زخرف، آیت ۸۱) (یا رسول اللہ! عیسائیوں سے) فرما دیجئے۔ اگر اللہ کا کوئی فرزند ہوتا تو سب سے پہلے میں اُس کی عبادت کرتا۔ ۴۲۰

حیاتُ النبیؐ پر سوال

ایک غیر مقلد نے اعتراض پیش کیا کہ پیغمبر صاحبؐ کو زندہ کیونکر مان لیا جائے جب قرآن فرما رہا ہے کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (آپ پر بھی موت آنے والی ہے اور ان لوگوں پر بھی)۔ حضرتؒ نے اس شخص پر سوال کیا کہ "یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ مطلقہ"؟ مگر اُس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ حضرتؒ کا مطلب یہ تھا کہ یہ جملہ مطلقہ عامہ ہے جس کے صدق کے لیے تین زمانوں میں کسی ایک زمانے کے اندر موت کا تحقق کافی ہے۔ دوامِ موت ضروری نہیں۔ کیونکہ مناطقہ کے نزدیک دائمہ مطلقہ وہ قضیہ ہے جس کا حکم دائمی ہو۔ اور مطلقہ عامہ وہ، جس کا ثبوت حکم کسی زمانہ میں ہو جائے یعنی موت کی شرط تھوڑے عرصہ کے لیے پوری ہو جائے۔

"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" پر اعتراض کا جواب

ایک دفعہ اعتراض ہوا کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کی بجائے اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگنا چاہیئے کہ یا اللہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا صدقہ کچھ عطا فرما۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ سورۂ نساء میں فرماتے ہیں:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ (ڈرو اس اللہ سے جس کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوال کرتے ہو) حق تعالیٰ نے یہاں اپنے نام کے واسطہ سے سوال کرنے کو اپنے احسان کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرنا جائز نہ ہوتا تو اس پر اپنا احسان نہ جتاتے بلکہ ایسا کرنے سے منع فرما دیتے۔ لہٰذا جملہ مذکورہ جس کا مفاد اللہ کے نام کے واسطہ سے سوال کرنا ہے درست ہوگا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اِنسانِ کامل کے مقامات کی وُسعت

ایک روز حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ مُلتان میں ایک کتاب کا درس دے رہے تھے۔ دورانِ درس یہ مسئلہ آیا کہ حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں: "اے فرزند! انسان جب اِنسانِ کامل کا رُتبہ حاصل کر لیتا ہے تو اُس پر سے بشری قیود اُٹھ جاتی ہیں"۔ حضرتؒ کے ایک مخلص مصاحب اور شاگرد خان بہادر مولوی شیر محمد صاحب سابق اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ ۴۲۱ گلگت درس میں حاضر تھے۔ آپؒ نے اُنہیں مخاطب کر کے فرمایا: مولوی خان بہادر صاحب! کیا وجہ ہے کہ آپ یہاں بیٹھے ہوئے اُس سامنے والی کوٹھڑی میں موجود نہیں ہیں؟ آخر کوئی بشری قید ہی تو ہے جس نے آپ کو مجبور کر رکھا ہے کہ آپ ایک وقت میں ایک ہی جگہ موجود ہوں۔ جب آپ اِنسان کامل بن گئے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اس قول کے مطابق آپ پر سے یہ بشری قید اُٹھ گئی تو پھر آپ جیسے یہاں موجود ہیں ویسے ہی بیک وقت اس کوٹھڑی میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اجمیر میں بھی اور مدینہ شریف میں بھی۔ پھر یا رسول اللہ اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنے میں کیا حرج ہے؟

حدیث مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ایک اعتراض

حضرت صاحبزادہ محمود صاحب تونسوی ایک روز حدیث شریف من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوا) بیان فرما رہے تھے۔ ایک مولوی صاحب نے اعتراض کیا کہ خواہ وہ شخص فرائض کا منکر ہی کیوں نہ ہو؟ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اس مجلس میں موجود تھے مگر یہ مولوی صاحب آپ سے متعارف نہیں تھے۔ حضرتؒ نے صاحبزادہ صاحب سے اجازت لے کر جواب دیا کہ یہاں مَنْ قَالَ سے لامحالہ یہ مُراد ہے کہ اُس شخص نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو حق سمجھ کر پڑھا۔ چونکہ یہ کلمہ حضور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دُنیا میں لائے ہیں لہٰذا وہ شخص اپنے اِس قول سے حضورؐ کی صداقت اور رسول برحق ہونے کا اقرار کر رہا ہے اور جس نے حضورؐ کی صداقت کا اقرار کیا وہ حضورؐ کے لائے ہوئے فرائض کا منکر کیسے ہو سکتا ہے؟ جو منکر ہوگا وہ من قال لا الٰہ الا اللہ کی منشا اور مصداق میں داخل نہ ہوگا۔ مولوی صاحب تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کہنے لگے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اِس مجلس میں ایسا فاضل بھی موجود ہے تو یہ اعتراض کر کے شرمندہ نہ ہوتا۔

۴۲۳

جنابِ سیدہؓ کے مطالبۂ فدک کی ایک حسین توجیہ

واقعۂ فدک میں جنابِ سیدہ علیہا السلام کے سوالِ میراث پر آپ یہ توجیہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جنابِ سیدہؑ کے سوال سے اہلِ اسلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کا معاملہ واضح ہو گیا، کیونکہ اگر آپ یہ تحریک نہ فرماتیں تو صحابہ کرامؓ کے مجمعِ عام کے سامنے حضرت صدیقؓ یہ حدیث پیش نہ فرماتے جس میں ہے کہ انبیا علیہم السلام مال و اسباب بطور وراثت نہیں چھوڑتے، اُن کی وراثت علم ہے۔ اور اِس حدیث کی تصدیق تمام حاضرین صحابہ کرامؓ نے فرمائی جن میں حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ بھی شامل تھے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خلفائے راشدینؓ کی خلافت کی ترتیب کا لطیف استخراج

حضرتؒ فرماتے تھے کہ آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ[1] الخ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلفائے اربعہ علیہم الرضوان کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ سے خلیفۂ اوّلؓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے حضرت خلیفۂ ثانیؓ، رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے حضرت خلیفۂ ثالثؓ اور تَرٰىهُمْ ۴۲۴ رُكَّعًا سُجَّدًا الی آخرہ سے حضرت خلیفۂ رابعؓ کے صفاتِ مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ معیت اور صحبت میں حضرت صدیق اکبرؓ، کفار پر شدت میں حضرت عمر فاروقؓ، جود و کرم میں حضرت عثمان غنیؓ اور عبادت و اخلاص میں حضرت مولائے علیؓ خصوصی شان رکھتے تھے۔

خلفائے راشدین کی خلافت کا نصِ قرآنی سے ثبوت

ایک شیعہ عالم نے ایک مرتبہ اعتراض پیش کیا کہ خلافت کا حق صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی کو پہنچتا تھا۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (سورۂ نور آیت ۵۵)

اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ تم میں سے (اے اصحاب رسولؐ) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اچھے عمل کیے ہیں انہیں زمین کے اندر خلافت عطا فرمائے گا۔

لہٰذا اس آیت کی رُو سے اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو نہیں بلکہ دو سے زیادہ اصحاب رسولؐ کو جو اس آیت کے نزول کے وقت مومنین صالحین کے زمرہ میں موجود تھے خلافت فی الارض کا مستحق قرار دیا ہے اور ان سے اس خلافت کے عطیہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق واقعات عمل میں آئے۔ اگر شیعہ حضرات امام حسن علیہ السلام کی شش ماہہ خلافت کو بھی شمار کرلیں تو ان کے مسلک کے مطابق خلافت فی الارض (جو قرآن مجید کے محاورہ میں حکومت کو شامل ہے) کا وعدہ الٰہی صرف دو اصحاب رسولؐ تک محدود رہتا ہے یعنی حضرت علی اور حضرت حسن علیہما السلام۔ آیت میں لفظ جمع ھُمْ کے تقاضہ کو پورا کرنے کے لیے کم از کم ایک اور خلیفہ برحق کس شخص کو قرار دیں گے؟

اُس شخص نے کہا حضرت علیؓ کے فضائل کے باوجود ان کو آخری خلیفہ کیوں رکھا گیا؟ فرمایا خاتم الخلفا ہونا بھی خود ایک فضیلت ہے جیسا کہ ہمارے حضورؐ خاتم الانبیاء تھے۔

علمائے اہل سنت کو ثنائے اہلبیتؓ کرام کی تلقین

ایک مرتبہ بعض علمائے نے عرض کیا کہ فلاں مقام پر شیعہ اور سنی باہم مناظرہ کرنے والے ہیں۔ شیعہ صاحبان لکھنؤ سے مجتہد

---

[1] سورہ فتح آخری آیت۔ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو ان کے اصحاب ہیں وہ کافروں پر شدید اور باہم رحیم ہیں۔ آپ انہیں راکع اور ساجد اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضا کا طلب گار پائیں گے۔ (فیض)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بلوا رہے ہیں۔ اہل سُنت کی طرف سے آپ تشریف لے چلیں۔ فرمایا۔ آپ لوگ منبر پر جا کر شاذ و نادر ہی اہلبیت کرام کی توصیف بیان کرتے ہیں جس سے عوام کے اندر خیال پیدا ہو گیا ہے کہ جو عالم اہل بیت کرام کی تعریف کرے وہ مائل بہ تشیع ہوتا ہے اگر میں جاؤں گا تو سب سے پہلے ان حضرات کی توصیف کا حق ادا کروں گا جس پر شیعہ کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائے گا کہ پیر صاحب شیعہ ہیں تقیہ کر کے سُنی بنے ہوئے ہیں۔

امریکن پادری کے اس اعتراض کا جواب کہ قرآن مجید میں ہر شے کا ذکر نہیں ہے

ایک امریکن پادری گولڑہ شریف آیا اور مجلس میں داخل ہوتے ہی سوال پیش کیا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن شریف میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے حالانکہ حضرت امام حسینؓ جن کی زندگی میں قرآن چھ برس تک نازل ہوتا رہا اُن کا نام تک قرآن میں موجود نہیں۔ حضرت امام حسینؓ نے اسلام کے لیے بڑی قربانی دی ہے۔ ایسے خادمِ اسلام کا ذکر تو قرآن میں ضرور ہونا چاہیئے تھا۔"

حضرتؒ نے دریافت فرمایا کہ "پادری صاحب! کیا آپ نے قرآن پڑھا ہے؟" کہنے لگا میں نے قرآن پڑھا ہے اور اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔ فرمایئے کہاں سے پڑھوں؟" آپؒ نے اپنے علماء کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا "سبحان اللہ! پادری صاحب کو بھی قرآن دانی کا دعویٰ ہے۔ یہاں ع عمر گذری ہے اسی دشت کی سیاحی میں۔ مگر اس دعوے کی مجال نہیں۔" پھر پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "اچھا پادری صاحب! قرآن پڑھیئے۔ کہیں سے پڑھ دیجیئے۔" وہ مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور عربی لہجے میں ترتیل سے پڑھنے لگا۔ "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" قبلہ عالم قدس سرہٗ نے اشارے سے روک کر فرمایا کہ بس۔ اَعُوْذُ تو قرآن کا حصہ نہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔ اور بقاعدہ ابجد اس کے عدد ۷۸۶ ہیں۔ اب ذرا لکھیئے:-

امام حسینؓ	—	عدد ہیں	۲۱۰	
سن پیدائش	—	" "	۴	ہجری
سن شہادت	—	" "	۶۱	ہجری
کرب و بلا	—	" "	۲۶۱	
امام حسنؓ	—	" "	۲۰۰	
سن شہادت	—	" "	۵۰	
		میزان	۷۸۶	

حضرتؒ نے فرمایا۔ "پادری صاحب! قرآن مجید کی جو پہلی آیت آپ نے پڑھی۔ اس میں ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام، سن پیدائش، سن شہادت، مقام شہادت، اُن کے بھائی صاحب کا نام اور سن شہادت اور دونوں بھائیوں کے امام ہونے کا ثبوت موجود ہے۔ آگے چلیئے تو شاید ان کی زندگی کے کئی واقعات بھی مل جائیں۔"

اس پر اُس امریکی پادری نے کہا۔ "عربوں کے علم ہندسہ اور جفر وغیرہ کا ذکر مستشرقین یورپ کی کتابوں میں میری نظر سے گذرا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ مسلمانوں نے ان علوم کے اندر اتنی گہری ریسرچ (تحقیق) کی ہوئی ہے۔" ۴۲۶

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

پاک پتن شریف کے بہشتی دروازہ پر اعتراضات کے جواب

حضرتؒ تقریباً ہر سال پاک پتن شریف میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس پر حاضر ہوتے تھے قصور اور ریاست بہاول پور کے غیر مقلد علماء متواتر کئی سال وہاں پہنچ کر آپ سے سوال کرتے رہے کہ کیا آپ عالم ہو کر اس بات کو درست مانتے ہیں کہ جو شخص بابا صاحبؒ کے روضہ کے "بہشتی دروازہ" سے گذر جائے وہ جنت کا سزاوار ہو جاتا ہے؟ حضرتؒ جواب میں ہر سال نیا استدلال پیش فرماتے۔

مولوی غلام قادر بھکر کہ تحصیل منچن آباد نے یہی سوال کیا تو فرمایا: کیا یہ حدیث صحیح نہیں کہ مومن کی قبر روضۃٌ من ریاض الجنۃ ہوتی ہے؟ اُس نے کہا: "صحیح ہے" فرمایا: جب لفظ جنت کا اطلاق مومن کی قبر پر صحیح ٹھہرا تو اُس کے دروازے کو بہشتی دروازہ کہنے پر کیا اعتراض ہے؟" مولوی صاحب نے کہا: اس لفظ کا جواز تو درست ہوا مگر یہ فرمایئے کہ حضرت بابا صاحبؒ کے مقبرہ کے اسی ایک دروازے میں کیا خصوصیت ہے کہ اسے "بہشتی دروازہ" کہا جائے؟

آپ نے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے بچشم سر عالم ظاہر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بجسم اطہر بمعہ چہار یار کبار ۶۔ ۷ محرم کی درمیانی رات کو اس دروازہ سے گذر کر مقبرہ کے اندر تشریف لے جاتے دیکھا ہے اور حضور کا یہ ارشاد سُنا ہے کہ مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ فَقَدْ اٰمِنَ (جو اس دروازے میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا اور مامون ہوا) مشائخ عظام کا بھی اس پر اتفاق رہا ہے۔"

۴۳۰

اس کے بعد مولوی صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ زائرین فرید۔ فرید کیوں پکارتے ہیں، اللہ۔ اللہ کیوں نہیں کہتے؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ عُرس کے موقعہ پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے:۔

اللہ۔ محمد۔ چار یار۔ حاجی۔ قطب۔ فرید

وہ لفظ فرید کو مکرر سہ کرر کہہ دیتے ہیں اور اس چیز کے جواز میں قرآن مجید کی ایک آیت موجود ہے۔" مولوی صاحب نے چونک کر کہا: وہ کونسی آیت ہے؟" آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ (پارہ ۲۔ بقرہ۔ آیت ۱۵۲)

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور کفر نہ کرو۔

اور فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آخری دم تک اللہ کا ذکر کیا۔ اب اللہ اپنی مخلوق کی زبان سے اپنے پیارے بندے فرید کا ذکر کر رہا ہے۔ آج سات سو سال سے اَذْكُرْكُمْ کا وعدہ پورا ہو رہا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ یونہی ہوتا رہے گا کہ ہر سال ہزار در ہزار مخلوق یہاں جمع ہو کر فرید۔ فرید کے نعرے لگاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ جسم اور مکان سے پاک ہے اور یہ اُس کے ذکر کرنے کی ایک صورت ہے۔"

قصور کے ایک مولوی صاحب سے بھی قبلہ عالمؒ نے یہی فرمایا تھا کہ میں تو یہاں (یعنی پاک پتن شریف میں) فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ کا نقشہ دیکھنے آتا ہوں۔ ایک اور موقعہ پر آپؒ نے اُس حدیث پاک سے استدلال فرمایا جس میں ارشاد ہے کہ مجمع ذاکرین پر ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے کہ جو شخص اپنی کسی دُنیوی غرض کے لیے اس مجمع میں شامل ہو گیا ہو، اُسے بھی ثواب اور مغفرت میں داخل کر لیا جائے کیونکہ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والے شقی نہیں ہوتے) اس موضوع پر [illegible] آئے کے نظر کو حضرت مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible]

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لعن یزید پر آپ کا مسلک

ایک شخص نے عرض کیا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لعن بر یزید کے جواز کا فتوے دیتے ہیں۔ فرمایا کہ شیخ مرد بوسعتہ محبت بنو فاطمہؓ ہیں پس اُن کو ایذا پہنچانے والے کے حق میں پورے طور پر مجوز لعنت ہیں لیکن بعض اہل علم نے اس میں تامل کیا ہے اور کہا ہے کہ آخرت کا حال معلوم نہیں ممکن ہے یزید نے توبہ کی ہو۔ علامہ تفتازانی نے اس کے رد میں خوب فرمایا ہے۔ کہ قتل ذریت طیبہ اور اُن کی اہانت بطور یقین اور امر مشہود ہے اور توبہ امر محتمل پس احتمال وظن یقین سے کیا نسبت رکھتے ہیں اور بہت سے دیگر محققین بھی لعن کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ ہمارے مخلصوں میں سے ایک شخص کو دمشق کی سیر و سیاحت کا اتفاق ہوا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ سارے شہر کی آلودگیاں اور خاکروبہ یزید کی قبر کے پاس ڈالتے ہیں۔ وہ جگہ آبادی سے بہت دور ہے۔ ہاں جواز اور لزوم میں فرق ہے۔ لعن کو عادت بنانا ضروری اور لازم نہیں۔ بہتر ہے کہ بحکم عام فرمودہ حق تعالےٰ فلعنۃ اللہ علی الظالمین پر کفایت کی جائے۔ ... لعن کرنے کے اللہ اللہ کرنا اولین و آخرین کے حق میں بہتر کام ہے۔ ملفوظ ۔ ۱۶۴

لعن یزید کے جواز پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا مسلک آپ کے مندرجہ ذیل خط سے واضح ہوتا ہے:۔

۷۸۶

حامداً و مصلیاً و مسلماً

بعد سلام آنکہ آیۃ (اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ) اور نیز آیت (فَھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَکُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَھُمْ) اور نیز متفق علیہ حدیث (فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ) میرا ٹکڑہ (یُؤْذِیْنِیْ مَآ اٰذَاھَا) اور نیز حدیث (مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ) اور نیز حدیث (حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا) اور نیز حدیث (اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا یَعْنِی الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِاَرْضٍ مِّنْ اَرْضِ الْعِرَاقِ یُقَالُ لَھَا کَرْبَلَا فَمَنْ شَھِدَ ذَالِکَ مِنْکُمْ فَلْیَنْصُرْہُ) سب آیات و احادیث صحیحہ یزید شقی اور اُس کے تابعان کے مستحق لعنت ہونے پر شاہد ہیں۔ کوئی اہل ایمان اس گروہ اشقیاء کی غیر ملعونیت کا قائل نہیں۔ جن لوگوں نے لعن یزید سے منع کیا ہے۔ یزید کو اچھا سمجھ کر نہیں کیا۔ بلکہ اس خیال سے کہ بجائے اس کے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ وَّحَسَنٍ وَّحُسَیْنٍ وَّفَاطِمَۃَ پڑھنا بہتر ہے۔ شیطان کو اگر کوئی رات دن لعن کرے بجائے اس کے تلاوت، ذکر اور درود پڑھنا مفید ہے۔

آیۃ استخلاف (وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الی آخرہا) کا آخری جملہ (وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذَالِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ) اور نیز یزید شقی کا بعد شہادت سید الشہداء علیہ السلام کے کمال خوشی میں آکر یہ کہنا کہ آج ہم نے آل محمد سے روز بدر کا انتقام اور بدلہ لے لیا۔ کما قال ؎

ولست من جندب ان لم تنتقم من بنی احمد ما کان قد فعل

یزید کے کفر پر دال ہے کما صرح بہ القاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ الغرض یزید کے مستحق لعن ہونے میں بہ تصریح ثقات کوئی شک نہیں اگرچہ بے سود امر ہے۔ مگر اہل ایمان بمقتضائے (الحب فی اللہ والبغض فی اللہ من الایمان) ان گروہ اشقیاء پر لعنت بھیجنے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ بفضلہ ہم بوجہ اعتقاد حقیت خلافت خلفائے اربعہ علیہم الرضوان و محبت اہل بیت

ہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کو ایذا پہنچاتے ہیں خدا نے اُنہیں دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے ؎ پس کیا تم قریب ہو کہ اگر

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۳ پر)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

علیہم السلام روافض یا خوارج سے علیحدہ ہیں۔ والحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ و ظاہراً وآلہ وصحبہ۔

مولوی حسین علی صاحب (واں بھچراں) کے ساتھ مناظرہ

مولوی حسین علی صاحب واں بھچراں کے مناظرہ کی کیفیت حضرت شیخ الجامعہ صاحب بہاولپوریؒ کی مندرجہ ذیل تحریر سے بہتر نہیں مل سکتی۔ وہ خود اس موقعہ پر حاضر تھے۔ بلکہ اس مناظرہ کے لیے ایک فریق شمار کیے گئے تھے، لکھتے ہیں:۔

"میانوالی میں ایک موضع ہے واں بھچراں، وہاں ایک مولوی صاحب گذرے ہیں جن کا نام حسین علی صاحب تھا۔ وہ مولانا سلطان احمد صاحب تلہیڑی کے شاگرد تھے۔ بعد میں مولوی احمد حسن صاحب کانپوری کے یہاں جاکر تحصیل تمام کی اور حدیث کا دورہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے یہاں کیا۔ اور پھر وطن واپس آکر درس تدریس شروع کی۔ حضرت عمدۃ الواصلین خلیفہ محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ مگر اعتقادات غیر مقلدانہ رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور ندا کے سخت منکر تھے اور اس کو کفر و شرک قرار دیتے تھے ایسے ہی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کی ندا کو کفر و شرک کہتے تھے۔ اور سلسلہ چشتیہ کے سخت مخالف تھے۔

ہمارے حضرتؒ کی عادت مبارک تھی کہ سال میں دو دفعہ سفر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے شیخ الطریقت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کی حاضری کے لیے اور دوسری دفعہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس شریف کے لیے ایک مرتبہ آپ پاک پتن شریف جانے کے لیے تیار تھے۔ کہ ملک مظفر خان فرزند ملک محمد امیر خان ساکن واں بھچراں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس دفعہ واں بھچراں میں ہماری دعوت قبول فرمائی جائے۔ آپ نے بوجہ اس کے کہ ملک محمد امیر حضرتؒ کا پیر بھائی تھا دعوت قبول فرمائی اور جب آپ پاک پتن شریف پہنچے تو مولوی حسین علی صاحب نے حضرتؒ کی خدمت میں ایک رجسٹری لفافہ بھیجا کہ اگر آپ واں بھچراں میں ملک صاحب کی دعوت پر تشریف لائے تو آپ کو میرے ساتھ مناظرہ کرنا ہوگا۔ اور مناظرہ علم غیب کے مسئلہ میں ہوگا۔ اور ندائے یا رسول اللہ، یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر اور سماع موتیٰ پر ہوگا۔ حضرتؒ نے وہ خط محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا۔

۱؎ اعراض کرو تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور انہیں بہرا کر دیا اور آنکھیں اندھی کر دیں۔

۲؎ فاطمہؓ میرا جگر ہے۔ جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے مجھے بھی تکلیف دیتی ہے۔

۳؎ جس نے حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی۔ جس نے ان سے دشمنی کی اس نے میرے ساتھ دشمنی کی۔

۴؎ حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں۔ جو حسینؓ کو دوست رکھے خدا اسے دوست رکھے۔

۵؎ میرا بیٹا حسینؓ زمین عراق یعنی کربلا میں شہید کیا جائے گا۔ جو شخص اس موقعہ کو پائے اس کی مدد کرے۔

۶؎ جس نے اس کے بعد نافرمانی کی وہ لوگ فاسق ہیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جب حضرتؒ مظفر گڑھ کے اسٹیشن پر تشریف لائے تو آپؒ نے مجھے فرمایا کہ غلام محمد، واں بھچراں میں کوئی مولوی صاحب ہیں۔ وُہ مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم میرے ساتھ چلو۔ تم بھی مولوی ہو وُہ بھی مولوی ہیں۔ مناظرہ کر کے ہمیں بھی واقف کر دینا تاکہ ہم اُس پر عمل کریں۔" یہاں آپ نے ایسے لفظ انکسار کے فرمائے کہ جن کے لکھنے سے شرم آتی ہے۔

حضرتؒ وہاں سے شاہ عالم تشریف لے گئے۔ شاہ عالم کے قریب حضرتؒ کا ایک مخلص مولوی نور محمد ڈورا (بہرا) سکونت پذیر تھا۔ حضرتؒ کو اُس کے حال پر بہت توجہ تھی۔ اُس کی خاطر شاہ عالم سٹیشن پر چوبیس گھنٹے قیام فرمایا کرتے تھے۔ شاہ عالم سے روانہ ہو کر آپؒ میانوالی کے بعض مخلصین کے عرض کرنے پر میانوالی تشریف لے گئے۔

مولوی حُسین علی صاحب یہیں آ دھمکے اور یہیں مناظرہ کے طالب ہُوئے۔ حضرتؒ نے اس کے جوابوں سے فرمایا کہ میں اپنے اشغال میں مصروف ہُوں اور واں بھچراں تک دو گھنٹے بچا سکوں گا۔ اگر آپ کو مناظرہ کرنا ہے تو حسب تحریر اور حسب وعدہ واں بھچراں میں اس کا انتظار کریں اور یہاں میرے وقت کو ضائع نہ کریں۔

ایک بجے کے قریب گاڑی میانوالی سے واں بھچراں کو روانہ ہُوئی۔ حضرتؒ وہاں تشریف فرما ہُوئے۔ ملک مظفر خاں کے بنگلہ میں نزولِ اجلال فرمایا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ مولوی حسین علی کے مُریدوں نے حضرتؒ کے رُفقائے سفر کے ڈیروں پر چکر لگانا شروع کر دیا اور سماع موتی کے انکار اور عذاب قبر کے متعلق تقریریں شروع کر دیں۔ حضرتؒ کے رفقاء نے بھانپ لیا کہ مقصود ان کا فساد کرنا ہے۔ اُنہوں نے نہایت حوصلہ اور حلم سے کام لیا تا آنکہ جب رات کے بارہ بجے کا وقت ہُوا تو معلوم ہُوا کہ مولوی حُسین علی صاحب مُنادی کرا رہے ہیں کہ صُبح تمام قصبہ کے لوگ میرے مناظرہ میں شریک ہوں جو میں (حضرتؒ) پیر صاحب سے کرنے والا ہُوں۔ اور اپنے دُنیوی کاموں کو اگلے دن پر چھوڑ رکھیں۔ حضرتؒ کا ارادہ پہلے بذات خود مناظرہ کرنے کا نہ تھا بلکہ آپؒ نے مجھے صریحاً فرمایا تھا کہ مناظرہ تم کرنا مگر اب آپؒ کا ارادہ بدل گیا اور فرمایا کہ بہت متکبر ہے۔ اس کا تکبر دُور کرنا ضروری ہے۔

صبح ۹ بجے مولوی حُسین علی صاحب کے ایک مشہور شاگرد[1] جو اب تک زندہ ہیں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے مولوی حُسین علی صاحب نے شرائطِ مناظرہ طے کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ میں نے کہا بسم اللہ۔ اُس نے کہا کہ مناظر تمہاری طرف سے کون ہوگا؟ میں نے کہا کہ احقر غلام محمد گھوٹوی۔ پہلے تو اُس نے انکار کیا اور کہا کہ مناظر (حضرتؒ) پیر صاحب ہوں گے لیکن تھوڑی سی گفتگو کے بعد وُہ مان گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اُس کا منشا شروع سے ہی یہی ہے۔ دُوسری شرط یہ تھی کہ مسئلہ علمِ غیب پر دلائل محض فقہ حنفی کی کتابیں ہوں گی۔ قرآن شریف اور حدیث شریف کو دلیل کے طور پر پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ میں نے انکار کیا اور کہا کہ کیا قرآن شریف اور حدیث شریف اب منسوخ ہو گئے ہیں؟ نیز فقہائے حنفیہ، فقہ کی کتابوں میں قرآن شریف کی آیات اور حدیث شریف سے استناد کرتے ہیں تو فقہ حنفی اور قرآن و حدیث کا انفکاک ہی مقصود نہیں۔

---

[1] یعنی مولوی فضل کریم صاحب بندیالوی۔ (فیض)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہم یہ باتیں کر رہے تھے اور تقریباً دس ساڑھے دس کا وقت تھا کہ حضرتؒ کی طرف سے پیغام آیا کہ مجھ سے کسی صاحب نے اگر کوئی مسئلہ پوچھنا ہو یا کوئی اور بات کرنی ہو تو ملک مظفر خان کے بنگلہ پر چلے آئیں۔ یہ سُن کر تمام مجمع بنگلہ کی طرف دوڑ پڑا۔ وہاں حضرتؒ ایک مصلّے پر تشریف فرما تھے۔ تمام حاضرین کے لیے قالینیں بچھی ہوئی تھیں۔ حضرتؒ کا رُوئے مُبارک بنگلہ کے دروازہ کے محاذ جنوب کی طرف تھا۔ یہ احقر حضرتؒ کے متصل بائیں جانب بیٹھا تھا۔ مولوی حُسین علی صاحب کا اِنتظار تھا۔ مولوی صاحب کا آدمی آیا کہ بنگلہ ملک صاحبان کا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں وہاں جاؤں تو میری ہتک عزت کی جائے گی۔ حضرتؒ نے ملک محمد امیر صاحب کو فرمایا کہ تم خود جاؤ اور میری ذاتی ضمانت پیش کرو کہ اگر آپ کا بال بھی بیکا ہوا تو میں ذمہ دار ہوں گا۔

ملک محمد امیر خان بصد اعزاز مولوی صاحب کو لے آئے۔ مولوی صاحب اور مولوی فضل کریم صاحب حضرتؒ سے جنوب مغرب کے گوشہ میں آکر بیٹھ گئے۔ حضرتؒ نے مولوی صاحب کا اکرام فرمایا اور پھر مجھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری اِن مولوی صاحب کے ساتھ کس بارہ میں نزاع ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ مولوی صاحب سماعِ موتیٰ کے مُنکر ہیں اور میں قائل ہوں۔ مولوی حُسین علی صاحب نے مجھے فرمایا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ میں سماعِ موتیٰ کا مُنکر ہوں؟ میں نے عرض کیا کہ آپ تین چار دن سے لکّی گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے ایک رسالہ اِنکارِ سماعِ موتیٰ لکھ کر آپ نے فلاں طالب العلم کو دیا تاکہ مولوی فضل کریم صاحب کے پاس پہنچ جائے۔ وُہ طالب العلم کل رات مولوی اکبر علی صاحب کے یہاں مہمان تھا۔ میں نے اُس سے وُہ رسالہ لے کر نقل کر لیا ہے اور نقل میرے پاس موجود ہے۔ مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

حضرتؒ نے مجھے اِرشاد فرمایا کہ تم مولوی حُسین علی صاحب کے پاس بیٹھ جاؤ۔ میں حسب الارشاد اُن کے پاس جا بیٹھا۔ مولوی حُسین علی صاحب کے دائیں جانب مولوی فضل کریم صاحب اور بائیں جانب میں تھا۔

حضرتؒ نے مولوی صاحب کی طرف مُنہ مبارک پھیر کر فرمایا۔ مولوی صاحب آیتِ مُبارکہ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ[1] پر آپ کا ایمان ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا جی ہاں! آپؒ نے فرمایا۔ ایمان نام ہے تصدیق بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم کا۔ اور تصدیق کی چھ قسمیں ہیں۔ اِن میں سے ایک مقبول ہے اور پانچ مردود۔ وُہ کیا کیا ہیں؟ اِس کے بعد حضرتؒ نے اِسی موضوع پر مختصر تقریر فرمائی۔

جواب دینے کی بجائے مولوی صاحب سر نیچا کیے خاموش بیٹھے رہے۔ تقریباً پانچ منٹ گذر گئے اِس پر میں نے اور مولوی فضل کریم نے کہا کہ آپ خاموش ہیں اور میدانِ مناظرہ گرم ہے۔ کچھ مُنہ سے بولیے۔ چُپ کا وقت نہیں۔ مولوی صاحب نے سر اُٹھایا۔ حضرتؒ نے پھر تقریر شروع فرمائی۔ مولوی صاحب پھر مراقبہ میں چلے گئے۔ حضرتؒ نے تقریر ذرا بسط سے فرمائی مگر مولوی صاحب کو جیسے سانپ سُونگھ گیا ہو۔ آخر ہم دونوں نے پھر اُنہیں متوجہ کرنے کی کوشش کی تو مولوی صاحب نے حضرتؒ کی خدمت میں

---

[1] ترجمہ آیت (النمل: ۶۵) کہہ دیجیے نہیں جانتا کوئی آسمانوں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عرض کیا کہ میں معمولی مُلّا ہُوں۔ موٹے موٹے مسائل جانتا ہُوں۔ ان باریکیوں کو میں نہیں جانتا۔" اور یہ کہتے ہُوئے اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ میں نے اور حافظ فضل کریم نے بٹھانا چاہا۔ مگر مولوی صاحب نہ رُکے اور تیزی سے باہر نکل گئے۔[1]

حضرتؒ کے مُریدین میں سے ایک مشہور اور محقق عالم مولینا غلام محمود صاحب (پپلاں ضلع میانوالی) نے مسائل علم غیب اور ندائے یارسُول اللہ وغیرہ پر ایک رسالہ "نجم الرحمٰن" تحریر فرمایا تھا جس میں مولوی حسین علی صاحب کے مسلک کی نہایت مدلل تردید کی تھی اس رسالہ کی ابتدا میں اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق تین مذاہب کا ذکر کیا ہے جن میں سے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا مسلک یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح افضل الخلق ہیں اسی طرح اعلم الخلق بھی ہیں یعنی ساری مخلوقات سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔ حضرتؒ علم غیب ذاتی و محیط کی نفی کے ساتھ قائلین علم ماکان و مایکون کی تکفیر اور تشنیع کے سخت خلاف تھے اور مولوی حسین علی صاحب سے مناظرہ کا مقصد بھی اسی تشدد کی تردید تھی۔ چونکہ اس واقعہ کو مولوی صاحب کی پارٹی نے بعض رسائل اور کتابوں میں توڑ موڑ کر بیان کیا ہے اس لیے یہاں قدرے تفصیل کی ضرورت محسوس کی گئی۔ ویسے بھی یہ واقعہ مشہورِ عام ہے اور اب بھی بہت سے افراد ایسے موجود ہیں جنہوں نے بچشم خود اس کا مشاہدہ کیا۔ مسائل مذکورہ پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا مسلک آئندہ ابواب میں تفصیلاً پیش کیا جائے گا۔

تاویل قرآن پر اعتراض کا جواب

وزیرآباد کے ایک غیر مقلد مولوی صاحب جو نابینا تھے اور علم کا بڑا دعویٰ رکھتے تھے زیارت مولینا نظام الدین صاحب راولپنڈی پر بغرض مُلاقات حضرتؒ کی مجلس میں حاضر ہُوئے اور کہنے لگے "پیر صاحب! میرے چند سوال ہیں مگر شرط یہ ہے کہ جواب

---

[1] حضرتؒ کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ماکان و مایکون کے قائلین آپ کے نزدیک اگر مسلمان ہیں تو نزاع ہی نہیں اور اگر کافر ہیں تو کفر ایمان کی ضد ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق چھ قسم کی ہے جن میں سے ایمان شرعی میں فقط ایک قسم ——— مقبول ہے اور باقی مردود ہیں۔ ان اقسام کی تفصیل بیان کرتے ہُوئے بتائیں کہ قائلین علم ماکان و مایکون میں کونسی قسم نہیں پائی جاتی۔ اور آپ میں وہ قسم موجود ہے جس کی بنا پر آپ اُنہیں کافر کہتے ہیں؛ حضرتؒ نے آیت مندرجہ بالا قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ اور اس کے معارض آیات عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ وغیرہ بھی تلاوت فرمائیں۔

جامعہ غوثیہ کے سابق صدر مدرس مولینا مُحبُّ النبی صاحب کا بیان ہے کہ تصدیق کے اقسام ستہ بعدیہ بعض متوسلین کی درخواست پر آپ نے حسب ذیل بیان فرمائے تھے جن کا ماخذ حضرت شیخ اکبرؒ کی تصنیفات فتوحات مکیہ وغیرہ ہیں:۔

(۱) تصدیق بذاتہٖ یعنی کسی صفت یا دلیل کے بغیر مان لینا (۲) تصدیق بنعت ذاتہٖ: مثلاً وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ میں نعت خلق کی وجہ سے تصدیق ہُوئی (۳) تصدیق بحالہٖ۔ مثلاً ایک تکلیف پیش آئی جو خدا کے نام لینے سے ٹل گئی۔ یہ ایک حال پیدا ہو گیا جس میں دل خود بخود اپنے اس حال کی وجہ سے تصدیق کرنے لگا۔ (۴) تصدیق بربہٖ: عالم کی پرورش اور ربوبیت عامہ کو دیکھ کر تصدیق (۵) تصدیق بنعت ربہٖ: اُس کی ربوبیت خاصہ کو دیکھ کر تصدیق۔ ذاتی احسان کا خیال یا احسان کے زیر تجربہ آنے پر تصدیق (۶) تصدیق بامر ربہٖ: اللہ کے حکم کی وجہ سے تصدیق۔ یہی تصدیق مقبول ہے۔ پہلی پانچوں جبری ہیں فقط چھٹی اختیاری ہے اور ایمان اختیاری ہی مقبول ہے۔ (فیض) ۴۴۰

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

دیتے وقت قرآن کے معانی میں تاویل سے کام نہ لیں۔ کیونکہ میں سُنتا ہوں کہ آپؒ آیات کی تاویل کر دیا کرتے ہیں۔"
حضرتؒ نے فرمایا: "مجھے منظور ہے بشرطیکہ آپ بھی اپنی اِس شرط پر قائم رہیں۔" اور فرمایا: "پہلے ذرا اِس آیت کے معنی بیان کر دیں:۔

مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۷۲)

(ترجمہ) جو اِس دُنیا میں اندھا ہے وُہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور سخت گمراہ۔

حافظ صاحب چُپ چاپ اُٹھ گئے اور اُس روز سے اِس نواح میں اُن کا نام ہی حافظ اعمٰی پڑ گیا۔ ۲۴۱

سیاست سے پرہیز

آپ نے کبھی سیاست میں حصّہ نہ لیا۔ بعض مُخلصین نے اسمبلیوں کے اِنتخاب میں اِمداد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے ہمیشہ یہ کہہ کر اِنکار فرما دیا کہ اِس وقت اِن چیزوں کا اِسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا میں اِن کاموں میں دخل دینا پسند نہیں کرتا۔ البتہ جس وقت جسٹس دلیپ سنگھ نے ملعون راجپال شاتمِ رسُول کو اپیل پر ہائیکورٹ میں بری کیا اور مُسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا تو آپ نے وائسرائے ہند کو بذریعہ تار شدید احتجاج فرماتے ہُوئے لکھا کہ مسلمان قوم ہزار اختلافات کے باوجود ناموسِ رسُولؐ کے محاذ پر یک جان ہو کر لڑے گی اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ ۱۴۴

شاہی دربار دہلی میں شمُولیّت سے اِنکار

۱۹۱۱ء میں دہلی میں منعقد ہونے والے برطانوی شاہی دربار میں شمُولیّت کی دعوت سے اِنکار پر انگریز حکومت نے آپ کو اپنا مخالف سمجھ کر ایذا رسانی کی جانب میلان کیا مگر کچھ بگاڑ نہ سکی۔ بعد ازاں حکومت نے سینکڑوں مربعہ اراضی بطور جاگیر دینا چاہی مگر حضرتؒ نے قبول نہ فرمائی۔ جو آپ آگے پڑھیں گے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے دورِ مُبارک میں برطانیہ کا ستارۂ اِقبال عروجِ کمال پر تھا خصُوصاً ہندوستان میں برطانوی سطوت پُورے زوروں پر تھی۔ اُمراء اور والیانِ ریاست انگریز کا دم بھرتے تھے بلکہ اکابرینِ اُمّت بھی اس کے دربار میں باریابی کو مُسلمانوں کے لیے معاشی بہبُودی اور سیاسی اِقتدار کا باعث سمجھتے تھے۔ بااِیں ہمہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے کبھی بھی اِس غیر مُسلم حکومتِ وقت کی طرف داری اور تملّق سے اپنے دامنِ تقدّس کو آلودہ نہ ہونے دیا۔ اور ساتھ ہی ایسی تحریکات میں بھی شرکت سے احتراز فرمایا جن کا منشور کتاب و سُنّت کے خلاف تھا۔

انگریز شہنشاہ کے دربار میں شمُولیّت سے اِنکار

۱۹۱۱ء میں جارج پنجم کے دہلی دربار میں شمُولیّت کے لیے مذہبی پیشواؤں کی سلک میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کو بھی دعوت نامہ موصول ہوا تو آپ نے جواباً لکھوایا کہ مجھے اس حاضری سے معذور رکھا جائے۔ حکومت کو اس انکار میں سیاسی اور انتظامی خدشات نظر آئے۔ کیونکہ آپ صرف ہندو پنجاب کے ہی مذہبی پیشوا نہ تھے بلکہ سرحدی پٹھانوں اور آزاد قبائل کے بھی پیر و مرشد تھے۔ کمشنر راولپنڈی نے پہلے ایک پٹھان مجسٹریٹ ڈپٹی مظفر خان کو اور پھر آپ کے ایک مخلص ارادت مند میاں شیخ احمد سکنہ ٹھٹہ گورمانی ضلع مظفر گڑھ کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ انہوں نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ آپ کو سفر میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ آپ کے لیے ریل گاڑی کا ایک علیحدہ ڈبہ ریزرو کرا دیا جائے گا۔ اور صرف ایک دن کے لیے جب کہ شہنشاہ مذہبی رہنماؤں کا سلام لیں گے آپ کو دربار میں جا کر اس کے حق میں دعا کرنا ہوگی۔ مگر حضرتؒ رضامند نہ ہوئے اور کمشنر کی روبکار پر تحریر فرمایا کہ میں ایک درویش ہوں اور درویشوں کی حاضری شاہی دربار میں کبھی مناسب خیال نہیں کی گئی۔ تاہم اس حکومت میں ہمارے سچے مذہب اسلام کے ارکان پر کوئی پابندی نہیں ہے اس لیے میں بادشاہ کے حق میں یہیں سے دعا کرتا ہوں۔

دربار کے منعقد ہو جانے کے بعد اس سال جب آپ حسب معمول پاک پتن شریف کے عرس پر گئے تو ایک روز سر مجلس دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف سے فرمایا کہ آپ کا دہلی دربار میں شامل ہونا اس وجہ سے درست تھا کہ آپ کی ایک حیثیت جاگیردار ہونے کی بھی تھی۔ جو اسلامی حکومتوں کے وقت سے چلی آرہی ہے۔ دہلی اور علی گڑھ کے بعض دوستوں نے مجھے لکھا تھا کہ آپ ضرور آئیں کیونکہ اس میں اسلام کی عزت ہے مگر میں نے جواب دیا کہ یہ میرے نزدیک ذلت ہے۔ اس پر جناب دیوان صاحب نے اس امر کی تصدیق کی کہ واقعی آپ کا ارشاد بجا ہے کیونکہ بڑے ادب سے جھک کر بادشاہ کو نذرانہ پیش کرنے کا منظر ایک باعزت مسلمان کے لیے حقیقتاً ناقابل برداشت تھا۔ ۲۸۳

اس انکار پر حکومت برطانیہ کا ردِ عمل

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے منصرم خط و کتابت ملک سلطان محمود خان بیان کرتے تھے کہ جب دہلی دربار کے کوائف "ٹائمز آف لنڈن" میں شائع ہوئے تو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے انکار شمولیت کے ساتھ تحریر تھا کہ آپ سرحدی پٹھانوں اور قبائلیوں کے پیر ہیں۔ اور اس انکار کے وجوہ ان لوگوں کی حکومت سے سرکشی کی بنا پر سیاسی قسم کے ہیں جن پر حکومت کو نظر رکھنا چاہیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر لوئی ڈین نے اپنی کونسل کے اجلاس بمقام شملہ میں کہا کہ میری گورنمنٹ پیر آف گولڑہ کے اس انکار کی اصلی وجہ معلوم کرے گی اور تحقیقات کے بعد مناسب اقدام کرے گی۔ چنانچہ راولپنڈی کے کمشنر نے ڈپٹی مظفر خان مجسٹریٹ کے ذریعہ آپ کو بلوا بھیجا۔ خان صاحب نے حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کی ملاقات سے یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے گا اور بذریعہ ریل گاڑی آمد و رفت پر صرف تین گھنٹے صرف ہوں گے۔ اور اگر عصر کے بعد حسب معمول سواری کے دوران "ٹوپی رکھ" جاتے ہوئے کمشنر صاحب سے مل لیں تو اور بھی کم وقت لگے گا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میں تین منٹ کے لیے بھی اس مسجد کو چھوڑ کر جانے کے لیے تیار نہیں کمشنر صاحب سے کہہ دیجئے کہ وہ یہاں آجائیں۔

سرحد اور پنجاب میں اس خبر سے ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ بعض ذی اثر لوگ لیفٹیننٹ گورنر سے بھی ملے۔ اور انتظامیہ کی طرف سے بھی اس بے اطمینانی و ہیجان کی خفیہ اطلاعات گورنمنٹ کو پہنچیں۔ ادھر گورنمنٹ کے قانونی مشیر (لیگل ریمبرنسر) نے رائے دی کہ جو شخص گورنمنٹ کا ملازم یا وظیفہ خوار نہیں اس کی طرف سے دہلی دربار میں شمولیت یا کشمیر کی تحقیقات میں حاضری سے انکار کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ آخر کار لیفٹیننٹ گورنر نے کمشنر راولپنڈی سے کہا کہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کسی روز خود جاکر پیر صاحب سے ملیں تاکہ اُن کے وسیع حلقۂ اثر میں بے چینی اور کشیدگی ختم ہو۔ چنانچہ ایک روز کمشنر صاحب خود ڈپٹی مظفر خان اور پشاور کے میاں کریم بخش سیٹھی کی معیت میں گولڑہ شریف پہنچے۔ اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ سے مل کر اس کشیدگی کو رفع کیا۔ ۲۸۴

انگریز حکومت کی طرف سے جاگیر کی پیش کش

یہاں پہنچ کر حضرت شیخ الجامعہؒ لکھتے ہیں کہ اس موقعہ پر حکومتِ برطانیہ نے چار سو مربع نہری زمین کی جاگیر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو دینے کی پیش کش کی تھی۔ اس ضمن میں گورنمنٹ کا جو افسر حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے اس جاگیر کے لیے صرف بلکہ قانوناً اور اخلاقاً جائز ہونے کے یہ دلائل پیش کیے کہ حکومت پر واجب ہوتا ہے کہ اپنی رعایا کی تعلیمی بہبود کے لیے مالی امداد دیتی رہے۔ چنانچہ مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں کو گرانٹ دی جارہی ہے۔ یہ خانقاہ بھی ایک تعلیمی ادارے کا حکم رکھتی ہے جہاں رعیت کا ایک بڑا حصہ دینی تعلیم اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے لیے حاضر رہتا ہے۔ پس یہ گرانٹ انہی لوگوں کی امداد کے لیے ہے۔ ہم سے پہلے مغل اور پٹھان حکومتیں بھی رعایا کے ہندو، مسلم، جینی اور سکھ طبقوں کو ایسی جاگیریں دیتی چلی آئی ہیں جو ہم نے بدستور قائم رکھی ہوئی ہیں۔ ہر نئی حکومت کو ایسی چیزیں ورثے میں ملتی ہیں۔ اور وہ ان کے قیام کے لیے بین الاقوامی دستور کے ماتحت ذمہ دار ہوتی ہے۔

اس افسر نے یہ بھی کہا کہ آپ کو اس اراضی کے انتظام میں کسی قسم کی تکلیف برداشت نہیں کرنا پڑے گی بلکہ آپ چاہیں تو ضلع کا کلکٹر بطور کورٹ آف وارڈز اس کا انتظام کرائے گا اور ہر فصل پر اس کی آمدنی نقدی کی صورت میں خانقاہ میں داخل کرادی جایا کرے گی۔

حضرتؒ نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ جو حکومت ہم پر اتنا بڑا احسان روا رکھے تو بطور انسان ہم پر بھی یہ فرض عائد ہونا چاہیئے کہ کسی نہ کسی رنگ میں اس احسان کا معاوضہ ادا کریں۔ اور اگر عملاً اور کچھ نہ کرسکیں تو از راہِ شکر گذاری کبھی کبھار اس حکومت کے بڑے بڑے کارپردازوں کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام ہی کر آیا کریں۔ لیکن میں تو اتنا کرنے سے بھی معذور ہوں۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں یا کچھ عرصہ یہاں رہ کر دینی تعلیم یا روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے اخراجات اور ضروریات کی کسی نہ کسی صورت میں بہتر کفالت فرمادیتے ہیں۔

اس واقعہ کا ذکر کرنے کے بعد شیخ الجامعہ تعجب کا اظہار فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کے متعلق قسم قسم کے الزامات تراشے گئے اور اجانب تو اجانب بعض اپنے بھی اس میں شریک ہوگئے مگر اللہ تعالیٰ نے بعد میں اپنے مقبول بندے کی رائے کو سچا ثابت کردیا۔ مہاتما گاندھی نے آنکھیں پھیر لیں مسلمانوں کے خلاف شدھی کی تحریک شروع کردی گئی۔ خلافت کمیٹی نے ایک مرتبہ سوامی شردھانند دشمنِ اسلام کو دہلی کی جامع مسجد میں منبر پر بٹھلا کر تقریر کروائی تھی جس کے فوٹو لے کر ہندو مبلغ یوپی کے طول و عرض میں پھیل گئے اور دور افتادہ علاقوں میں جاکر ہزاروں مسلمانوں کو یہ دھوکا دیا کہ دیکھو سوامی جی مسجد کے منبر پر اس لیے بیٹھے ہیں کہ تمام مسلمان ہندو ہوگئے ہیں۔ ان تصاویر کو دیکھ کر بہت سے مسلمان اسلام سے منحرف ہوگئے۔ اور یہ ثابت ہوگیا کہ خود ہندو بھی محارب فی الدین تھا۔ غرض حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اسلام کی اصلی روش پر قائم رہے اور کوہِ وقار ثابت ہوئے۔ اور دوسرے اکثر لوگ صراطِ مستقیم چھوڑ کر بالآخر کفِ افسوس ملتے ہوئے حضرتؒ کی روش کے قائل ہوئے۔ ان مؤخر الذکر قسم کے حضرات میں خود شیخ الجامعہ کی ذاتِ گرامی بھی تھی جو حسب تحریر خود کسی زمانہ میں ملتان اور نواحی اضلاع کے علمائے دین میں تحریکِ خلافت کے روحِ رواں تھے۔ ۲۷۵

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

پیر صاحب قدس سرہٗ اپنے وقت کے فضائے صدق و اخلاص کے بلند پرواز شہباز اور دریائے عشق و محبت کے غواص ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے مفکر اسلام، محقق، مجتہدانہ بصیرت کے حامل، فقیہ، زبردست مناظر، بہترین محدث اور اعلیٰ ترین مصنف بھی تھے۔

تصانیف

"تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء

حضرت قبلۂ عالمؒ کی پہلی مہتم بالشان تصنیف تحقیق الحق فی کلمۃ الحق ۱۸۹۷ء میں فارسی زبان میں لکھی گئی اور اپنے لطیف مسائل، دقیق مباحث اور عظیم علمی کردار کے باعث تمام اسلامی دنیا میں مشہور ہوئی۔ ۱۹۶۲ء میں فارسی متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی شائع کر دیا گیا ہے

لکھنؤ میں ایک بزرگ گزرے ہیں جن کا نام گرامی مولانا عبدالرحمٰنؒ تھا۔ وہ نہ صرف علوم ظاہر کے جید عالم تھے بلکہ تصوف میں بھی دسترس رکھتے تھے اور توحید وجودی پر ایمان رکھنے والے صاحب حال مرد تھے۔ اپنے سفر ارتقائے روحانی کے دوران انہوں نے غایت وثوق اور انہماک توحید وجودی کی بناء پر اپنی تصنیف "کلمۃ الحق" میں اصنام (معبودان باطلہ) کو عین اللہ قرار دے دیا اور کلمہ طیبہ کے معانی اپنے زعم کے مطابق اور خلاف قانون ادب عربی کرتے ہوئے تحریر کیا کہ کلمہ توحید میں الٰہ سے مراد اصنام ہیں اور خبر محذوف غیر ہے لہٰذا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی ہیں لَا شَیْءَ مِنَ الْاَصْنَامِ غَیْرُ اللّٰہِ اِلَّا اللّٰہُ نہیں کوئی شے اصنام میں سے غیر اللہ مگر اللہ یعنی ہر صنم عین اللہ ہے۔ پھر اس پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ اس بات پر بھی مصر ہوئے کہ تمام امت پر لازم ہے کہ وہ ان کے بیان کردہ مطلب کو صحیح سمجھے اور تمام علماء سلف جنہوں نے ایسا نہیں کیا اور وہ جو آئندہ ایسا نہیں کریں گے سب گمراہ ہوں گے۔ ۵۱۳

لہ محاورہ قرآن کریم میں لفظ الٰہ در حالت اتصاف بالوحدۃ مثل اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ہے، اور ایسا ہی وقت اضافت کے موحدین کی طرف مثل اِلٰھُکُمْ وَاِلٰہُ اٰبَآئِکُمْ مراد اُس سے معبود حقیقی ہوتا ہے اور وقت استغراق کے مثل وَمَا کَانَ مَعَہٗ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ، اور جمعیت کے وقت مثل وَلَوْ کَانَ ھٰٓؤُلَآءِ اٰلِھَۃً مَّا وَرَدُوْھَا اور ایسا ہی وقت اضافت کے مشرکین کی طرف، مراد اُس سے معبودات ممکنہ مثل اصنام وغیرہ کے ہوتے ہیں۔

بناءً علیہ لفظ الٰہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں واقع ہے مراد اُس سے الٰہ ممکنہ ہوں گے اور نیز تقریب بھی اسی صورت میں تام ہوتی ہے۔ کیونکہ براہین خمسہ میں مراد الٰہ سے اصنام ہی ہیں مثلاً لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا۔

بعد تعیین ارادہ اصنام کے الٰہ سے کلمہ طیبہ میں، تقدیر امکان یا وجود کی مستلزم ہے وقوع کذب کو (العیاذ باللہ) اصل اسلام میں جو کلمہ طیبہ ہے کیونکہ اُس وقت معنی یہ ہوگا کہ کوئی فرد افراد معبودات ممکنہ سے، یعنی اصنام و کواکب وغیرہ ممکن نہیں یا موجود نہیں۔ اور استیلاء صفاتی بعضھا علی بعض جیسا کہ منافی للوجوب بر تقدیر وحدۃ وجوب نہیں ایسا ہی بر تقدیر تعدد بھی نہ ہوگا۔

بناءً علیہ اگر ارادہ استحقاق للعبادۃ کا حقیقی طور پر، جو مساوق للوجوب ہے، عنوان موضوعی یا محمولی سے بھی کیا جائے تو مستلزم لَمَا کَانَتَا یَفْسَدَتَا کو نہیں ہو سکتا اور ازلیت امکان جو مستلزم ہے امکان ازلیت کو مادۂ وجوب میں، لہٰذا ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ، جو نقیض ہے ضروریہ سالبہ کلیہ کی، یعنی لَا اِلٰہَ مَوْجُوْدٌ بِالضَّرُوْرَۃِ کی۔ (العیاذ باللہ) صادق ہوگا۔

الغرض تقدیر ممکن یا موجود یا مستحق عبادت کی مستلزم ہے وقوع کذب کو مدعی میں۔ اور ارادہ استحقاق واقعی کا مقتضی ہے بطلان براہین کو۔

اس تقریر سے ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ جواب تفتازانی اور شیخ اکبر وغیرہ علماء کا دفع اشکال مذکور میں مفید نہیں۔ جواب اس کا حسب محاورہ قرآنیہ چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہو کہ فرق کرنا تعاقب فیما بین الذوات اور تعاقب فیما بین الصفات میں بعد اشتراک فی الوجوب کے مفید نہ ہوگا جیسا کہ وجوب بالذات اور بالغیر میں کیونکہ یہ مجوز ہے سلب صفات کو ذات واجبیہ سے فی مرتبۃ من المراتب۔ ایسی مخلوق سے خود نمائی کی بو آئے شان حیوت کو ہرگز شایاں نہیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس موقع پر حضرت قدس سرہٗ نے اپنا قلم مبارک اُٹھایا اور یہ کتاب "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" تحریر فرمائی جس میں مولانا عبدالرحمن صاحبؒ کے مسلک کی نہایت قوی اور مفصل براہین اور دلائل کے ساتھ تردید فرمائی اور یہ ثابت فرمایا کہ کلمۂ توحید کا وہ معنی جس پر زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام اہل اسلام متفق چلے آئے ہیں، ایمان شرعی کے حاصل کرنے اور کفر و شرک سے نجات پانے کے لیے کافی ہے۔ مگر دیگر علمائے ظاہر کی طرح حضرتؒ نے مولاناؒ کو مستوجب تکفیر و تعزیر نہیں ٹھہرایا بلکہ بوجہ اُن کے غلبۂ حال کے اُنہیں معذور سمجھا۔

کتاب کی ترتیب اس طرح پر کی گئی ہے کہ اوّلاً بیان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں یہ ثابت کیا ہے کہ اِلٰہ سے معنی کُلّی مستحق للعبادۃ مراد ہے نہ کہ اصنام (معبودان باطلہ) اور خبر فیہ محذوف نہیں بلکہ موجود محذوف ہے پس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی ہوں گے نہیں کوئی مستحق عبادت موجود مگر اللہ۔ ثانیاً بیان توحید حقہ عرفائے کرام یعنی توحید وجودی کی تشریح اور اُس کے حصول کا طریقہ۔ بعدہٗ بیان سیرت طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کلمۂ اسلام کی دوسری جزء مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی مختصر شرح ہے اور آخر میں تبرکاً احادیث مخصوصہ کشفیہ کا بیان ہے۔ ۱۲

شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح

(سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق سنہ ۱۹۰۰ء)

وجہ تالیف

"تحقیق الحق" کی تصنیف کے تقریباً دو سال بعد حضرتؒ نے قادیانی تحریک کی تردید میں کتاب "شمس الہدایت" تالیف فرمائی۔ اس سے قبل باب "مسند ارشاد" میں تفصیلاً بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرتؒ نے اس تحریک کے ابطال میں معرکۃ الآرا کردار ادا فرمایا۔ وہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ اس تحریک کے بانی اپنی اوائل عمر میں وہی اعتقادات رکھتے تھے جو عامۃ المسلمین کے تھے اور اپنے دعوائے نبوت تک پہنچنے کے لیے اُنہوں نے کئی مدارج طے کیے۔ اپنے ابتدائی دور میں اُنہوں نے آریہ سماجیوں اور نصاریٰ کے خلاف دین اسلام کی حمایت میں کئی مناظرے بھی کیے جس سے اُس وقت کے اہل علم کافی متاثر ہوئے۔ سب سے پہلا قدم جو اُنہوں نے اپنے دعوائے نبوت کے ارتقاء کی طرف اُٹھایا وہ اپنے آپ کو مجدد ظاہر کرنے کا تھا۔ اس پر عامۃ المسلمین کا ایک طبقہ مشوش تو ہوا مگر اس خیال سے خاموش رہا کہ یہ شخص اہل ہنود و نصاریٰ کے مقابلہ میں کھڑا ہوا ہے۔ اگر بوجہ تفاخر اپنے آپ کو القابات سے مرصّع کرنا چاہتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ان کا دوسرا قدم اپنے آپ کو مسیح موعود کہلانے کا تھا۔ یہ قدم اُٹھانے سے پہلے اُنہوں نے اس عقیدۂ اجماعیہ اہل اسلام کی نفی کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سُولی پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بجسد عنصری اُوپر اُٹھا لیا جہاں وہ اُس وقت تک رہیں گے جب وہ قیامت سے پہلے دوبارہ اس زمین پر اُتارے جائیں گے۔ اور کہا کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھایا مگر اُن کی موت واقع نہ ہوئی بلکہ اُن کے حواریوں نے اُنہیں وہاں سے اُتار کر چھپا دیا اور وہ اپنی عمر طبعی گزار کر ۸۷ سال بعد سری نگر میں فوت ہوئے۔ ۲۲

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

رفع و نزول و حیاتِ مسیح پر دلائل

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے اس کتاب میں دینِ مرزائیت کے بنیادی مسئلہ وفاتِ مسیح کی تردید کر کے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے آسمان پر بجسدِ عنصری زندہ اُٹھائے جانے اور قیامت کے قریب زمین پر دوبارہ نزول فرما کر اسلام کی نصرت کا باعث بننے کو قرآن و حدیث سے نہایت زبردست دلائل سے ثابت فرمایا ہے اور اسے اُمتِ اسلامیہ کے متفق علیہ عقائد سے قرار دیا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت فرمایا ہے کہ اُن کی موت اور اُن کے مثیل کے دُنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔ کتاب سوالات اور جوابات کے رنگ میں ہے جس سے مسئلہ زیرِ بحث نہایت صاف اور واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے حضرت مسیح ابن مریم (علیہما السلام) کے بجسدِ عنصری رفع الی السما اور نزول من السما پر چالیس کے قریب احادیث اور آثارِ صحابہ کی تخریج فرمائی ہے جن میں اکثر کے اندر لفظ سما موجود ہے اور جو بائیس صفحات کتاب پر پھیلی ہوئی ہیں جنہیں بخاری۔ مسلم۔ مسند امام احمد۔ تفسیر ابن جریر۔ ابن کثیر۔ دُرِ منثور اور کنز العمال جیسی مستند کتابوں میں ذکر کیا گیا اور جن کی روایت مندرجہ ذیل اٹھارہ صحابہ کبار وغیرہم نے فرمائی۔

حضرت عائشہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابوہریرہ۔ انس بن مالک۔ عبداللہ بن عمرو۔ عثمان بن ابی العاص۔ ابی امامہ۔ جابر۔ سمرہ بن جندب۔ عمرو بن عوف۔ حذیفہ بن اسید۔ حذیفہ بن یمان۔ عمران بن حصین۔ کیسان۔ ابی شریحہ۔ نواس ابن سمعان اور مجمع بن جاریہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اس کے علاوہ حضرتؒ نے مزید آٹھ وجوہات سے مرزائیوں کے اس دعویٰ کا ابطال کیا کہ رفع روحانی تھا جسمانی نہ تھا۔ اور بلاشک ان وجوہات کی تشریح کی جائے تو آٹھ جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔ مرزا صاحب کی اس تاویل کو کہ نزولِ مسیح سے میرا ظہور مراد ہے جو مثیلِ مسیح ہوں بدلائل اس قدر مضحکہ خیز ثابت کیا ہے کہ قادیانیت کی تلبیس کا پردہ یکسر چاک ہو کر رہ گیا ہے۔ اور یہی حشر اس زعمِ باطل کا ہوا کہ دجال ایک شخص معین نہیں بلکہ پادری دجال ہے جنہیں میرے دلائل نے قتل کر دیا ہے۔ اور کہ (نعوذ باللہ) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دجالِ شخصی کے معاملہ میں ابہام رہا ہے۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ غلطی پر قیام نبی کی عصمت کے منافی ہے۔

آیت اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ میں توفی کو موت کے معنی میں لینے کا ابطال صحابہ اور تابعین کی تفاسیر سے کماحقہٗ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر توفی سے موت کے معنی بھی لیے جائیں تو مرزا صاحب کا مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ یہاں متوفی اسم فاعل کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال دونوں پر حاوی ہے جس سے یہی معنی حاصل ہوگا کہ میں ہی آئندہ زمانہ میں کسی وقت تجھے وفات دوں گا۔ یہود تجھے قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے۔ اور تمام اہلِ اسلام اس چیز پر متفق ہیں کہ آپ قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہو کر وفات پائیں گے۔

مرزا صاحب نے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ میں خلو کو موت کے معنی دے کر استدلال کیا تھا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی موت پر یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے۔ حضرتؒ فرماتے ہیں اس طرح آیت سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ کے معنی ہوں گے کہ معاذ اللہ سنتِ الٰہی مر چکی ہے اور اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ کے تحت جب منافقین اپنے سرداروں کی طرف جاتے تھے تو مر جاتے تھے۔

ان دلائل اور کئی دیگر ضمنی مباحث پر استدلال کا پورا لطف اس کتاب کے دیکھنے ہی پر موقوف ہے جو اپنے نقشِ اوّل پر نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذرنے پر بھی بار بار طبع ہو رہی ہے اور ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو جاتی ہے۔ ۵۶۸

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

سیفِ چشتیائی

(سنہ ۱۳۱۹ھ مطابق سنہ ۱۹۰۲ء)

وجہِ تالیف

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے بانیِ مرزائیت اپنے دعوئے نبوت تک بتدریج پہنچے تھے۔ پہلے اپنے مجدد ہونے کا اعلان کیا۔ پھر مسیح موعود ہونے کا اور آخری منزل اعلانِ نبوت کی تھی جو انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء میں طے کی۔ حضرتؒ نے اپنی تصنیف "شمس الہدایت" میں (جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے) جہاں اُن کے دعوائے مسیح موعود ہونے کو نہایت حتمی طور پر قوی دلائل اور برہان کے ساتھ باطل قرار دیا تھا، وہاں اُن سے چند سوالات بھی کیے تھے اور ساتھ ہی کلمۂ طیبہ کے معانی بیان کرنے کی دعوت بھی دی تھی۔ قریباً دو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد مرزائیوں کی جانب سے مولوی محمد احسن صاحب نے "شمس الہدایت" کا جواب "شمس بازغہ" کے نام سے شائع کیا اور خود بانیِ مرزائیت نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر "اعجازِ مسیح" تالیف کی اور اُسے الہامی اعجاز قرار دیتے ہوئے دعوے کیا کہ اس کا جواب طاقت بشری سے باہر ہے۔

ان دو کتب کے لکھنے سے پہلے بانیِ مرزائیت کی طرف سے حضرتؒ کو لاہور میں مناظرہ کا چیلنج دیا گیا جس میں اُن کی ہزیمت کی تفصیل حصۂ اوّل میں بیان کی جا چکی ہے۔ ان دونو کتابوں کے جواب میں حضرتؒ نے اپنی تیسری شہرۂ آفاق کتاب "سیفِ چشتیائی" تحریر فرمائی جس کی وجہِ تالیف بھی بتفصیل صفحہ ۳۰ میں دی جا چکی ہے۔ اس میں اعجازِ مسیح پر پورے ایک سو اعتراضات اور اشکال وارد فرما کر آپ نے یہ آشکارا فرمایا کہ مؤلف نے نہ صرف لغت اور صرف و نحو کی غلطیاں کی ہیں بلکہ سرقہ اور تحریف سے بھی گریز نہیں کیا۔ ان اغلاط کی تفصیل بھی بیانِ ارشاد میں گزر چکی ہے۔ مرزائیوں کی دوسری کتاب "شمس بازغہ" میں مؤلف نے کلمۂ طیبہ کے معانی بیان کرنے کے علاوہ حضرتؒ کی تصنیف "شمس الہدایت" پر مختلف اعتراضات کیے تھے۔ کلمۂ طیبہ کے معانی بیان کرنے میں انہوں نے حضرتؒ کی کتاب "تحقیق الحق" سے استفادہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر بوجہ اپنی کم فہمی کے اُس کا صحیح استعمال نہ کر سکے اور تمام مضمون بے ربط ہو کر رہ گیا۔ حضرتؒ نے نہ صرف اُن کی اس ناکام کوشش کو عیاں کر دیا بلکہ انہیں کلمۂ طیبہ کا صحیح مطلب بھی "سیفِ چشتیائی" میں سمجھایا اور "شمس الہدایت" کے خلاف تمام اعتراضات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل دلائل کے ساتھ رد فرمایا۔ اس کتاب کو علمائے عصر نے تحریراً اور تقریراً ایک علمی شاہکار قرار دیا اور مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اور مصنفین نے اپنی تصانیف میں بطور حوالہ پیش کیا۔ شعراء نے اس کی شان میں قصیدے لکھے اور مثنویاں موزوں کیں۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد علماء کے حق میں مرزائیت کی تبلیغ قطعاً غیر مؤثر ہو کر رہ گئی۔ اور ہزاروں مذبذبین اہلِ اسلام عقیدۂ حقہ پر مضبوط ہو گئے۔ بلکہ کئی مرزائی اس کتاب کو پڑھ کر مرزائیت سے تائب ہو گئے۔ ۵۲؎

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اعلاءُ کلمۃ اللہ فی بیان مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ

۵۳۰

(سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق سنہ ۱۹۰۴-۵ء)

وجہ تالیف

حضرت نے وجہ تالیف تفسیر کیا اس کتاب کے خطبہ میں بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ چونکہ بزرگان دین کے نام پر نذر مانے ہوئے جانور کی حلت و حرمت کے متعلق علماء میں اختلاف ہے اور ہر دو فریقین کے وہ متبعین جو سخن فہمی اور دیانت و تقویٰ سے پوری طرح بہرہ ور نہیں ہیں افراط و تفریط کا راستہ اختیار کر رہے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ ایسے جانوروں کو جو بغرض ایصال ثواب اور فاتحہ بزرگان دین اُن کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں یا اُس طعام کو جو (اسی غرض ایصال ثواب سے) اُن کے نام سے تقسیم کیا جاتا ہے مطلقاً حرام اور آیت مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل گردانتے ہیں۔ اگرچہ بوقت ذبح اُن پر خدائے تعالیٰ ہی کا نام لیا جائے اور ذابح کا مقصد بجز ایصال ثواب اور کچھ بھی نہ ہو۔ اور بعض دیگر اصحاب اس قسم کی اشیاء کو مطلقاً حلال کہتے ہیں گو ذابح کا مقصد غیر اللہ کا تقرب ہی کیوں نہ ہو۔ بنابریں یہ رسالہ تحریر کیا گیا کہ اہل اسلام افراط و تفریط کا راستہ ترک کر کے صراط مستقیم پر قائم رہیں۔ اور برادران اہل انصاف وساوس و اوہام سے محفوظ رہ کر شر شیطان سے بچیں حضرت کی یہ تصنیف فارسی زبان میں شائع ہوئی جس میں وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی تفسیر کے علاوہ سماع موتیٰ، مسئلہ حرمت ذبیحہ فوق العقدہ، استمداد از قبور صالحین وغیرہ پر تحقیق کے ساتھ ساتھ جماعت غیر مقلدین کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا تھا۔ ان میں بعض مسائل از قسم استمداد و سجدہ تعظیمی علم غیب حاضر ناظر وغیرہ پر خود مقلدین میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور بریلوی اور دیوبندی ناموں سے دو گروہ بن گئے تھے۔ ان مسائل پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے مسلک کے متعلق تفصیلی بحث تصانیف کے باب میں آئے گی۔ ملفوظات اور مکتوبات کے باب میں آپ کے ارشادات سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مقلدین کے ان فرقوں کے درمیان رفع اختلاف کا آپ کو کس قدر خیال تھا۔

اہلال کے معنی

باب اول میں آیت وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کا معنیٰ اور اُس کی تفسیر کے تمام متعلقہ امور سوالات و جوابات کی صورت میں بیان فرمائے ہیں۔ اور نقول معتبرہ سے ثابت فرمایا ہے کہ اہلال کا معنیٰ آیت شریفہ میں یہ ہرگز نہیں کہ کسی جانور کو کسی بزرگ کی طرف منسوب کر دیا جائے یا اُس کے نام پر مشہور کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح جو لوگ مطلقاً حلت کے قائل ہیں اگرچہ ذابح کا مقصد تقرب لغیر اللہ بھی ہو۔ اور جو آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ جو جانور غیر اللہ کے نام پر بھی ذبح کیا جائے وہ بھی حلال ہے وہ غلطی پر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہلال بمعنی ذبح اور لغیر اللہ بمعنی باسم غیر اللہ لینا تحریف قرآن کے مترادف ہے آنجناب کا یہ محاکمہ قابل دید ہے جسے پڑھ کر ہر دو فریق کے ارباب انصاف داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ذبح کے شرائط اور اقسام

باب دوم میں ذبح کے شرائط اور اُس کے اقسام بیان فرمائے ہیں اور مولانا عبدالحکیم ملتانی اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے مابین مسئلہ مذکورہ کے متعلقہ اختلافات پر تبصرہ فرمایا ہے اور آخر میں تذییل کے عنوان سے مسئلہ ذبح فوق العقدہ پر نہایت محققانہ بحث فرمائی ہے اور اُس کی حرمت کو از روئے دلائل ثابت فرمایا ہے۔

باب سوم میں نذر کے معنی اور اُس کے متعلقات کی تشریح فرما کر مسئلہ ندائے غائبانہ۔ توسل اور استعانت از اولیاء اللہ اور سماع موتیٰ پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور منکرین استمداد اور سماع موتیٰ وغیرہ کے دلائل کے نہایت اطمینان بخش جوابات دیئے ہیں۔ چنانچہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ ان مسائل اختلافیہ پر اس اعتدال اور انصاف سے آج تک کسی نے قلم نہیں اُٹھایا ہوگا۔ خصوصاً مسئلہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے انداز میں بیان فرمایا ہے کہ فریقین کا اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے اور اس منصفانہ تحقیق کے بعد کسی قسم کے نزاع کی گنجائش ہی نہیں رہتی ۵۳۷

نذر کردہ چیز کی تخصیص کا بیان

اس کے بعد حضرت نے منذور کی تخصیص پر کتاب بوارق محمدیہ میں مندرج استفتائے مولوی رفیع الدین۔ وصیت نامہ مولانا عبداللہ گجراتی ہمعصر شیخ عبدالحق سے اس مسئلہ کو ثابت فرمایا ہے۔ جو لکھتے ہیں کہ فاتحہ دلوانا اور طعام کھلوانا بلاشبہ امر مستحسن ہے اور مستحب تخصیص اُس شخص کا فعل ہے جو طعام اور اُس کے کھانے والوں کا مخصص ہے اور اُس کے اختیار میں ہے۔ پس یہ تخصیص امر مستحب کے ممنوع ہونے کا باعث نہیں ہو سکتی اور یہ تخصیصات رسم و رواج اور عادات کی اقسام ہیں۔ ابتدا ان کی کسی خاص مصلحت اور مخفی منشاء کی وجہ سے ہوئی اور رفتہ رفتہ شائع اور رائج ہو گئیں۔ صحیح طریق سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جانور ذبح فرماتے تھے اور بالتخصیص حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مخلصین میں اُس کا گوشت تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بزرگان طریقت کی نیاز دلوانے میں جو طعام پکایا جاتا ہے۔ اُس کی وضع اور ترکیب میں جو قیود اور تخصیصات ملحوظ رکھی جاتی ہیں اور فاتحہ دلوانے کے ساتھ جو خاص خاص سُوَر اور آیات پڑھی جاتی ہیں یہ تخصیص اور تعیین نیک رسوم اور عادات حسنہ کی قبیل سے ہیں۔ اس واسطے کہ یہ تخصیصات اور تعینات اُن مشائخ عظام اور اولیائے کرام کے معمول ہیں اور وہ ان پر عمل کرتے رہے ہیں اور ان پر پابندی فرماتے اور حکم کرتے رہے ہیں کہ جن کا ظاہری اور باطنی کمال تمام اہل اسلام کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

چند سوالات دربارہ استعانت و امداد ارواح کاملین

اس استفتاء میں چونکہ صاحب قبر کو خطاب کیا گیا ہے اور اُس سے مدد طلب کی گئی ہے لہٰذا اگر استمداد کے مسئلہ اور اُس کے مالہ وما علیہ کو کسی قدر ذکر کیا جائے تو ناظرین کے لیے باعث آسانی ہوگا۔

سوال۔ چونکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ خالق ہیں اور ہر ایک آواز کو سُنتے ہیں، ہر ایک چیز کو دیکھتے ہیں اور اس سُننے اور دیکھنے اور پیدا کرنے میں حق تعالیٰ کو کسی کے توسل کی کوئی احتیاج اور ضرورت نہیں پس بزرگوں سے مدد مانگنا اور اعانت طلب

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کرنا، چاہے وُہ بزرگ نبی ہوں یا ولی یا فرشتہ یا جن بے معنی بات ہے اور مشکلات اور حاجات میں بزرگوں کو اُن کے نام سے پکارنا، جیسے اے میرے پیر میری مدد کر، یا شیخ میری اعانت کر، سراسر بے معنی چیز ہے۔ بلکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ صریح شرک ہے اور قبیح ظلم ہے۔ آیات :-

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی تعلیم کے لیے فرماتے ہیں :-

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ یہاں عبادت اور استعانت کو اپنی ذات میں حصر فرما دیا ہے۔

۲۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا ۝

(ترجمہ) اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے واسطے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔ اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہوا بندہ خدا کا اُس کی عبادت کے لیے تو یہ کافر لوگ اُس پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

۳۔ اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ۝

(ترجمہ) وُہ اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر مؤنثات (لات و منات) کو۔ وُہ لوگ درحقیقت شیطان مردود کو پکارتے ہیں۔

۴۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ

(ترجمہ۔ اور اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کے سوائے کسی اور کو پکارتا ہے جو روزِ قیامت تک اُس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتا اور جو ان کی پکار سے محض بے خبر ہیں)

۵۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(ترجمہ۔ اور اللہ کے سوائے کسی اور کو نہ پکارو جو تجھے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر تُو نے ایسا کیا تو ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

احادیث شریف :-

۱۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ ذَنْبٍ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَدْعُوْ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ (بخاری و مسلم) ایک شخص نے پُوچھا یا رسُول اللہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تُو اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی شریک پکارے۔ اور حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے۔

۲۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا جانیں سختی میں پڑ گئی ہیں۔ عیال مصیبت میں مبتلا ہیں اور جانور ہلاک ہو رہے ہیں۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دُعا مانگیے۔ ہم اللہ کو آپ پر شفیع لاتے ہیں اور آپ کو اللہ پر شفیع لاتے ہیں۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبحان اللہ سُبحان اللہ اور بڑی دیر تک تسبیح پڑھتے رہے یہاں تک کہ اپنے صحابہؓ کے چہروں کی طرف دیکھا پھر فرمایا افسوس تجھ پر کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی پر شفیع نہیں بنایا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی شان اعظم ہے اس بات سے تجھ پر افسوس۔ کیا تو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کون ہے؟ اُس کا عرش اُس کے آسمانوں کے اُوپر ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

یہ الفاظ تجھ پر افسوس اللہ کو کسی پر شفیع نہیں بنایا جا سکتا۔ ان سے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کی بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

۳۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ پس فرمایا اے لڑکے تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کر تا رہ وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ تو اُسے پہنچ وہ تجھے پہنچے گا۔ اور جب کسی چیز کا سوال کر تو اللہ ہی سے سوال کر۔ اور جب مدد مانگ تو اللہ ہی سے مدد مانگ (مشکوٰۃ باب توکل۔ ترمذی)

ان سوالات کے جوابات

آیات (۱) اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا معنیٰ اور مدلول صرف یہ ہے کہ مدد طلب کرنا اس طرح کہ مستعان منہ کو خالق عون و مدد یقین کیا جائے جو صرف جناب باری تعالیٰ شانہٗ کی ذات میں منحصر ہے خواہ امور دینی میں ہو خواہ امور دنیوی میں۔ اور اگر استعانت کے یہ معنی نہ لیے جائیں بلکہ استعانت بمعنی اس امر کے کہ مستعان منہ کو مظہر عون جانے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ جل شانہٗ کے کارخانۂ حکمت و اسباب میں یہی امر جاری ہے کہ ہر چیز کے اسباب بنائے ہیں اور ہمیں ان اسباب کے استعمال کا حکم دیا ہے (مثلاً پانی پیاس بجھانے کے لیے۔ روٹی بھوک کے دفع کرنے کے لیے۔ آگ روٹی پکانے کے لیے، زمین کھیتی باڑی کے لیے۔ ادویہ کو دفع امراض کا سبب بنایا ہے۔ طبیب اور ڈاکٹر کی طرف رجوع کا صریح ارشاد ہے) پس کارخانۂ اسباب و حکمت پر نظر کرنا اسی کا مقتضی ہے۔ لہٰذا یہ طلب مدد مخلوق سے ممنوع نہیں اور نہ یہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے معنی اور مدلول کے مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی یعنی نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ پس یہ کہنا کہ مطلق مدد کا طلب کرنا جناب باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اور اسی میں منحصر ہے صحیح نہیں۔

خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں اِیَّاکَ کا نَسْتَعِیْنُ پر مقدم کرنا حصر کا فائدہ بخشتا ہے یعنی آپ کے غیر سے ہم مدد نہیں مانگتے اور یہ استعانت یا خاص عبادت میں ہے یا جمیع امور دنیا و دین میں۔ اگر خاص ہے تو راز اس میں یہ ہے کہ اگرچہ عبادت انسان کا اپنا کسب اور اپنا اختیاری فعل ہے مگر بندہ کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں پس عبادت میں استعانت ثابت ہو گئی اور اگر عام ہے تو اختصاص کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص دوسرے کی امداد اور اعانت کرتا ہے اُس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُس کے دل میں اُس دوسرے کی امداد کرنے کے دواعی ڈالے جاتے ہیں اور یہ اسباب اعانت کسی کے دل میں ڈالنا فعل باری تعالیٰ ہے پس گویا بندہ کہتا ہے کہ آپ کا کوئی غیر میری مدد نہیں کر سکتا۔ اور اس سے اعانت کا امکان بھی نہیں۔ لیکن اگر آپ اُس کے دل میں میری امداد و اعانت کا داعیہ ڈالیں اور اُس کی امداد فرمائیں کہ وہ میری اعانت کے اسباب جمع کرے تب یہ ممکن ہے پس میں ان تمام وسائل سے قطع نظر کرتا ہوں اور آپ کی اعانت پر ہی نظر رکھتا ہوں۔

اب اللہ تعالیٰ کے قول مبارک اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کو ہی دیکھیے۔ اگر اس کے متعلق یہ زعم اور خیال ہو کہ یہ مطلق استعانت پر حصر ہے تو مناقض ہو جائے گا آیۂ شریف تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کے۔ اس واسطے کہ اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی اعانت کیا کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا جب یہ معنی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خیال میں رکھا جاوے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی دوسرے کی ہرگز ہرگز حاجت نہیں اور کسی کام میں بھی کسی دوسرے کی ضرورت نہیں تو یہ آیت شریف مناقض ہو جائے گی۔ آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ کی جہاں فرمایا جا رہا ہے کہ اگر گنہگار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ بھی اُن کے حق میں استغفار کریں تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توّاب اور رحیم پائیں گے۔

چونکہ اِنَّ الْقُرْاٰنَ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا (قرآن مجید کی بعض آیات دوسری بعض آیات کی تفسیر کر دیتی ہیں) وارد ہوا ہے اور یہ ساری قرآن مجید ہی کی آیات ہیں لہٰذا تمام آیات کی رعایت اور ہر ایک کے اپنے موقعہ اور مرتبہ کی نگہداشت ملحوظ رہنی چاہیئے۔ اب آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ جناب الٰہی کا اپنے بندوں کے لیے کافی ہونا اور سمیع و بصیر ہونا اس چیز کے منافی نہیں کہ محبوبانِ حق میں سے کسی محبوب کی طرف التجا لے جائی جائے یا اُن سے اپنی حاجات میں توسل اختیار کیا جائے۔ اس واسطے کہ اللہ جل شانہٗ نے باوجود اپنے کافی ہونے اور سمیع و بصیر بلا واسطہ ہونے کے گنہگاروں کی مغفرت کو بارگاہ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر حضورؐ سے مغفرت طلبی پر موقوف اور وابستہ فرمایا۔

"بدرگاہش بیا و ہر چہ خواہی تمنا کن"

ربیعہ بن کعبؓ سے مروی ہے کہ میں رات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ ایک رات میں حضورؐ کے لیے وضو کا پانی اور دیگر ضروریات لایا تو حضورؐ نے فرمایا جو چاہے مجھ سے مانگ لے میں نے سوال کیا کہ بہشت میں آپؐ کی رفاقت مانگتا ہوں حضورؐ نے فرمایا اس کے سوائے کچھ مانگ میں نے عرض کیا صرف یہی چیز مانگتا ہوں۔ فرمایا پھر کثرت سجود سے میری اعانت کر (مسلم) اس حدیث میں کلمہ سل (سوال کر) اور اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ (اس کے سوا کوئی اور سوال کر) کو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ اس لیے کہ سل کا مفعول اور اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ کا مفعول ذکر نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئول اور مطلوب میں کمال وسعت اور اطلاق ہے حضرت شیخ عبدالحقؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ سل کو مطلق فرمایا ہے۔ اور مسئول کو معین نہیں فرمایا اور مطلوب کو خاص نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کام آپ کے دست ہمت و کرامت سے وابستہ ہیں کہ جو کچھ چاہیں اور جس کو چاہیں باذنِ پروردگار تقدس و تعالیٰ عطا فرمائیں۔

؎ فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ۔۔۔ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ خواہی تمنا کن

لے حضرتؒ کا یہ ارشاد بالکل قطعی اور یقینی ہے۔ اس واسطے کہ قرآن شریف میں دونوں قسم کی آیات وارد ہیں۔ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کا ارشاد اَعِيْنُوْنِيْ (الآیہ) حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ السلام کا ارشاد وَاذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ۔

آیت اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ خاص تجھ سے مدد چاہتے ہیں میں حصر ہے اور تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى یعنی نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو میں تعاون کا حکم ہے۔ ایسے ہی صبر و صلوٰۃ سے استعانت اور حضرت ذوالقرنین کے مدد طلب کرنے سے غیر اللہ سے مدد لینے کا جواز معلوم ہوتا ہے گو مجازی سہی۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

(دُنیا و آخرت آپؐ کے جُود و سخا کے اجزاء ہیں۔ اور لوح و قلم کا علم آپؐ کے علوم کا ایک حصّہ ہیں۔
اگر دُنیا و عقبیٰ کی خیریت کی آرزو ہے تو حضورؐ کی درگاہ میں حاضر ہو اور جو چاہتا ہے مانگ لے۔)

اسی موضوع پر مُلّا علی قاری لکھتے ہیں "سَل" کا معنے ہے مجھ سے اپنی حاجت طلب کرلے۔ اور ابن حجرؒ اس کا مطلب فرماتے ہیں تُو نے جو میری خدمت کی ہے میں اس کے مقابلہ میں تیری حاجت کو بطور تحفہ کے پُورا کروں گا۔ اس واسطے کہ ارباب کرم کا یہی طریقہ ہے۔ اور آپؐ سے زیادہ کوئی کریم نہیں۔ آپؐ کے امرِ سوال کو مُطلق چھوڑ دینے سے سمجھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزائن میں تصرف کا حق آپؐ کو عطا فرمایا ہے۔ اور جو چیز کسی کو عطا فرمانا چاہیں اُس کا آپؐ کو اختیار دے رکھا ہے۔

ابن سبعؒ نے "خصائص" میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنّت کی زمین آپؐ کو بطور جاگیر عطا فرما دی ہے جسے چاہیں جتنی عطا فرما دیں۔ (اتحاف الحق)

۲۔ آیت دوم میں لَا تَدْعُوْا اور یَدْعُوْا اور اَدْعُوْ سے مُراد پکارنے اور بُلانے اور ندا کرنے کے معانی میں نہیں[۲] بلکہ عبادت مُراد ہے۔ بیضاوی۔ مدارک۔ معالم وغیرہ تمام تفاسیر میں بالاتفاق یہی معنی مذکور ہیں پس عبادت غیر اللہ حرام اور شرک ہوئی نہ کہ آواز کرنا اور پکارنا۔

۳۔ تیسری آیت میں بھی یَدْعُوْنَ سے مُراد دعوت بطریق عبادت ہے اور اناث سے مُراد اصنام ہیں۔

۴۔ اور چوتھی آیت میں بھی یَدْعُوْ کے معنی یَعْبُدُ کے ہیں اور مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ سے مُراد بُت ہیں۔ مدارک وغیرہ تفاسیر سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

۵۔ آیت پنجم میں بھی لَا تَدْعُ سے مُراد لَا تَعْبُدْ ہے معالم وغیرہ تفاسیر میں یہی ہے۔ علامہ سیوطی اتقان میں

[۲] آج کل بعض تشدد پسند حضرات ان آیات میں لفظ دُعا کے لفظی معنی پکارنا لے کر تحریف کرتے ہیں حالانکہ ان آیات میں لُغوی معنی مُراد نہیں جیسے لفظ قرآن مجید میں لفظ صلوٰۃ عموماً بمعنی لُغوی نہیں ہے۔ یہاں بھی دُعا بمعنی شرعی اور اصطلاحی مُراد ہے۔ یعنی کسی ذات کو نافع و ضار مستقل یا شفیع غالب و قاضی الحاجات علی الاطلاق سمجھ کر اُس کی طرف متوجہ ہونا اور استعانت طلب کرنا جو بلاشبہ عبادت ہے۔ اگر دُعا بمعنی لُغوی ہر جگہ مُراد ہو تو پھر جس وقت مُشرکین بغیر پکارنے کے فقط دل سے غیر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ ان آیات کے دائرہ سے نکل جائیں گے جو ہرگز مقصود نہیں۔ لہٰذا واضح ہو گیا کہ آیت "وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" کے معنی یہ ہیں کہ اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو غیر اللہ سے دُعا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ غیر اللہ سے اس اصطلاحی معنی میں دُعا کرنا شرک فی العبادت ہے جس سے اہل سُنّت کا دامن پاک ہے کیونکہ وہ اہل اللہ سے دُعا نہیں کرتے بلکہ دُعا اللہ سے ہی کرتے ہیں اور اہل اللہ کو وسیلہ لاتے ہیں یا اُن سے سوال اور عرض کرتے ہیں کہ ہمارے لیے اللہ سے دُعا کریں جو بلاشبہ جائز ہے البتہ جہاں دُعا بمعنی لُغوی ممکن ہو وہاں لُغوی معنی ہی مُراد ہوگا جیسے حضرت نُوح علیہ السلام کے متعلق قرآن میں ہے: "رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ" (اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو پکارا اور بُلایا)۔

غائبانہ کسی مقبول ہستی سے توسّل کرنے کا محتاط طریقہ بھی یہی ہے کہ دُعا اللہ تعالیٰ سے کی جائے اور اہل اللہ کے ساتھ محبت و تعلق کو وسیلہ بنایا جائے جو ایک عمدہ اور نیک عمل ہے اور سلف میں مروّج ہے لیکن اگر کسی نے اس عقیدہ سے غائبانہ ندا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے اُن مقبولین کو میری طرف متوجہ فرمائے تو اس کے شرعاً حرام ہونے پر کوئی نص نہیں جیسا کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی "نشر الطیب" میں حدیث عثمان بن حنیف میں جملہ "یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ" کی توجیہ میں خود تصریح کر دی ہے اور حدیث "اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ" مندرجہ حصن حصین اس پر شاہد ہے۔ (مؤلف عفی عنہ)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

فرماتے ہیں لفظ دُعا کے کئی معانی ہیں ان میں سے ایک معنی عبادت کے بھی ہیں جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ ۔

احادیث

۱۔ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰہِ نِدًّا سے مُراد ہے اَنْ تَجْعَلَ لَہٗ نِدًّا یہ کہ تُو اُس کے لیے کسی کو شریک بنائے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اِس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "بنائے تو پروردگار کا کوئی شریک اور مُساوی حالانکہ تو جانتا ہے کہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے"۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اِس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے اَنْ تَدْعُوَ اَیْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ۔ قسطلانی نے لَا یَدْعُوْنَ کی شرح میں لکھا ہے اَیْ لَا یَعْبُدُوْنَ ۔

۲۔ اِس حدیث میں نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰہِ عَلَیْکَ کے معنی یہ ہیں کہ ہم خود ذاتِ جل جلالہٗ کو آپ کی خدمت میں سفارشی لاتے ہیں اور یہ جملہ بایں معنی مذکور مستلزم ہے اِس امر کو کہ جناب باری تعالیٰ جو یہاں شفیع بنائے گئے ہیں جناب رسالتمآب سے جو مشفوع بنائے گئے ہیں کم مرتبہ ہیں۔ حالانکہ یہ صریح کفر ہے۔ قرینہ اس پر یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فَشَانُ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ ذَالِکَ فرمایا ہے اور جناب باری تعالیٰ کی عظمت کی وُہ تفسیر فرمائی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بلند مرتبہ ہیں۔ اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اِس امر کا قائل نہ ہو۔ اور نہ ہی یہ معنی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو حضرت شیخ کی جناب میں شفیع بنا رہے ہیں اور حضرت شیخ کو مشفوع۔ اور اللہ تعالیٰ عزوجل کے نام مُبارک کی حُرمت سے کوئی چیز کسی سے مانگنے کی ممانعت نہیں بلکہ یہ چیز قرآن اور حدیث کی رُو سے ثابت ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ (ڈرو اس اللہ تعالیٰ سے جس کے نام کا واسطہ دے کر تم لوگوں سے سوال کرتے ہو) تفسیر کبیر۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰہِ فَاَعِیْذُوْہُ وَمَنْ سَاَلَ بِاللّٰہِ فَاَعْطُوْہُ۔ رواہ نسائی وغیرہ (جو اللہ تعالیٰ کے نام کے واسطہ سے پناہ مانگے اُسے پناہ دو اور جو اُس کے واسطہ سے سوال کرے اُسے عطا کرو) اِس مضمون پر احادیث کثیرہ موجود ہیں مگر بخیالِ طوالت نقل نہیں کی جاتیں۔

۳۔ تیسری حدیث کا جواب یہ ہے کہ اِس میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصود بیانِ توکل ہے جو بہت بلند مقام ہے اور خواص کے لیے مخصوص ہے پس خواص کے لیے اسباب کی طرف توجہ اور انہماک موجب تنزل ہے چنانچہ وارد ہوا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین اور اس سے یہ مقصود نہیں کہ بنی نوع سے مدد مانگنا اور انبیاء و اولیاء کی ارواح طیبہ سے استمداد اور اسباب کے ساتھ توسل مطلقاً ممنوع اور حرام ہو۔ نہایہ میں ہے۔ ھٰذَا مِنْ صِفَاتِ الْاَوْلِیَآءِ الْمُعْرِضِیْنَ عَنْ اَسْبَابِ الدُّنْیَا وَعَوَائِقِھَا الَّذِیْنَ لَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلٰی شَیْءٍ مِّنْ عَلَائِقِھَا وَتِلْکَ دَرَجَۃُ الْخَوَاصِّ لَا یَبْلُغُھَا غَیْرُھُمْ وَاَمَّا الْعَوَامُّ فَرُخِّصَ لَھُمْ فِی التَّدَاوِیْ وَالْمُعَالَجَاتِ (یہ اولیاء اللہ کی صفات ہیں جو اسباب دُنیا سے اعراض کرتے ہیں اور دُنیوی علائق کی طرف التفات نہیں کرتے۔ یہ خواص کا درجہ ہے دُوسروں کا وہاں گذر نہیں۔ عوام کے لیے دوا و معالجہ اور اسباب ذرائع اختیار کرنے کی اجازت ہے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عقیدۂ شفاعت

سوال مُشرکین بھی اپنے بُتوں کو زمین و آسمان کا خالق نہیں جانتے تھے بلکہ وُہ بُتوں کو اپنا شفیع اور وسیلہ بناتے تھے۔ جیسا کہ اس آیت شریف سے سمجھا جاتا ہے۔ وَلَئِنْ سَئَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ[1]۔ پس مومنین جو انبیاء اور اولیاء کی شفاعت اور توسّل کا عقیدہ رکھتے ہیں اور مُشرکین جو اصنام (بُت) کی شفاعت اور توسّل کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے درمیان کوئی فرق نہ رہا۔ اس واسطے کہ انبیاء و اولیاء اور اصنام سب ماسوی اللہ ہیں۔ اگر کوئی فرق ہے تو بیان کرو۔

جواب۔ فرق واضح ہے مُشرکین اپنے اصنام (بُتوں) کو معبود اور مستحق عبادت جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے بطور حکایت فرمایا ہے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى[2]۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان کا رد کیا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُشرکین کہتے تھے کہ جس طرح بادشاہ اپنے خادموں کو خاص خدمت کے بدلے میں کوئی مُلک یا شہر دے دیتے ہیں اور اس مُلک یا شہر کی تدبیر اُسی کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اور وُہ خادم اس مُلک یا شہر کا مستقل بادشاہ اور متصرّف ہوتا ہے اور اُس مُلک یا شہر کے لوگ اُس کو بادشاہ جانتے ہیں۔ اسی طرح یہ اصنام ہیں۔ حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں کہ مشرکین بڑے بڑے کاموں کی تدبیر کے بارہ میں مومنین کے موافق ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے اور کسی دُوسرے کا کچھ اختیار نہیں۔ مگر باقی اُمور میں اور چھوٹے چھوٹے کاموں میں مومنین کے موافق نہیں ہیں۔ وُہ (مُشرکین) کہتے ہیں کہ ہم سے پہلے صالحین گزرے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ۵۴۶

عبادت کی اور اُس کا قُرب حاصل کیا پس اللہ تعالیٰ نے اُنہیں الوہیت دی اور وُہ تمام مخلوق کے لیے مستحق عبادت ٹھہرے۔ جیسے کوئی شہنشاہ کہ اُس کا غلام اُس کی خدمت کرتا ہے اور اچھی خدمت کرتا ہے پس بادشاہ اُسے بادشاہی کی نعمت عطا کرتا ہے اور اُس کی طرف کسی شہر کی تدبیر سونپ دیتا ہے پس اُس شہر کے باشندے اُس کے احکام کو سُن کر اطاعت کرتے ہیں اور وُہ اس اطاعت کا مستحق ہوتا ہے۔ نیز مُشرکین کا مذہب تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی صُورت میں مقبول ہوتی ہے جب کہ اُس کی عبادت کے ساتھ ان صالحین کی عبادت بھی مل جائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت تنہا ہو تو مقبول نہیں ہوتی بلکہ حق تعالیٰ نہایت عُلو اور بلندی میں ہے پس اللہ تعالیٰ کی عبادت اُس کے تقرب کے لیے بالکل مُفید نہیں بلکہ ان صالحین کی عبادت ضروری ہے اور یہ صالحین اب بھی سُنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور اپنی عبادت کرنے والوں کی شفاعت کرتے ہیں اور ان کے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں اور ان کی نصرت کرتے ہیں۔ پھر ان صالحین کے ناموں سے پتھروں کو کھڑا کر دیا اور صالحین کی طرف توجہ کرتے وقت ان پتھروں کو قبلہ بنایا۔ اس کے بعد ان کی اولاد ہوئی جنہوں نے ان بُتوں اور ان صالحین کے درمیان جن کے نام پر یہ بُت بنائے گئے تھے کوئی فرق نہ کیا اور اُنہیں بُتوں کو بعینہٖ معبود یقین کر لیا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین پر مختلف طور پر رد فرمایا کبھی فرمایا اِنِ الْحُكْمُ اور مُلک خاص اللہ تعالےٰ کے لیے ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کبھی فرمایا کہ یہ بُت بے دست و پا

---

[1] اگر آپ ان سے پُوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور جواب دیں گے اللہ نے۔

[2] ہم اُن کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے تاکہ وُہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہیں نہ ان کے پاؤں ہیں کہ چل سکیں۔ نہ ہاتھ ہیں کہ پکڑ سکیں۔ نہ آنکھیں ہیں کہ دیکھ سکیں۔ نہ کان ہیں کہ سن سکیں:

انبیاء کرام اور اولیاء عظام صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کو منصب شفاعت باذن الٰہی ثابت ہے۔ اور اصنام کو ہرگز یہ بات حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (کون ہے جو اس کی اجازت اور حکم کے سوا شفاعت کرے) قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ (حضور فرماتے ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم) مجھے شفاعت کا مرتبہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَآءُ (رواہ ابن ماجہ) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن تین قسم کے اشخاص شفاعت کریں گے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

سماعِ موتیٰ

سوال۔ مُردوں کا کچھ نہ سُننا قرآن مجید سے ثابت ہے: اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ تُو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا اور نہ اُن لوگوں کو جو قبروں میں ہیں۔

اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مذہب ہے اور اسی آیت سے اُنہوں نے استدلال کیا ہے۔ اور حدیث: مَآ اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ کی تاویل کی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے پس مُردوں سے مدد مانگنا بے فائدہ ہے۔

جواب۔ آیت مذکورہ میں جس سماعت کی نفی کی گئی ہے اُسی کو اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا (آپ نہیں سُناتے مگر ان لوگوں کو جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں) میں ثابت کیا گیا ہے۔ اور اثبات بطریق حصر کیا گیا ہے۔

(مترجم۔ یعنی قرآن شریف میں یہ آیات اس طرح مذکور ہیں: اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی اور وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ اور اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا۔ ان آیات پر جب غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسماع کی نفی کی گئی ہے۔ مَوْتٰی اور مَنْ فِی الْقُبُوْرِ سے اور اثبات کیا گیا ہے بلکہ حصر کیا گیا ہے مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا میں۔ تو معلوم ہوا کہ جو اسماع منفی ہے وہی مثبت ہے اگرچہ اسماع کے متعلقین ہر دو جگہ مختلف ہیں مگر اسماع ایک ہی ہے)

ظاہر ہے کہ جس اسماع کا اثبات مؤمنین کے لیے کیا گیا ہے وہ اسماع اجابت ہے نہ مطلق۔

(مترجم۔ کفار سے نفی بھی اسماع اجابت کی ہوگی۔ پس اگر مَوْتٰی سے اور مَنْ فِی الْقُبُوْرِ سے ان کے حقیقی معنی لیے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ جو مُردے حالت کفر میں مر گئے ہیں وہ اب آپ کے کلام کو سُن کر اجابت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دار تکلیف سے نکل چکے ہیں ان کا کفر اب زائل نہیں ہو سکتا یعنی ان کو اب کوئی نفع نہیں ہو سکتا پس اس لحاظ سے مَنْ یُّؤْمِنُ سے مومن مُردے بھی مُراد لیے جائیں گے یعنی ان کو آپ کا کلام سُننے سے نفع ہوتا ہے۔ اور اگر مَوْتٰی اور مَنْ فِی الْقُبُوْرِ سے موتیٰ قلب ہیں یعنی زندہ کافر جو اصرار کفر پر کرتے ہیں تو معنی یہ ہوں گے کہ کفار مُصر ہیں آپ کا کلام سُن کر اجابت نہیں کریں گے اور اسلام نہ لائیں گے۔ ہاں مومن جو ایمان لانا چاہتے ہیں اور ایمان میں پختگی چاہتے ہیں وہ آپ کا کلام سُن کر رغبت و قبول کریں گے۔ اور اگر مراد مطلق اسماع ہو تو اُس کی نفی غیر ممکن ہے۔ اس واسطے کہ اگر کفار مصرین نے آپ کا کلام مبارک مطلق سُنا ہی نہیں تو کفر کیسا؟ کفر کہتے ہیں انکار کو۔ جب کوئی کلام ایک شخص سُنتا ہی نہیں تو وہ اس کا انکار کیسے کرے گا؟

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ دوسری صورت میں آیت شریف ما نحن فیہ خارج ہوگئی اور پہلی صورت میں بھی سماع نافع کی نفی ہوئی نہ مطلق سماع کی۔

قبور پر دعائے مغفرت

اس سوال کے جواب میں کہ قبور پر دعائے مغفرت اہل قبور کے لیے جانا مسنون ہے نہ کہ استمداد کی غرض سے، فرماتے ہیں کہ ہاں مسنون یہی ہے جیسا کہ سوال کیا گیا لیکن اس سے ارواح کاملین کی جناب میں استعانت کا عدم جواز قائم نہ ہوا۔ آیت: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (نیکی اور تقویٰ کے امور میں اعانت کرو) کی رو سے احیا اور اموات دونوں سے استعانت کی اجازت ہے۔ چنانچہ احیا سے استعانت تو ظاہر اور واضح ہے لیکن اموات سے استعانت کے معاملہ میں یہ چیز قابل غور ہے کہ ارواح زندہ ہیں۔ موت اور زوال حیات اُن کے ابدان پر واقع ہوتی ہے۔ ہاں ارواح پر موت کا اثر فقط اسی قدر ہے کہ وہ ابدان سے جدا ہو جاتی ہیں اور یہ چیز اُن کے خداداد قویٰ اور تصرفات کی زیادتی کا باعث ہوتی ہے۔ اس مقصد کی تائید میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ اور حضرت شیخ اکبر کی فتوحات کے حوالہ جات قلمبند فرما کر آخر میں لکھتے ہیں:-

"حاصل کلام یہ کہ خود ساختہ اصنام اور تماثیل اور ارواح کاملین کے درمیان فرق بین اور امتیاز غالب ہے۔ لہٰذا اصنام کے بارہ میں نازل شدہ آیات کو انبیائے عظام اور اولیائے کرام کی ذوات مبارکہ پر چسپاں کرنا، جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے، تحریف قبیح اور تخریب شنیع کا حکم رکھتا ہے۔"

کتاب کے آخر میں ذبح فوق العقدہ اور لزوم کفر اور التزام کفر کے درمیان فرق پر محققانہ تبصرہ ہے اور ارباب تحقیق کے لیے قابل دید ہے۔

۶۴۸

خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء

شاہِ کون و مکاں خاتم الانبیاء — سیدِ انس و جاں خاتم الانبیاء
سرورِ کن فکاں خاتم الانبیاء — پیشوائے جہاں خاتم الانبیاء
غمزدوں بے نواؤں یتیموں کی جاں — مونسِ بیکساں خاتم الانبیاء
انبیاء، اولیاء، اصفیاء سب کے سب — ہیں ترے مدح خواں خاتم الانبیاء
آپ کی ذات پر ہوں ہزاروں سلام — ہر گھڑی ہر زماں خاتم الانبیاء
شبِ اسریٰ گئے عرش پر بالیقیں — خسروِ لامکاں خاتم الانبیاء!
جن کی عظمت کا شہرہ سمک تا سما — صاحبِ عز و شاں خاتم الانبیاء
مٹ گئیں ظلمتیں، بڑھ گئیں رفعتیں — خاتمِ مرسلاں خاتم الانبیاء

لو مدینہ بلا سن لو تابش کی آہ
مشفقِ غمزداں، خاتم الانبیاء

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

الفتوحات الصمدیہ

سنہ ۱۳۲۵ھ مطابق سنہ ۱۹۰۷-۸ء

وجہ تالیف

حضرتؒ کی یہ تصنیف غیر مقلدین کے اُن دس سوالات کے جوابات سے متعلق ہے جو اُنہوں نے مدرسہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے ایک طالب علم قائم علی چشتی کے ساتھ تحریری بحث کے دوران کیے تھے۔ اس کا ذکر باب ارشاد میں بھی آچکا ہے۔ اگرچہ اُن کا روئے سخن اُس طالب علم کی طرف تھا مگر چونکہ اُن کا خیال تھا کہ اس بحث کے درپردہ اُس طالب علم کے راہنما حضرتؒ تھے اس لیے اپنی تحریر میں اُنہوں نے حضرتؒ کو بھی مخاطب بنایا۔ اُن کے سوالات کے جوابات مدرسہ نعمانیہ کے اساتذہ تیار کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر حضرتؒ کے ایک نیاز مند نے ایک عریضہ کے ذریعے استدعا کی کہ چونکہ مخالفین نے آپؒ کا نام نامی بھی اس بحث میں شامل کیا ہے اس لیے بہت مناسب ہوگا کہ جواب آپؒ ہی تحریر فرمائیں۔ جس وقت یہ خط حضرتؒ کی خدمت میں پہنچا آپؒ پشاور تشریف لے جا رہے تھے۔ دوران سفر ہی آپؒ نے ان سوالات کے جواب بغیر کسی کتاب سے استفادہ کیے لکھوا دیئے۔ یہ سوالات مختصراً نیچے تحریر کیے جاتے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ مخالفین نے اُن کی تیاری میں بڑی محنت اور کاوش سے کام لیا تھا نہایت ادق ہونے کے علاوہ یہ نہ صرف اُن موضوعات سے متعلق تھے جو آج سے صدیوں قبل مسلمانوں کے مختلف مکاتیب فکر معتزلہ، اشاعرہ، ماتریدیہ، جہمیہ وغیرہ کے درمیان متنازعہ فیہ رہ چکے تھے مثلاً الٰہیات، کلام باری تعالیٰ وغیرہ بلکہ ایسے موضوعات بھی شامل کیے گئے تھے جیسے علم ہیئت، فلسفہ اقلیدس اور بعض مشہور الغاز۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین حضرتؒ کی وسعت علمی کا امتحان کرنا چاہتے تھے۔ اُن کے خیال میں یہ ممکن نہ تھا کہ ایک ہی شخص اتنے مختلف النوع مضامین میں اتنی مہارت رکھتا ہو کہ ان سب سوالات کا جواب دے سکے۔ مگر جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے حضرتؒ کو قدرت نے علم لدنی سے نوازا تھا چنانچہ آپؒ نے تمام سوالات کے نہایت مفصل جوابات دیئے۔ مخالفین نے اپنے سوالات کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ ان کا جواب دینے والوں کو ہم پر بھی سوال کرنے کا حق ہوگا۔ اس لیے جوابات لکھوانے کے ساتھ ہی حضرتؒ نے اپنی طرف سے ۱۲ سوالات اُنہی اور دیگر مضامین کے متعلق مخالفین پر کیے جن کا جواب آج اتنی مدت گزر جانے پر بھی اُن سے نہیں بن آیا۔

غیر مقلدین کے سوالات

مخالفین کے سوالات مختصراً یہ تھے:۔

۱۔ علم لغت:۔ صاحب قاموس شیخ مجد الدین فیروز آبادی کے اشکالات جو اُنہوں نے ابو نصر اسمٰعیل بن حماد جوہری صاحب

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

صحاح" پر وارد کیے، اُن کی تشریح مانگی گئی۔

۲۔ علم التصریف والادب :۔ عوامیہ ابن الکمال کے اقوال متعلقہ "اعلال لاتخشون" پر اشکال اور اُس کا جواب مانگا گیا۔

۳۔ علم الحروف والھیئۃ :۔ علامہ رشید الدین الفارقی کی منظوم لغز (پہیلی) درج کر کے اُس کا حل دریافت کیا۔

۴۔ علم فقہ :۔ صاحب "وقایہ" کی عبارت مندرجہ کتاب البیوع" پر علامہ فناری کے اشکال کا حل طلب کیا۔

۵۔ علم الکلام :۔ کلام الٰہی کے بارے میں سوالات جن کی تفصیل نیچے علیحدہ دی جائے گی۔

۶۔ علم فلسفہ :۔ دریافت کیا کہ "تسلسل" اور "دور" کے کتنے اقسام ہیں۔ کون سا ممتنع، کون سا جائز اور کون سا مختلف فیہ۔

۷۔ علم تفسیر :۔ "تاویل" کے معنی اور "تاویل صحیح جائز" اور "تاویل فاسد غیر صحیح" کے مابین فرق دریافت کیا ہے۔

۸۔ علم فلسفہ :۔ امکان وحدوث ذاتی ومکانی کی حد اور تعریف اور اس تقسیم کا موجد کون تھا؟ نیز تقسیم صحیح ہے یا باطل؟

۹۔ علم اقلیدس :۔ نظام جو "طفرہ" کا قائل ہے اُس کے متعلق سوال اور جواباً جیومیٹری کی شکل بنا کر توضیح مانگی ہے۔

۱۰۔ علم منطق :۔ اصطلاح "کلی ذاتی" اور "کلی عرضی" کے درمیان فرق دریافت کیا ہے نیز یہ کہ باوجود متساوی الاقدام ہونے کے بحسب اللزوم ایک ذاتی اور دوسری عرضی کیوں قرار دی گئی۔

حضرتؒ نے جوابات کے شروع میں ذاتِ حق کی تنزیہہ وتقدیس کے متعلق ایک خطبہ عربی زبان میں تحریر فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ ذات پاک مخلوق کے فہم ووہم وادراک سے بالاتر ہے اور معرفت الٰہی میں حضرات صوفیائے کرام کا مسلک ہی اکمل ہے۔ کیونکہ وہ حضرات جو کچھ کہتے ہیں اُس کی اساس محض عقل اور علوم ظاہرہ پر نہیں بلکہ کشف صحیح اور علوم لدنیہ پر ہوتی ہے۔ اور وہ حسب ارشادِ نبویؐ "خدا کے ساتھ دیکھتے، سنتے، بولتے اور پکڑتے ہیں"۔ بخلاف اُن لوگوں کے جو ساری عمر علوم ظاہر میں ہی محدود رہے اور کشف وعیان کے میدان وسیع میں قدم نہ رکھا۔ اگر یہ حضرات بھی انبیاء علیہم السلام اور اُن کے وارثین کامل اولیائے کرام کے ساتھ حسن ظن رکھتے تو یقیناً اُن کی ارواح طیبہ کی توجہ اور برکت سے اُنہیں بھی اُن کے حسب استعداد علوم لدنیہ سے بہرہ وری ہوتی۔ اولیائے کرام کے مکشوفات اور مسئلہ توحید وجودی پر شیخ ابن تیمیہ اور اُن کے متبعین کے اعتراضات پر حضرتؒ نے سخت افسوس ظاہر فرمایا کیونکہ اُنہوں نے ان دقیق مسائل کو محض اس لیے اپنے اعتراضات کا ہدف بنایا کہ وہ اُن کے ادراک وفہم سے بالاتر تھے۔ حالانکہ جب تک کوئی چیز نص شرعی کے خلاف نہ ہو، ایسا کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ تمام ایسے علوم غیبیہ کے متعلق ہمیں حکم ہے کہ اُن پر ایمان لائیں اور حقیقت خدا کی طرف تفویض کریں۔

غیر مقلدین کا سوال پنجم

سوال نمبر پانچ بہت طویل تھا اور اُس کی کئی شقیں تھیں اس لیے حضرتؒ نے سب سے پہلے اسی کا جواب لکھوایا۔ سوال کی اجمالاً تفصیل یوں ہے :۔

کلام الٰہی قدرت اور مشیت کے نیچے داخل ہے یا نہیں؟ اور خدائے عزوجل کی ذات کے ساتھ قائم ہے یا قائم نہیں بلکہ خارج منفصل ہے، اگر کلام نفسی ہے تو حروف واصوات کس کے ساتھ قائم ہوئے اور اولاً کس سے ظاہر وصادر ہوئے، یہ مخلوق ہیں یا غیر مخلوق؟ قدیم ہیں یا حادث؟ اور حکایت ہیں یا عبارت؟ حادث ومخلوق کے درمیان نسب اربعہ میں سے کون سی نسبت ہے، اگر قدیم ہیں تو کس طرح؟ تسلسل آثار آپ کے نزدیک ماضی ومستقبل دونوں میں جائز وممکن ہے یا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

دونوں میں ممتنع و محال ہے؟ حجتِ امتناع کیا ہے؟ تمام افعال باری تعالیٰ کیا لازمی طور متساوی الاقدام ہیں؟ ... آخر میں کہا ہے کہ اپنا مذہب و مشرب کلام باری تعالیٰ کے بارہ میں بیان کر کے اُس پر برہان قائم کریں اور جو اعتراض اُس پر وارد ہوتا ہے اُس کا جواب دیں"

سوال پنجم کے جواب کا خلاصہ

جیسا کہ ظاہر ہے اس طویل سوال کا جواب بھی ویسا ہی طویل ہوگا اور اُس کا پورے طور پر نقل کرنا یہاں ممکن نہیں حضرت نے اپنے جواب میں اس موضوع پر مختلف مکاتیب خیال کا مسلک تفصیلاً بیان فرمایا ہے اور اُن کے مابین وجہ اختلاف اور اعتراضات و اشکال کو بڑی وضاحت سے سامنے رکھا ہے جس سے صرف اہل علم حضرات ہی کتاب سے مطالعہ کر کے محظوظ ہو سکتے ہیں اپنے مشرب کے متعلق جو بیان فرمایا وہ مختصراً یوں ہے :-

"میں چونکہ اہل حق صوفیائے کرام خصوصاً سیدی و سندی و شیخی و شیخ الکل فی زمانہ حضرت خواجہ محمد شمس الدین صاحب چشتی نظامی فخری سلیمانی (سیالوی) قدست اسرارہم کا اور حضرت جدی و شیخی فی القادریہ پیر فضل الدین صاحب الحسنی الکیلانی کا دامن گرفتہ ہوں میرا مذہب آپ اہل حق کے کلمات ذیل سے معلوم کر سکتے ہیں :-

۱۔ حضرت شیخ علی خواص فرماتے ہیں :-

ایاك ان تؤول اخبار الصفات فان فی ذالك دسیسة من الشیطان لیفوت المؤمن الایمان بعین ما انزل الله - قال تعالیٰ "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ" وھذا مؤول ما امن حقیقة الا بما اوله بعقله ففاته الایمان بعین ما انزل الله تعالیٰ فلیتأمل انتھی۔

خبردار، آیات و اخبار صفات (الٰہیہ) میں تاویل نہ کرنا کیونکہ اس میں شیطان کا خفیہ فریب ہے۔ تاکہ عین ما انزل اللہ کے ساتھ مومن کا ایمان فوت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "رسول اور ایمان لانے والے ایمان لائے اُس کے ساتھ جو رسول کی طرف اُس کے رب سے نازل کیا گیا" لہٰذا تاویل کرنے والا حقیقت میں اپنی عقلی تاویل پر ایمان رکھتا ہے نہ بعینہٖ اُس چیز پر جو خدا نے نازل فرمائی۔

۲۔ اُستاد ابو اسحاق اسفرائینی فرماتے ہیں "توحید کے بارہ میں متکلمین کا سب ذخیرہ اہل حق نے صرف دو کلمات میں جمع کر دیا ہے۔ الاولیٰ اعتقاد ان کلما تصور فی الاوھام فالله بخلافه (پہلا یہ اعتقاد کہ جو کچھ اوہام و تصورات میں آئے اللہ تعالیٰ اُس کے خلاف ہے) الثانیه اعتقاد ان ذاته تعالیٰ لیست مشبهة بذات ولا معطلة عن الصفات وقد اکد ذالك تعالیٰ بقوله "وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" (دوسرا یہ اعتقاد کہ خدا کی ذات کسی ذات سے مشابہ نہیں اور نہ صفات سے معرا ہے۔ ارشاد الٰہی "وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" اس کی تاکید کر رہا ہے۔ یعنی کوئی چیز اُس کے برابر نہیں (کُفُوًا)

۳۔ اس کے بعد حضرت شیخ اکبر کے چند اقوال از راہ برہان بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے :-

قال الشیخ الاکبر رضی الله تعالیٰ عنه مدار صحة العقائد علی حصول الجزم بها حتی ان من اخذ ایمانه تقلیداً جزماً للشارع کان اعصم و

صحت عقائد کا مدار حصول جزم (یقین) پر ہے۔ لہٰذا جس شخص نے شارع علیہ السلام سے تقلیدی طور پر ایمان حاصل کر کے یقین کر لیا وہ اس سے زیادہ مضبوط ہے جو

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اوثق ممن یاخذ ایمانه عن الادلة وذالك لما یتطرق الیها اذا کان حاذقاً فطناً من الحیرة والدخیل فی ادلته وایراد الشبه علیها فلا یثبت له قدم ولا یستقر بعقد علیها فیضاف علیه الهلاك۔

دلائل سے ایمان حاصل کرتا ہے کیونکہ اُس کے دلائل میں شکوک وشبہات راہ پکڑ سکتے ہیں جن کی وجہ سے اُس کے رسوخ واستحکام کے زوال اور ہلاکت کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

اِن اقوال کے آخر میں حضرتؒ فرماتے ہیں:۔

"پس ہمارے لیے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (الشوریٰ: ۱۱) وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص: ۴) وَکَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا (النساء: ۱۶۴) وامثال ذالک کلامِ الٰہی سے بس ہیں جس سے یقیناً معلوم ہو سکتا ہے کہ القرآن کلامُ الٰہی اور مقالاتِ صحابہ کرام کے بموجب القرآن کلامُ الٰہی غیر مخلوق۔"

غیر مقلدین پر حضرتؒ کے بارہ سوالات

مخالفین سے جو سوالات حضرتؒ نے استفسار فرمائے وہ مختصراً یوں تھے:۔

۱۔ علم الحروف:۔ سیدنا محمد بن علی کا قول متعلقہ حروفِ تہجی بیان فرما کر اُس کا مطلب نیز حروفِ تہجی کی ترتیب کذائی کی وجہ دریافت فرمائی ہے۔

۲۔ علمِ ہیئت:۔ عویصہ ابن الکمال کا قول بیان فرما کر اُس کی توجیہ دریافت فرمائی ہے۔

۳۔ علمِ ریاضی:۔ صاحب ابی بن رضی اللہ عنہما کی لغز (پہیلی) کا مطلب دریافت فرمایا ہے۔ مخالفین کی لغز کے برعکس یہ نہایت ہی مختصر لغز ہے اور مندرج ذیل ہے:۔

"ما الاسم الذی مرکب عن عشرین وثلثین بینهما حسا ومعنی وقد یترکب حسا لا معنی من ثمانیة وثمانین ومأتین وستة عددا فاذا جمعتهما علی وجه مخصوص من غیر اسقاط الستة کان اسما مرکبا وان اسقطت الستة کان اسما غیر مرکب۔

۴۔ علمِ فقہ:۔ یہ سوال بھی نہایت مختصر مگر جامع الفاظ میں یوں ہے:۔

"فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی عبارتِ ذیل (بلوغ ظل کل شیء مثلیه سوی فیئ الزوال) میں استثنا کا ماخذ اور لمیت بیان فرماویں۔

۵۔ علمُ الکلام:۔ کلامِ الٰہی اور حروف واصوات کے متعلق اشعری، ابن کلاب، ہشام بن الحکم، ابن سینا وغیرہ کے اقوال بیان فرما کر اُن میں سے کسی ایک قول کی صحت وحقیقت کو محققانہ طور پر ثابت کرنے کو کہا ہے۔ نیز یہ استفسار فرمایا ہے کہ "آپ صفاتِ باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ کو عین ذات مانتے ہیں یا لاعین اور بر تقدیر ثانی مسئلہ کی کئی مختلف شقوں میں سے کسی ایک شق کو لے کر مطلق صفت کا ثبوت مدلل طور پر دیں۔"

۶۔ علمِ اقلیدس:۔ یہ بھی مختصر سوال ہے اور ناظرین کی دلچسپی کے لیے مکمل درج کیا جاتا ہے۔ "اقلیدس میں کون سی شکل ہے جس سے توحید ثابت ہوتی ہے اور وہ کون سی جس سے قائل بالتثلیث بزعم خود متمسک ہوتا ہے۔ اور پھر اقلیدس ہی کی رُو سے اُس کی تردید بھی کی جا سکتی ہے۔ اور نیز آپ تین دائرے بنائیں جن کے نصف قطر تین دیئے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہوئے خطوں کے برابر ہوں اور اُن تین سے ایک اندر کی طرف اور دو باہر کی طرف مس کریں۔ بتائیے کہ نصف کُرہ میں کیا نسبت ہونی چاہیئے کہ حل ممکن ہو۔

۷۔ علمِ فلسفہ:۔ اشاعرہ کی دلیل حدوثِ عالم پر بیان فرما کر اُسے غیر صحیح قرار دیا ہے اور استفسار فرمایا ہے کہ اگر صحیح ہے تو کس طرح؟

۸۔ علمُ الحدیث:۔ حدیثِ بخاری پر ایک اشکال۔ یہ سوال بھی ناظرین کی دلچسپی کے لیے مکمل درج کیا جاتا ہے۔

"بخاری کی حدیث (تحول فی الصور) بظاہرہٖ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کے منافی معلوم ہوتی ہے۔ فان المتصور بصورۃ مثل لہ اذا کان فی صورۃ اخری معہ صحت الحمل بینہ وبین المتحول۔ ان میں تطبیق چاہیئے۔ بہت آئیں کہ اس حدیث میں اہلِ انکار کتنے ہیں اور کیوں؟ کیا قبل از تجلی ہذا دُنیا میں بھی اُن کو کسی صُورت میں مشاہدہ ہوا تھا یا نہ؟ اگر ہوا ہے تو کونسی صُورت میں۔ اگر نہیں تو پھر انکار اور تسلیم کے کیا معنے۔ آیت اور حدیث سے ثبوت چاہیئے اور نیز حدیث معراج میں بالخصوص موسےٰ علیہ السلام ہی کو منانے کے بارہ میں فہمائش کی کیا وجہ تھی؟ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالکِ علومِ اوّلین و آخرین تھے۔ نیز ہر ایک نبی کی فلکِ مخصوص سے وجہِ خصوصیت کیا ہے؟

۹۔ علمُ الکلام:۔ قرآنِ کریم میں خضر علیہ السلام کا کلام "فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَھَا" اور "فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبْدِلَھُمَا رَبُّھُمَا" میں افراد اور جمعیتِ ضمیر کی وجہِ تخصیص دریافت فرمائی ہے۔

۱۰۔ علمُ التفسیر:۔ آیت "وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ" میں حضرت شیخ اکبرؒ کی تفسیر کی شرح اور اُس کے متعلقہ اُمور دریافت فرمائے ہیں۔

۱۱۔ علمُ الافلاک:۔ چند آیاتِ قرآنیہ جن کا تعلق اجرامِ فلکیہ سے ہے اُن کی تشریح اور منازلِ قمر کے اٹھائیس ۲۸ ہونے کی وجہِ تخصیص دریافت فرمائی ہے۔

۱۲۔ علمِ ریاضی:۔ علمُ الافلاک و ریاضی کے متعلق چند متناقضہ عبارات کی تطبیق دریافت فرمائی ہے۔

حضرتؒ کی یہ کتاب علومِ اسلامیہ کے چند نہایت مشکل اُمور سے تعلق رکھتی ہے۔ جس سے حضرتؒ کے تبحرِ علمی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس کا صحیح لطف صرف اہلِ علم حضرات ہی اُٹھا سکتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ پیر صاحب قدس سرہٗ کی تالیفات پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہ رہیں گے کہ آپ نے اعتدال کی راہ اختیار کی ہے۔ جبکہ سوائے اہلِ سنت کے تمام فرقے افراط و تفریط کا شکار ہو گئے ہیں۔ خاص طور پر روافض اور خوارج یعنی روافض نے خلفائے راشدہ ثلاثہ کی خلافت کو ناجائز قرار دیا تو اس کے جواب میں خوارج نے سرے ہی سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا انکار کر دیا۔ بلکہ آپ کی علمی فضیلت جو آپ کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عطا ہوئی۔ اس کا بھی انکار کر دیا اور یہ سلسلہ یہاں تک طول پکڑ گیا کہ روافض نے صحابہ کبار کی شانِ اقدس میں سب و شتم کا سلسلہ جاری کر دیا تو اس کے جواب میں خوارج نے تمام آلِ رسول کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا جو سراسر انصافی پر مبنی ہے۔ صراطِ مستقیم پر صرف اور صرف اہلِ سنت و جماعت ہی ہیں جو صحابہ کبار کے بھی غلام ہیں اور آلِ اطہار کے بھی۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تصفیہ مابین سنّی و شیعہ

یہ حضرتؒ کی آخری تصنیف ہے جو آپؒ کچھ عرصہ خان بہادر مولوی شیر محمد صاحب کو لکھواتے رہے مگر یہ سلسلہ بوجہ اولاً آپؒ کی علالت کے اور بعدہٗ حالتِ استغراق کے منقطع ہو گیا۔ بیماری کے دوران ایک مرتبہ اس کی اشاعت کے متعلق آپؒ سے اجازت طلب کی گئی مگر فرمایا۔ "فی الحال رہنے دو"۔ یہ مسودہ جو ۱۴۲ فل سکیپ صفحات پر مشتمل ہے ابھی غیر مطبوعہ ہے اور کتب خانہ دربارِ عالیہ میں موجود ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد اسے طبع کروا کر ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ اور اُمید واثق ہے کہ شیعہ سُنّی مباحث کے اہم موضوع پر داعیٔ اعتدال و انصاف ثابت ہو گا جس سے سلیم الطبع حضرات پر راہِ صداقت و حقیقت واضح ہو جائے گی۔

تقریبِ تالیف

اِس تصنیفِ لطیف کی وجہ تالیف حضرتؒ نے بعد توصیف و درود مختصراً یوں بیان فرمائی ہے:۔

"تخالفِ مذہبی مابین سُنّی و شیعہ کوئی نیا اختلاف نہیں جسے رفع کرنے کے لیے طالبانِ حق موجودہ زمانہ کے علماء سے التجا کریں۔ اِس سے قبل سلف صالحین علیہم الرضوان حسب تدبیر الٰہیہ وقتاً فوقتاً اہل بیت کرام سے محبت رکھنے کے وجوب اور خلافتِ خلفائے اربعہ کی حقانیت کے اہم موضوع پر نہایت شائستہ انداز میں اظہارِ خیال فرماتے چلے آئے ہیں۔ البتہ حال ہی میں اس تخالف میں ایک نئے رُجحان کا اضافہ ہوا ہے اور یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ اہل سُنّت والجماعت ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اہل بیت کرام کے خلاف بُغض اور بنی اُمیہ کے ساتھ محبت رکھے۔ حالانکہ اہل سُنّت کبھی بھی اس شقاوت میں ملوث نہیں ہوئے اور اُن کے عقائد میں رسُول پاکؐ کے خاندان سے دوستی و مودّت مدارِ ایمان اور فرض مانی گئی ہے۔ اس نئے رُجحان کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے علمائے کرام نے بمقابلہ اہل تشیع اپنے مواعظ و نصائح کی مجالس میں صرف دفع طاعن و مطاعن کی طرف ہی رُخ کیا اور اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب بیان کرنے کی طرف کم توجہ فرمائی

جن اُمورات پر ارشاداتِ عالیہ قلمبند ہوئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ثباتِ خلافتِ راشدہ بہ آیت استخلاف و دیگر آیاتِ قرآنی (۲) مسئلہ قرطاس (۳) حدیثِ خمِ غدیر (۴) باغِ فدک (۵) آیت مباہلہ (۶) آیت تطہیر (۷) آیتِ مودّت (۸) حدیثِ ثقلین (۹) فضائل سیدنا علیؓ اور بحث حدیث "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ" اور اُس کے متعلق ابن تیمیہ اور ابن جوزی کے اعتراضات کے جوابات۔

پیر صاحب نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے علمی کمالات اور آپ کے شاگردوں کی علمی خدمات کے سلسلہ میں کئی روایات نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔

ان روایات منقولہ بالا سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ شیخ ابن تیمیہ کا یہ قول کہ مکہ اور مدینہ اور بصرہ و شام میں علم غیر علیؓ سے پہنچا تھا اور علیؓ کا علم کوفہ تک محدود تھا وہ بھی قلیل، کس قدر خلاف واقع اور مخالف اپنے تصریحات کے ہے۔ سب اہل سُنّت مثل ابن حجر وغیرہ اس پر متفق ہیں کہ علم مرتضویؓ کے بیان سے عبارات قاصر ہیں کیوں نہ ہو وہ علیؓ ہی تھے جو کوفہ کے منبر پر سلونی قبل ان تفقدونی الخ فرماتے تھے جس کا مطلب یہ ہے۔ اے لوگو! میرے انتقال سے پہلے جس امر کی دریافت کرنی چاہو کر لو میرے اندر بہت علم ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لُعاب ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ علم عطا کیا ہے میری طرف وحی نہیں آیا۔ قسم بخدا اگر مجھے ایک مسند پر بٹھا کر دریافت کیا جائے تو اہل تورات کو تورات اور اہل انجیل کو انجیل

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کے مطابق فتویٰ دوں۔ اگر اللہ تعالیٰ تورات اور انجیل کو گویا کرے تو وہ کہیں کہ علیؓ نے سچ کہا ہے اور تم کو مطابق اس کے دیا ہے کہ جو کچھ ہم میں اتارا گیا ہے (وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (سورہ بقرۃ۔ ۴۴) حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پس کیوں نہیں جانتے

وہ علیؓ ہی ہیں جنھوں نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ اس جگہ (سینہ) میں بہت علوم ہیں۔ کاش کہ میں ان کے لینے والا کوئی پاتا۔ اور اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر اتنی بڑی لکھوں جس کو ستر (۷۰) اونٹ اٹھائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ساری دنیا آپ کے علم کو سیکھتی تو بھی ختم ہونے میں نہ آتا۔ آپ کے علم کی بکثرت اشاعت مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔ کیونکہ خلفاء ثلثہ اور باقی اصحابؓ کا بہ مشکل میں آپ کی طرف رجوع ہوتا تھا اور اپنے اعلیٰ درجہ کے شاگردوں کی تعلیم مثل حضرت سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ وغیرہم اور اپنے قریبی رشتہ داروں مثل عبداللہ بن عباس اور قرۃ العینین لرسول الثقلین و جگر پارۂ بتول زہرا شیدۃ النساء و سرور جان مصطفیٰ سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ کو افاضہ علوم اسرار کی تعلیم بوجہ ذاتیت مدینہ منورہ ہی میں ہوئی تھی۔ کوفہ میں تو آپ ناکثین، قاسطین و مارقین کے قتال میں بکثرت مصروف رہے۔ آپ نے بہت سی آیات قرآنی سے بالترتیب خلافت راشدہ اور فضیلت خلفائے راشدہ کو ثابت کیا ہے۔ یہاں صرف ایک آیت کریمہ بطور نمونہ پیش خدمت ہے۔

اثبات خلافت راشدہ بہ آیات قرآنیہ

خلافت راشدہ کی حیثیت کذائی کی حقیت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت حضرتؒ نے آیت استخلاف سے دیا ہے۔ اور اس کی تائید میں چوبیس دیگر آیات قرآنی اور متعدد احادیث و مسلمہ واقعات مندرجہ کتب سیر کو پیش فرمایا ہے۔ اور منکرین خلافت کے اعتراضات اور دلائل کو سوال و جواب کی صورت میں قائم فرما کر پورے ستر صفحات پر ایسی مدلل بحث فرمائی ہے کہ فکر سلیم کے لیے اس عنوان پر کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ آیت استخلاف کے بعد حضرتؒ نے وہ آیات بیان فرمائی ہیں جن میں حضرات خلفائے اربعہ کی فضیلت بیان ہے جس سے ان کا استحقاق برائے منصب خلافت ثابت ہوتا ہے۔ حضرتؒ کی بحث کا خلاصہ یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

آیت استخلاف :-

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (نور : ۵۵)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے تم میں سے ان لوگوں کو جو باایمان اور عمل صالح کے مرتکب ہیں کہ البتہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ کرے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور البتہ ان کے لیے ان کا دین جو انہیں پسندیدہ ہے مستحکم کرے گا۔ اور البتہ ان کے حق میں خوف کو امن سے بدل ڈالے گا۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ مانیں گے۔ اور جو کوئی اس کے بعد ناشکری کرے گا پس وہ لوگ فاسق ہیں۔

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کو حق تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ استخلاف کے معنی ولی امر اور خلیفہ بنانے کے ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت میں آیا ہے یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (اے داؤدؑ ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا) آیت استخلاف کے مخاطب اور حقدار وہی لوگ ہیں جو نزول آیت کے وقت باایمان اور صالح تھے یعنی مہاجرین الاولین۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قارئین کرام! آپ نے پیر صاحب قدس سرہٗ کی علمی فضیلت اور مسلک حنفیہ کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اور مختلف مکاتیب فکر کے اندر جو غلط عقائد شامل ہو گئے اور جس کی وجہ سے امت مختلف گروہوں میں بٹ کر رہ گئی ان کی وضاحت بھی آپ نے بطریق احسن ادا فرما دی۔ اور آپ کی تالیفات کی وجہ تالیف بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اب آخر میں آپ کی وہ تقریر جو آپ نے انجمن نعمانیہ لاہور کے پچیسویں سالانہ اجلاس میں سنائی، تحریر کی جاتی ہے۔ جس سے آپ کی علمی فضیلت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ پیر صاحب قدس سرہٗ کچھ عرصہ اس مدرسہ میں تعلیم بھی حاصل کرتے رہے ہیں۔

تقریر جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور

ذیل میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی اُس مشہور تقریر کا خلاصہ دیا جاتا ہے جو آپؒ نے ۱۹۔ محرم ۱۳۳۱ھ مطابق (دسمبر ۱۹۱۲ء) کو انجمن نعمانیہ لاہور کے پچیسویں سالانہ جلسہ میں مشاہیر علماء و فضلاء اور مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع کے سامنے فرمائی تھی اور جسے منتظمین جلسہ نے "کلام اکلوک طوک الکلام" کے عنوان سے طبع کروا کر ملک میں نشر کیا تھا۔ اس موقعہ پر اہلسنت کے مشہور عالم و محدث مولانا وصی احمد صاحب سورتی نے فرمایا تھا کہ سبحان اللہ حضرتؒ نے ابتدا میں ایسی بلند پروازی فرمائی کہ ارباب علم کو بھی محو حیرت کر دیا اور آخر میں اس قدر عام فہم مسائل فقہ پر گفتگو فرمائی کہ عوام کو بھی مضمون ذہن نشین کروا دیا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سبحان من ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٍٔ علیم۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من انزل فیہ عزیزٌ علیہ ما عنتم حریصٌ علیکم بالمؤمنین رؤفٌ رحیم وعلیٰ اھل بیتہٖ وعترتہ المطھرین بتطھیرہٖ واصحابہ واحبابہ الذین معہ اشدّاء علی الکفار رحماء بینھم الفائزۃ منہ بفضلٍ جسیم وعلم عمیم۔ فاوّلیتہ فی اٰخریتہ واٰخریتہ فی اوّلیتہ کما ان ظھورہ فی بطونہ وبطونہ فی ظھورہ۔ بشیئتنا الثبوتیۃ فی قولہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہٗ کُن وموجودیتہ بقولہ فیکون۔ ذواتنا مع مکامن استعدادتھا فی الحضرۃ العلمیۃ خزائنہ وفیضہ الاقدس کما ان وجوداتنا مع لواحقنا فی عرصۃ العین المکتسی کساءً وما ننزلہٗ الا بقدرٍ معلوم۔ فیضہ المقدس منا علینا لا منہ کما ان منہ لا منا مالنا واوّل ظھوراتہ حین الرحمٰنُ علی العرش استویٰ ثانی شیوناتہ المبشر بما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کما ان اٰخر اٰخر رحماتہ اذا ما یشفع عندہ الا باذنہ اوّل اذناتہ۔ فھو صلی اللہ علیہ وسلم اوّل ما خلق اللہ نورہ کما ان اٰخر بخاتم النبیین ظھورہ ومن ھنا امتنع مثلہ ونظیرہ۔ فان الاوّل لیس بثان وکما ان الثانی لیس باوّل۔ فامتناع شریک الباری عزاسمہٗ من ذاتہ کما ان عدم امکان نظیرہ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث بعض صفاتہ۔ فظاھر ان المقدورات غیر محیطۃ بالمعلومات فاتضح الامر باوضح الدلالات بغیر مدخل مسئلۃ امکان الکذب وامتناعہ انھم

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جمیع علوم کا احاطہ خارج از قدرت عباد و ناممکن ہے۔ لہٰذا اہم العلوم اور مہتم بالشان علم یعنی علم دین کی طرف توجہ اولاً ضروریات میں سے سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس اشرف الانواع، مہجور الوطن حضرت انسان کا اپنے اصل تک رسائی کا یہی ذریعہ ہو سکتا ہے نہ علوم عقلیہ محضہ۔ مثلاً مبداء فیاض حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس غریب مسافر سب سے پس ماندہ و مہجور تر کو وطن اصلی میں پہنچنے کے لیے ہدایت فرمائی کہ خبردار کہاں تو اور کہاں ہم۔ کجا ہستی اور کجا نیستی۔ نابود کو کیا مجال ہے کہ بالذات خود کچھ دکھا سکے یا حق مولیٰ ادا کر سکے۔ وہ خود ناچیز ہے بغیر امداد و توفیق ہماری کے کیا کر سکتا ہے؟ اگر کچھ توفیق خداداد کے بعد تم سے ہو سکے تو صرف اپنی کارروائی کو اکیلا ہر ایک شخص عابد حضرت سلطان یعنی ہماری جناب میں مت پیش کرنا۔ کیونکہ ناقص اور ردی متاع بالذات خود در علیحدگی اس قابل نہیں ہوتا کہ حضرت سلطان میں پیش کیا جاوے۔ البتہ عیب پوشی کا ہم ہی تجھے ایک آسان راستہ بتاتے ہیں۔ اس معیوب اور ردی رخت اپنی کو عمدہ اور جید متاعوں کے ضمن میں ہمارے پیش کرو۔ یعنی اپنی ردی اور ناقصہ عبادت اور بندگی کو انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کی عبادت میں شامل کر کے بصیغہ جمع ایاک نعبد و ایاک نستعین (ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم سب تجھی سے مدد مانگتے ہیں) عرض کرو۔

ہماری شریعت منزلہ کا مسئلہ ہے کہ جب اجناس مختلفہ کو ایک عقد میں بیع کیا جائے اور پھر بعض اشیاء کا عیب ظاہر ہو تو اس صورت میں مشتری یا ساری چیزوں کو واپس کرے یا سب کو رکھ لے نہ یہ کہ ردی کو واپس کرے اور اچھی کو رکھ لے۔ جب بندے کے حق میں ہماری شریعت صرف ردی اور معیوب کے واپس کرنے کا فیصلہ نہیں دیتی تو سلطان الکل اور مولی الکل کی شان خداوندی سے زیبا نہیں کہ ردی عبادت کو واپس کیا جائے بلکہ یہی زیبا ہوگا کہ سب کو منظور کیا جائے۔

حضرات سامعین! یہ ایک تمثیل بطور مشتے نمونہ از خروارے یکے از ہزار صرف اس غرض کے لیے پیش خدمت کر دی گئی ہے کہ یہ ثابت ہو جاوے کہ بغیر علم دین و تعلیم شارع ایسے راستے کا معلوم کر لینا کہ جس سے اپنے خالق کی رضا حاصل کی جائے یا وطن اصلی تک پہنچا جائے ناممکن ہے۔ بغیر علم کے انسان گویا مردہ ہوتا ہے ولنعم ماقیل[1]

وفی الجهل قبل الموت موت لاهله ۔۔۔ فاجسامهم قبل القبور قبور

وان امرءا لم یحیی بالعلم میت ۔۔۔ ولیس له حتی النشور نشور

دینی علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ طلب[2] العلم فریضة علی کل مسلم۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔

عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دو مجلس مجلس اہل ذکر و مجلس تعلیم و تعلم کے ملاحظہ فرمانے پر ہر دو مجلس کے اہل پر خوشنودی ظاہر فرمائی اور سلسلہ تعلیم والے گروہ کو ذاکرین پر ترجیح دی اور فرمایا کہ انما بعثت معلما میں بہ حیثیت و منصب معلمی مبعوث ہوا ہوں اور گروہ اہل علم کو شرف شمولیت بخشا اور ان کے پاس

---

[1] جہل میں موت سے پہلے موت ہے اور جہلا کے اجسام قبروں سے قبل قبر میں ہیں۔ اگر کوئی انسان علم سے زندہ نہ ہو تو وہ مردہ ہے اور قیامت کے اٹھنے تک اس کے لیے کوئی زندگی نہیں۔ [2] ہر مسلمان پر طلب علم فرض ہے۔ [3] ان مسلمانوں کے ہر فرقہ سے ایک گروہ کیوں جہاد پر نہیں نکلا تاکہ باقی ماندہ دین حاصل کرتے اور اپنی قوم کو واپس آنے پر ڈراتے تاکہ وہ احتیاط کریں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ارنا حقیقۃ الاشیاء کما ھی[1]

حمد بے حد اُس ربِ کریم و رحمان و رحیم کے لیے کہ جس نے بعد الوجود ہم کو اشرفِ مطالب اور افضلِ مراغب یعنی علم کی وہبیت و اظہارِ فضیلت سے بقولہ تعالیٰ (قل ھل[2] یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون) و قولہ تعالیٰ (وما یعقلھا الا العٰلمون[3]) و قولہ تعالیٰ (انما یخشی[4] اللہ من عبادہ العلماء) و قولہ تعالیٰ فی جوابہ لابراھیم علیہ السلام (حدیثِ قدسی) (انی علیم[5] احب کل علیم) ممتاز فرمایا۔ اور درود بے حد اُس رؤف و رحیم پر کہ جس نے اپنی مجسمہ رحمت اور مکملہ عنایت و شفقت سے بقولہ علیہ السلام (فضل العالم[6] علی العابد کفضلی علی ادناکم رجلاً) علما کی فضیلت ظاہر فرمائی۔

اِس میں شک نہیں کہ شرفِ صفت بحسب شرفِ موصوف ہوا کرتا ہے اور علم مقابل جہل چونکہ صفاتِ الٰہیہ واجبیہ سے ہے لہٰذا فضیلتِ علمی پر کوئی برہان قائم کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ حسن و قبح اشیاء شرعی ہو یا عقلی بہرکیف بیان مذکور بنا بر مسلکِ ہر دو فریق اہلِ نقل و عقل علمی فضیلت کے لیے کافی ثبوت ہے۔

---

[1] پاک اور بلند ہے وہ ذات کہ اوّل ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ اور درود اور سلام اُس ہستی پر جس کی شان میں نازل ہوا "عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ" (گراں ہے اُس پر وہ جو تمہارے لیے نقصان کا باعث ہو اور وہ نہایت خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا۔ رؤف و رحیم ہے مومنوں کے حق میں) اور حضورؐ کی اہل بیت اور عترت پر جو حضورؐ کی تطہیر سے مطہر ہیں۔ اور آپ کے اصحاب اور احباب پر جو آپ کی معیت سے مشرف ہیں سخت ہیں کفار پر اور مہربان ہیں باہم حضورؐ کے استفادہ سے اور حضورؐ کے فضل جسیم اور علم عمیم کی بدولت حضورؐ کی اولیت آپ کی آخریت میں اور آخریت اولیت میں مندرج ہے۔ جس طرح آپ کا ظہور بطون میں اور بطون ظہور میں مندرج ہے۔ ہماری ہستی کا ثبوت حق تعالیٰ جل شانہ کے قول "کُن" سے اور وجود ارشاد "فیکون" سے ثابت ہے۔ ہماری ہستیاں اللہ تعالیٰ کے علمِ قدیم میں اپنی ذاتی استعدادوں کے ساتھ اُس کے غیبی خزائن اور فیضِ اقدس میں حاضر ہیں۔ اور ہمارے خارجی وجود اپنے لوازمات کے ساتھ عالمِ دُنیا کے میدان میں اندازۂ الٰہی کے مطابق وجود کا لباس پہن کر اُسی کے فیضِ مقدس سے قائم ہیں پس اُس کے فیضِ مقدس کا منشا ہماری استعدادیں ہیں جو ہم پر ظہور پذیر ہوتی ہیں نہ کہ اُس کی ذات پر۔ اُس کا اوّلین ظہور استوی علی العرش ہے اور اُس کی شانِ ثانی وہ ہے جس کی بشارت اُس کے ارشاد "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ" (ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر عالم کے لیے رحمت) میں موجود ہے۔ اور اُس کی آخری رحمت کا ظہور اُس وقت ہوگا جب کہ اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے حضور میں کوئی سفارش نہیں کرے گا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق میں سب سے اوّل ہیں اُسی طرح اذنِ شفاعت میں بھی سب سے اوّل ہوں گے۔ باعتبارِ ظہورِ خارجی آپ خاتم النبیین ہیں اور اسی وجہ سے آپ کی مثل اور نظیر ناممکن ہے کیونکہ جس طرح اوّل ثانی نہیں ہو سکتا۔ ثانی بھی اوّل نہیں ہو سکتا پس جس طرح اللہ تعالیٰ کا شریک ہونا من حیث الذات ممکن نہیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی ہونا من حیث الصفات ناممکن ہے۔ یہ امر واضح ہے کہ ہر معلوم الٰہی تحتِ قدرت نہیں جیسے کہ خود ذات و صفاتِ واجب الوجود پس نتیجہ یہ نکلا کہ مسئلہ امکان و امتناعِ کذب کی مداخلت کے بغیر حضورؐ کی نظیر کا امتناع واضح دلائل سے ثابت ہوا۔ الٰہی ہمیں حقائق اشیاء کما حقہٗ دکھلا دے۔

[2] فرما دیجیے کیا برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور وہ جو علم نہیں رکھتے [3] ان کو علم والوں کے بغیر کوئی نہیں جانتا [4] بے شک خدا سے علم والے ڈرتے ہیں [5] میں علم والا ہوں اور ہر صاحبِ علم کو دوست رکھتا ہوں [6] عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری تم میں سے سب سے ادنیٰ پر۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جلوس فرمایا۔

یونس رضؓ ابن میسرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الخیر[1] عادۃ والشر لجاجۃ ومن یرد بہ خیرًا یفقھہ فی الدین۔ وایضًا خیار امتی علمائھا وخیار علمائھا فقھائھا۔ بہترین اُمت علماء ہیں اور علماء سے برگزیدہ اہل الفقاہت وفہم ہیں۔ آیت مذکورہ وحدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ اہل قرآن واہل حدیث میں سے برگزیدہ گروہ اہل فقاہت وفقہائے کرام کا ہے یعنی جن کو قرآن وحدیث میں سمجھ اور فقاہت ہو۔ بخلاف خیال اہل زمانہ موجودہ کے کہ فقہاء کو مقابل اہل قرآن وحدیث ٹھہراتے ہیں۔

بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ التفقہ[2] فی الدین حق علی کل مسلم الا فتعلموا وعلموا وتفقھوا ولا تموتوا جھالًا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ما عند[3] اللہ بشیءٍ افضل من فقہٍ فی الدین۔ فقیہٌ واحدٌ اشدُّ علی الشیطان من الف عابدٍ۔ ولکل شیءٍ عمادٌ وعماد الدین الفقہ۔ وایضًا العلماءُ ورثۃ الانبیاء۔ وایضًا للانبیاء علی العلماء فضل درجتین وللعلماء علی الشھداء فضل درجۃ۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ العلم[4] خیر من المال۔ العلم یحرسک وانت تحرس المال العلم حاکم علیک والمال محکوم علیہ۔ مات خزائن المال وبقی خزائن العلم۔ اعیانھم[5] مفقودۃ واشخاصھم فی القلوب موجودۃ۔

طالب علم دینی کا شان۔ قولہ[6] علیہ السلام ان الملئکۃ لتضع اجنحتھا لطالب العلم رضی بما طلب۔

طلباء کو فن کتابت سے کافی حصہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ قولہ علیہ السلام: قیّد[7] والعلم بالکتابۃ وایضًا استعمل یدک۔ کاتب کو اشکال حروف کی درستی اور ضبط بالنقطہ محل اشتباہ میں ضروری ہے۔ بروایت مختطفہ ثابت ہے کہ عربی زبان میں پہلے کاتب آدم علیہ السلام اور بعد طوفان اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔

عروہ ابن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ پہلے کاتب متقدمین میں سے وہ لوگ تھے جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت۔ یہ لوگ مدین کے بادشاہ تھے۔

اشکال حروف کو معمولی نظر سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ یہی اشکال الفاظ پر اور الفاظ معانی پر اور معانی امر مجمل بسیط باطن پر دال ہے

---

[1] خیر عادت ہے اور شر لجاجت اور جو شر کو خیر سے بدل ڈالے اُسے فقاہت فی الدین حاصل ہوتی ہے۔ میری اُمت کے خیار علماء ہیں اور علماء کے خیار فقہاء ہیں۔ [2] فقاہت فی الدین ہر مسلمان پر واجب ہے۔ خبردار علم پڑھو اور پڑھاؤ اور فقہ حاصل کرو اور جاہل ہو کر مت مرو۔

[3] اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقاہت فی الدین سے افضل کوئی چیز نہیں۔ ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ ہر چیز کا ایک ستون ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء کے لیے علماء پر دو درجے ہیں اور علماء کے لیے شہداء پر ایک درجہ۔

[4] علم مال سے بہتر ہے کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی۔ علم تجھ پر حاکم ہے اور مال محکوم۔ مال کے خزانے مٹ گئے اور علم کے خزانے باقی رہ گئے۔

[5] اہل علم کے اجسام مفقود ہیں لیکن اُن کے ذوات دلوں میں موجود ہیں [6] ملائکہ طالب علم کی راہ میں پر بچھاتے ہیں [7] علم کو کتابت میں مقید کرو اپنے ہاتھ سے لکھو

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اور وہی امر بسیط باطنی معانی بعد ازاں الفاظ بعد ازاں شکل و نقوش سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گویا عالم نقوش و الفاظ و معانی مختلفہ میں اسی کا ظہور ہے جس کی جلوہ گاہ باقی عوالم ہیں بنظر اعتبار و تدبر جس عالم کو دیکھا جائے ھوالاول۔ ھوالآخر۔ ھوالظاھر۔ ھوالباطن کا درس ہو رہا ہے۔ عارف نے فرمود ؎

نخستیں بادہ کاندر جام کردند　　مزاجش عکس آں گلفام کردند

اس پر از جانب فقیر ؎

بہ مہر آنکہ غیرش نیست موجود　　زخود آغاز و ہم انجام کردند

حضرات طلبا! آپ صاحبان میں سے کسی صاحب کو اگر جذبہ ازلی نے یہاں تک رسائی نصیب فرمائی تو پھر طبعاً خود بخود ہی نیازمند کے پہلے سوال منجملہ سوالات مندرجہ رسالہ فتوحات صمدیہ متعلق لیلۃ ترتیب حروف تہجی الف۔ ب۔ ت الخ کا جواب منکشف ہو جائے گا۔ جملہ اہل اسلام پر بدلیل قولہ تعالیٰ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ طلباء علم دینی بما یتعلق بہ کی خدمت حسب توفیق واجب ہے۔

آخری معروض بحضرت طلباء آپ صاحبان نے حدیث شریف انما الاعمال بالنیات کو بخوبی سمجھا ہوا ہے اس کی تعمیل نہایت ضروری سمجھیں۔ مبادا کہ خدانخواستہ فساد نیت (جدل مراء) منہی فی الاحادیث کی وجہ سے اس عزہ و تقوی و ربوہ حلیہ سے گر جاویں۔ والسلام

حضرتؒ کی اس تقریر کا نمایاں اثر یہ ہوا کہ مدرسہ کی امداد کے لیے سابقہ معمول سے بہت زیادہ چندہ جمع ہونے کے علاوہ علم یافتہ لوگ جو نماز میں بدیں خیال سستی کرتے تھے کہ جب ہم کامل نماز نہیں پڑھ سکتے تو ناقص نماز پڑھنے سے کیا فائدہ نماز کے پابند ہو گئے۔ علماء سے لے کر عوام تک سب آپؒ کی تقریر سے محظوظ و متاثر ہوئے۔ ۲۹۸

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ پنجابی اور فارسی زبان کے ایک نغز گو سخنور تھے۔ آپ کا کلام جو نعت مناجات اور تصوف پر مشتمل ہے اپنی سلاست اور انوکھے انداز کی وجہ سے غلبہ حال کا مرقع معلوم ہوتا ہے۔ کئی طویل نظمیں فی البدیہہ لکھتے یا لکھا دیتے تھے۔ واردات غیبی کی تاثیر سے ایک مرتبہ قافیہ و ردیف سے بے نیاز ہو کر بھی کلام ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت قبلہ باؤجی کی طرف ایک مکتوب میں اس قسم کا ایک شعر درج کر کے فرماتے ہیں۔ لسان الوقت کو قافیہ و ردیف سے غرض نہیں، لہذا مجنونانہ مضامین پر عقلا کو مواخذہ کا استحقاق نہیں۔ حضرتؒ کی بعض پنجابی نظمیں قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔ اور بے پناہ تاثیر کی حامل ہیں بالخصوص وہ نعت جس کا مطلع ہے ؎ "اج سک متراں دی ودھیری ہے کیوں ڈاڈی اوداس نصیری ہے"۔ اور دو اور نعتیں ع "اے بھی اوہ پیاں وسدیاں ساڈیں ماہی والیاں ٹاہلیاں"۔ اور ع "دل لگڑ لے نال"۔ اس ملک میں قوالی کی جان سمجھی جاتی ہیں اور اکثر تقاریب میں اور ریڈیو پر پڑھی جاتی ہیں۔

کبھی کسی استاد کا کلام پسند فرماتے تو طبع عالی پرواز کر کے اپنے بلند مقام سے جواب کہہ جاتی چنانچہ

اس میں ہمارے حضرتؒ کا ارشاد ہے۔

نُن فیکون تاں عمل دی کل ہے اساں اگے پریت لگائی	کن فیکون توکل کی بات ہے ہم نے اس سے بہت پہلے پریت لگائی تھی
توں میں حرف نشان نہ آہا جدوں دتی میں گواہی	میں نے اس وقت گواہی دی جب تیرا میرا نشان بھی نہ تھا۔
اجے وی ساڈیں اوہ پیئے وسدے بیلے بوٹے کاہی	اس وقت کے آثار ہیں اب بھی نظر آ رہے ہیں۔
مہر علی ہ زل تا ہیوں میتھے جداں سک دوہاں نوں آہی	اے مہر علی شاہ دونوں کو ایک دوسرے کی طلب تھی اس لیے مل بیٹھے ہیں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرتؒ کی مشہور نعت جو اکثر بھیم پلاسی یا اساوری میں گائی جاتی ہے

اَج سک متراں دی ودھیری اے — کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے؟
لُوں لُوں وِچ شوق چنگیری اے — اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
اَلطَّیْفُ سَرٰی مِنْ طَلْعَتِہٖ — وَالشَّذْوُ بَدٰی مِنْ وَّفْرَتِہٖ
فَسَکَرْتُ ھُنَا مِنْ نَظْرَتِہٖ — نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے — متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے — مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
دو ابرو قوس مثال دِسن — جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سُرخ آکھاں کہ لعل یمن — چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
اِس صُورت نُوں میں جان آکھاں — جانان کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے ربّ دی شان آکھاں — جس شان توں شاناں سب بنیاں
ایہہ صُورت ہے بے صُورت تھیں — بے صُورت ظاہر صُورت تھیں
بے رنگ دِسے اِس مُورت تھیں — وِچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں
دَسّے صُورت راہ بے صُورت دا — تو بہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سُوجھت دا — کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں
ایہا صُورت شالا پیش نظر — رہے وقت نزع تے روز حشر
وِچ قبر تے پُل تھیں جد ہوسی گذر — سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں
یُعْطِیْکَ رَبُّکَ داس تساں — فَتَرْضٰی تھیں پُوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں — وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیاں
لاہو مُکھ توں مخطط بُردیں — من بھانوری جھلک وکھاؤ سجن
اوہا مٹھیاں گالیں الاؤ منتن — جو حسرا دادی سن کریاں
مُجرے توں مسجد آؤ ڈھولن — نُوری جھات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن — سب اِنس و ملک حُوراں پریاں
اِنہاں سکدیاں تے کُرلاندیاں تے — لکھ واری صدقے جاندیاں تے
اِنہاں بردیاں مُفت وکاندیاں تے — شالا آون دت بھی اوہ گھڑیاں
سُبْحَانَ اللّٰہ مَا اَجْمَلَکَ — مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا — گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

لے خواب میں اُس کی شکل نظر آئی اور زلفوں سے خوشبو مہکی جس کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہو گیا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت قبلۂ عالم سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ

کی

تصنیفات

۱۔ تحقیق الحق فی کلمۃ الحق یہ کتاب کلمۂ طیبہ کی تشریح اور مسئلہ وحدت الوجود کے بیان میں ہے۔ جو حضرت کے لکھنؤ کے مشہور صوفی مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کی کتاب کلمۃ الحق کے جواب میں تحریر فرمائی۔ شاہ صاحب لکھنوی نے مسئلہ وحدت الوجود کو کلمۂ طیبہ کا مدلول ثابت فرما کر تمام امت محمدیہ کو اس کشفی مسئلہ کے ساتھ مکلف فرما دیا تھا حضرت پیر صاحبؒ نے اپنی خداداد علمی و عرفانی قابلیت سے نہ صرف شاہ صاحب کے اس خطرناک نظریہ کی تردید فرمائی بلکہ صوفیائے کرام کے مسلک کے مطابق مسئلہ مذکورہ کی ایسی مدلل تشریح فرمائی جو ارباب علم و ذوق کے لیے خضر راہ ہے۔ کتاب کے آخر میں صوفیائے وجودیہ کے طریقہ سلوک و توجہ کو عمدہ انداز میں بیان فرما کر سرکار دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختصر سیرت طیبہ کا بھی بیان فرمایا ہے۔ ۲۸۸ صفحات پر مشتمل دوسرا ایڈیشن جس میں عربی اور فارسی کی عبارات کا اردو ترجمہ اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی شامل ہیں۔ ہدیہ صرف ۱۵ روپے

۲۔ شمس الہدایہ یہ کتاب حضرت مسیح ابن مریم کے زندہ آسمان پر تشریف لے جانے اور قیامت کے قریب واپس زمین پر نزول فرمانے کے موضوع پر قرآن و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائی گئی۔ اور اس میں ختم نبوت جیسے متفقہ اور اجماعی عقیدہ کے متعلق تمام اعتراضات اور شکوک و شبہات کی مدلل تردید تحریر ہے۔ ۱۰۴ صفحات پر مشتمل چوتھا ایڈیشن۔ ہدیہ صرف ۱۵ روپے

۳۔ سیف چشتیائی ہر طبقہ کے علمائے کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت کے موضوع پر اس سے بہتر اور مستند کتاب کبھی نہیں لکھی گئی۔ قوت استدلال اور طرز بیان بے نظیر ہے۔ علم دوست اصحاب میں بے حد مقبول ہے۔ ۴۰۰ صفحات پر مشتمل چوتھا ایڈیشن ختم ہونے کے قریب ہے۔ ہدیہ صرف ۲۵ روپے

۴۔ اعلائے کلمۃ اللہ یہ کتاب وما اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ہے جس میں حضرتؒ نے مسائل نذر و نیاز، سماع موتے، استمداد اولیائے کرام کو نہایت شستہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اور ان مسائل میں اہل اسلام میں جو اختلافات مدت سے چلے آرہے ہیں انہیں اعتدال و انصاف کے ساتھ ختم کرانے کی کوشش فرمائی ہے۔ ۲۲۴ صفحات چوتھا ایڈیشن، ہدیہ صرف ۲۵ روپے۔

۵۔ مکتوبات طیبات یہ کتاب آنجناب کے خطوط اور تحریرات کا مجموعہ ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے احباب اور متعلقین کی طرف تحریر فرمائے ان میں بہت سے مسائل شریعت و طریقت کا حل موجود ہے۔ ۴۰۰ صفحات تیسرا ایڈیشن۔ ہدیہ صرف ۱۵ روپے۔

۶۔ ملفوظات طیبات آپ کے علمی ارشادات و ملفوظات کا مجموعہ، بار سوم، آفسٹ طباعت، مجلد نیا ایڈیشن، ہدیہ صرف پندرہ روپے (-/۱۵)

۷۔ مرآۃ العرفان آپ کا عارفانہ اور روحانی کیفیات سے بھرپور منظوم کلام، مرصع ایڈیشن، دو رنگوں میں آفسٹ طباعت، ہدیہ صرف دس روپے (-/۱۰)

۸۔ فتاوٰی مہریہ حضرتؒ کے قلمی تحریر کردہ اہم مسائل پر علمی فتاوٰی کا مجموعہ جس میں حضرتؒ کی دیگر تصانیف میں شائع شدہ فتاوٰی بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ فارسی فتاوٰی کا خلاصہ اردو میں بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اہل علم و عقیدت حضرت کے لیے ایک نادر تحفہ۔ ہدیہ صرف -/۱۵ روپے۔

۹۔ مہر منیر آنجناب کی شہرۂ آفاق سوانح عمری، آپ کے مصدقہ حالات زندگی، علمی و روحانی مجاہدات و کمالات کا تفصیلی تذکرہ، تصنیفات کا مختصر خلاصہ۔ قادیانیت کے خلاف آپ کے معرکہ کی داستان نیز آپ کے صاحبزادہ و جانشین حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات وصال۔ چوتھا ایڈیشن، ۶۰۰ صفحات، بہترین کاغذ، آفسٹ طباعت، خوبصورت جلد، ہدیہ صرف پچاس روپے (-/۵۰)

تحفہ وظائف (مترجم) چشتیہ از حضور قبلۂ عالم قدس سرہ نفیس ٹائیٹل، عمدہ کتابت و طباعت کا مجموعہ صفحات ۳۰۰ قیمت ۱۵ روپے

نفحات طیبات ترجمہ۔ اردو خواں حضرات کی خدمت میں پیش ہو چکا ہے۔ ہدیہ ۱۵ روپے

الفتوحات الصمدیہ قیمت ۱۰ روپے — **عجالہ بردوسالہ** قیمت ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ: آستانہ عالیہ گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خوشخبری

عوام الناس اہل سنت وجماعت کو یہ سن کر بہت خوشی ہوگی کہ مسلکِ حقہ کی اشاعت کیلئے چکوال میں ایک دینی درسگاہ بنام "جامعہ اسلامیہ غوثیہ" عرصہ سے قائم ہے جس میں ہر سال ۲۰ شعبان المکرم سے ۲۷ رمضان المعظم تک دورۂ قرآن مجید بالتفسیر ہوتا ہے اور استاذ العلماء والفضلاء شیخ الحدیث و التفسیر جناب علامہ سید محمد زبیر شاہ صاحب مدظلہ العالی قرآن حکیم کے اسرار و رموز بیان فرماتے ہیں جس طرح قرآن حکیم کو ماہ رمضان سے (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ) ایک خاص نسبت ہے اسی طرح قرآن حکیم کو عترتِ اہل بیت سے خاص نسبت ہے (إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي) اگر ان تینوں کا قران دیکھنا ہو تو ماہِ رمضان میں دورۂ قرآن مجید میں شرکت فرما کر دیکھیں۔ یہ نورانی مجلسیں نہایت پُرکیف و پُرسرور ہوتی ہیں۔ یہاں پر باہر سے تشریف لائے ہوئے حضرات کیلئے رہائش اور خورد و نوش کا بندوبست جامعہ کی طرف سے ہوتا ہے اور ستائیسویں کی شب کو جشنِ دستارِ فضیلت کی تقریب ہوتی ہے جو عجیب پُرکیف سماں پیدا کرتی ہے شوق ہو تو شمولیت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ والسلام۔

یکے از سگانِ غوثِ اعظم فقیر حاجی نواب الدین عفی اللہ عنہ

گولڑوی۔ لاہوری

اطلاع عام

حضرات! چکوال میں درس نظامی کی معیاری درسگاہ عرصہ سے قائم ہے جہاں سے سینکڑوں طلباء فارغ التحصیل ہو کر ملک کے کونہ کونہ میں سرگرم عمل ہیں۔ وہاں بی۔ اے کی تیاری بھی کرائی جاتی ہے۔ آپ حضرات اپنے بچوں کو وہاں داخل کرائیں۔ اور جامعہ ہذا کے ساتھ ہر قسم کا تعاون فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

ناظم جامعہ اسلامیہ غوثیہ، تلہ گنگ روڈ، چکوال

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حصّہ سوم

مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیّت
اور
کفریات

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حصّہ سوم

مرزا صاحب کی شخصیت اور اس کے کفریات

بانیٔ قادیانیت اور اُن کی ابتدائی زندگی

تحریکِ قادیانیت کے بانی کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ وُہ برٹش انڈیا میں صُوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے موضع قادیان میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہُوئے۔ اُن کے والد کا نام غلام مُرتضےٰ تھا جو سمرقندی مغل گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کا پیشہ طبابت اور زمینداری تھا۔ مرزا غلام احمد علُومِ مروّجہ عربی، فارسی اور طب کی تحصیل سے فارغ ہو کر ۱۸۶۴ء میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں بطور اہل مد قریباً چار سال ملازمت کرتے رہے۔ بعدہٗ ملازمت چھوڑ کر اپنے والد محترم کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ مذہبی کتب کا مطالعہ بھی جاری رکھا اور مذہبی مناظرات وغیرہ میں حصّہ لیتے رہے۔ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے اُن کے آبا و اجداد حنفی المذہب مُسلمان تھے اور خُود مرزا صاحب بھی اپنی اوائل زندگی میں اُنہی کے قدم بہ قدم چلتے رہے۔ ۱۸۷۹ء میں اُنہوں نے ایک اشتہار شائع کیا کہ میں ایک کتاب براہین احمدیہ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہُوں جو پچاس جلدوں پر مشتمل ہو گی اور جس میں اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب کی تردید میں قوی اور محکم عقلی دلائل پیش کیے جائیں گے۔ مُسلمانوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے کثیر تعداد میں پیشگی قیمت بھیج کر معاونت کی۔ بین ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک مرزا صاحب نے اس کتاب کی صرف چار جلدیں شائع کر کے دعوےٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بذریعہ الہام اشاعت دین پر مامُور فرمایا ہے اور وُہ اس صدی کے مجدّد ہیں۔ اس لیے اس کتاب کی مزید اشاعت بند کی جاتی ہے۔

۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب نے اپنی دُوسری کتاب سُرمہ چشم آریہ تصنیف کی اور ہوشیار پور میں آریہ سماجیوں کے ساتھ مناظرہ بھی کیا۔ اس طرح ایک مُناظرِ اسلام اور مُدعی الہام کی حیثیت سے شہرت حاصل کر کے انہوں نے اپنے گرد عقیدت مندوں کا ایک گروہ پیدا کیا جس میں حکیم نور دین شاہی طبیب ریاست جموں و کشمیر جیسے بارسُوخ مشیر و معاون شامل تھے۔

مرزا صاحب کے ابتدائی عقائد

اس وقت تک مرزا صاحب کے عقائد وُہی تھے جو ایک صحیح العقیدہ سُنّی مُسلمان کے ہونے چاہئیں۔ وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بھی اُسی قدر قائل تھے جیسے دیگر مُسلمان۔ اپنے اشتہاری اعلان مؤرخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء (مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم) میں اُنہوں نے لکھا:۔

"میں اُن تمام اُمور کا قائل ہُوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سُنّت جماعت کا عقیدہ ہے اُن سب باتوں کو مانتا ہُوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مُسلّم الثبوت ہیں۔ اور سیّدنا و مولانا حضرت محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دُوسرے مُدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہُوں۔ میرا یقین ہے کہ وحیِ رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہُوئی اور جناب رسُول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی..... اس میری تحریر پر ہر شخص گواہ رہے۔"

اسی طرح اپنے مکتُوب عربی بنام مشائخ ہند مندرجہ انجام آتھم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

پیغمبر بجز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں جو خاتم النبیین ہیں جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور اُن کے دشمنوں پر لعنت بھی ہے۔ گواہ رہ کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جو چشمۂ حق و معرفت ہے۔ کی میں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اُس خیر القرون میں باجماع صحابہؓ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ اُن پر کوئی زیادتی کرتا ہوں نہ کمی۔ اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا۔ اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے اُس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔" (ترجمہ)

اُن ایام میں مرزا صاحب حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول کے عقیدہ پر بھی ایمان رکھتے تھے۔ جس پر براہین احمدیہ جلد چہارم" میں اُن کے یہ الفاظ شاہد ہیں:۔

"یہ آیت هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (فتح۔ ۲۸) (اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت دے کر اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے) سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیحؑ کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبۂ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا....."

اُس دور کے مسلمانوں کی ذہنی کیفیت

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اپنی سیاسی بالادستی کھو دینے کی وجہ سے مسلمان سخت ذہنی پریشانی اور مایوسی کا شکار ہو چکے تھے اور اپنے اس اضمحلال سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے

ان دنوں انگریزوں کو ایسے غداروں کی اشد ضرورت تھی۔ جو مسلمانوں کے اس جذبہ جہاد اور عشق رسولؐ کو ختم کرنے میں کام کریں۔ جن جذبے نے انگریزوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں پے در پے شکستیں دی تھیں۔ اس مقصد کے لیے بھی انگریزوں نے جن شخصیتوں کو استعمال کیا ان میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھے۔ مرزا صاحب نے انگریزوں کے ایماء پر نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کر دیا اور جہاد کو حرام قرار دیا۔ ملاحظہ ہو:۔

برطانیہ کی اطاعت "نصف الاسلام"

اپنی کتاب "شہادت القرآن" میں حکومت برطانیہ کی اطاعت کو نصف الاسلام قرار دیتے ہوئے مرزا صاحب "تریاق القلوب" میں لکھتے ہیں:۔

"میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ان کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دینے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے [illegible]

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ذیل میں مرزا صاحب اور اس کے خاندان کی حکومتِ برطانیہ اور سکھوں سے وابستگی ملاحظہ ہو:-

نونہال سنگھ شیر سنگھ

(یہ دونوں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے فوجی جرنیل تھے)[1]

دربار لاہور کے دروازہ میں غلام مرتضیٰ (غلام احمد کا والد) ہمیشہ فوجی خدمت پر مامور رہا۔ ۱۸۴۸ء میں جرنل رنجورہ کے ساتھ منڈی اور کلو کی طرف بھیجا گیا۔ ۱۸۴۳ء میں ایک پیادہ فوج کا کماندار بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارہ کے مفسدہ (یاد رہے کہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ اور ان کے ساتھیوں سے بالاکوٹ کی لڑائی میں سکھوں کی فوج میں شامل ہو کر ان مجاہدوں سے لڑتا رہا) میں اس نے کارہاء نمایاں کئے اور ۱۸۴۸ء کی بغاوت ہوئی تو وہ اپنی سرکار (سکھوں) کا وفادار رہا۔ اس طرف سے لڑا۔ اس موقعہ پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی اچھی خدمات کیں (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۲۱)

[1] اس کی تصدیق و تاریخ محاسبہ قادیانیت ص۲۳ تا ص۳۳ سے بھی ہوتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے "مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ اور بڑے بھائی مرزا غلام قادر جو رنجیت سنگھ والیٔ پنجاب کی فوج میں ملازم تھے نے سید احمد شہید کے حریت پسندوں کے خلاف بالاکوٹ کے مقام پر رنجیت سنگھ کے بیٹے شیر سنگھ کی قیادت میں لڑے۔ جس میں اسلام کی یہ عظیم الشان تحریک جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اسلام کے نام پر قربان ہو گئی۔ اسی طرح ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مرزا غلام مرتضیٰ جو اب بوڑھے ہو چکے تھے نے اپنے بیٹے مرزا غلام قادر کو معہ پچاس گھوڑوں کے پیش کیا جنہوں نے انگریزوں کی طرف سے لڑ کر سیالکوٹ کے حریت پسندوں کو تہ تیغ کیا۔ اس وقت یہ ۴۶ انفنٹری میں ملازم تھے جو جنرل نکلسن کی قیادت میں اسی مہم پر مامور تھی۔ فوجی خدمات کے اعتراف میں جنرل مذکور نے انہیں ایک سند بھی دی جس میں لکھا تھا "ان کا خاندان قادیان ضلع سرگودھا کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا ہے۔ اس بات کا اعتراف خود مرزا غلام احمد نے اشتہار "واجب الاظہار" ۳۰ ستمبر ۱۸۹۱ء ص۳ تا ص۶ میں بھی کیا ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں نہیں کہتا۔ کہ گورنمنٹ اُن کی اس خدمات کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے (غلام احمد کے باپ اور بھائی) ۱۸۵۷ء کے نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے مہیا کر کے گورنمنٹ (برطانیہ) کی امداد کے لئے دئے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۳۲)

●

اور پھر بھائی مرزا غلام قادر غدر کی لڑائی میں شریک تھا۔ اور بڑی جانفشانی سے مدد دی۔ غرض اس طرح میرے بزرگوں نے اپنے خون اپنے مال اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ (برطانیہ) کی نظر میں ثابت کیا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۳۲)

● میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدماتِ سرکار میں مصروف رہا اور جب غدر کے گذر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔

پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس سترہ برس کی عمر میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں اُن سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے دلوں کو ترغیب دی۔ اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں اور قرین مصلحت سمجھ کر اس امر ممانعتِ جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔ جن کی چھپائی اور اشاعت پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے اور وہ کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔

اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے۔؟ جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظِ امن اور جہادی خیالات کو روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا ہے۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے خلاف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اعانت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیرخواہی سے نہیں کی۔ تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم وغیرہ۔ بلادِ اسلامیہ میں شائع کرنے سے کسی انعام کی توقع تھی؟

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے۔

ستارۂ قیصرہ صفحہ ۴، ۵، ۶، ۷

(مصنفہ غلام احمد مرزا)

●

اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی عہدِ سلطنت ایسا نہیں جو مسیح کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔

سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔

(ستارہ قیصرہ صفحہ ۶۔ مصنفہ غلام احمد)

●

سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔ خدا نے تیرے عہدِ سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح (غلام احمد) کو بھیجا۔ اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا۔

(ستارۂ قیصرہ صفحہ ۸ مصنفہ مرزا غلام احمد)

●

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اے ملکۂ قیصرِ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہدِ حکومت کیا ہی مبارک ہے۔ کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردیٔ رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ ستارہ قیصرہ ص ۹

(مصنفہ مرزا غلام احمد)

شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہدِ سلطنت کی قدر نہیں کرتا۔ اور بد ذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اِس لئے مجھے ضرورت ہے کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے آبِ رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔

بابرکت قیصرۂ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔

(ستارہ قیصرہ ص ۹ مصنفہ غلام احمد)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اپنی گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ اور جن کا ذکر مسٹر کرفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے۔

اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکارِ انگریزی کو مدد دی تھی۔ پچاس سوار اور گھوڑے باہم پہنچا کر زمانۂ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں۔"

(ستارۂ قیصرہ ص۳و۴)

بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ یہ سوال ان کا نہایت ہی حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی کا کام ہے۔

شہادت القرآن ص۶۹

(مصنفہ مرزا غلام احمد)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے۔ یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے۔ اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور اسے مخالفِ امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں نہ ڈالیں۔

(ستارۂ قیصر صفحہ ۱۳ مرزا غلام احمد)

خدا کا یہ فضل اور احسان ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا۔ اگر ہم کسی اور سلطنت کے زیر سایہ ہوتے تو یہ ظالم تباہ کار ہماری جان و آبرو کو چھوڑنا چاہتے۔

(ستارۂ قیصرہ صفحہ ۲۱ مرزا غلام احمد)

یاد رہے کہ مسلمان کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔ ایک بڑا امتیازی شان اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ اور نہ اس کا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ بظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔ اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے۔ کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی جائیں۔

(تریاق القلوب صفحہ ۳۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اب مرزا صاحب کا تدریجی دور پیش خدمت ہے۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کو مرزا صاحب نے رفیقِ خاص جو بعد میں اس کے خلیفہ بھی ٹھہرے، حکیم نوردین نے اُسے مثیلِ مسیح بننے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ

مثیلِ مسیح ہونے کا دعوےٰ

اس تذبذب اور اضطراب کے زمانہ میں مسلمانوں کے ذہن پر جو نفسیاتی کیفیت طاری تھی مرزا صاحب کو اُن کے رفیق حکیم نوردین نے اُس سے فائدہ اُٹھانے کا مشورہ دیا۔ اُن کا خیال تھا کہ اگر وہ خود کو مثیلِ مسیح کا لبادہ اوڑھ کر قوم کے سامنے پیش کریں تو ساری قوم دل و جان سے اُن کا خیر مقدم کرے گی اور وہ احیائے ملت کے لیے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے سکیں گے۔ تھوڑا ہی عرصہ بعد مرزا صاحب نے حکیم نوردین کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے مثیلِ مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا جیسا کہ اُن کے اشتہار مندرجہ تبلیغِ رسالت جلد دوم "مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی سے ظاہر ہے۔

"مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدث نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری رُوحانی حالت مسیح ابن مریم کی رُوحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔" ۱۶۷

اسی طرح ازالۃ الاوہام میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز نے جو مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اُس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔۔۔۔ میں نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔۔۔۔ میں مثیلِ مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض رُوحانی خواص طبع اور عادات و اخلاق وغیرہ خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔"

مثیلِ مسیح سے مسیحِ موعود

مرزا صاحب اپنے اس دعوےٰ مثیلِ مسیح پر زیادہ عرصہ قائم نہ رہے بلکہ اُس سے ایک قدم آگے بڑھے اور سب سے پہلے اپنی تین تصنیفات "فتح الاسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" میں حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو غلط بتا کر وفاتِ مسیح کا اعلان کیا اور پھر اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا اعلان ان الفاظ میں کیا:۔

"مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اُٹھائے گئے ہیں اور وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اُتریں گے۔ میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔" (توضیح مرام)

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدے بجا لاؤ کہ وہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے آبا گذر گئے۔ اور بے شمار روحیں اُس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پا لیا۔۔۔۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے رُک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لیے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اُسی طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جس کی رُوح ہیروڈیس کے عہدِ حکومت میں بہت تکلیف کے بعد آسمان پر اُٹھائی گئی۔ سو جب وہ سہ کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے دُوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لیے آیا جس کے حق میں ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (ہم نے تمہاری طرف رسُول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسُول بھیجا تھا)۔ تو اُس کو بھی جو اپنی کاروائیوں میں کلیم اوّل کا مثیل مگر رُتبہ میں اُس سے بزرگ تر تھا ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پاکر اُسی زمانہ کی مانند اور اُسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اُترا اور وہ اُترنا رُوحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لیے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اُسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اُترا جو مسیح ابن مریم کے اُترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لیے نشان ہو۔"
(فتح الاسلام)

"اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مُراد ہوں میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اُس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وُہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ اور یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی ہے۔" (کشتی نوح)

"مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اُس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم)

"میرا دعوےٰ یہ ہے کہ میں وُہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدائے تعالےٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وُہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔" (تحفہ گولڑویہ) ۱۶۸

مسیح موعود سے نبوت تک

مرزا صاحب اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے پر قریباً دس سال قائم رہے اور پھر ختم نبوت کے معروف اسلامی نظریہ کو (جس کے وُہ خود بھی معتقد رہے تھے) غلط قرار دے کر نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

اس کی تقریب یہ ہوئی کہ اگست ۱۹۰۱ء میں ایک روز مرزا صاحب کے خطیب مولوی عبدالکریم نے جُمعہ کے خطبہ میں انہیں نبی و رسُول کہا۔ نماز کے بعد سید محمد احسن امروہی قادیانی خطیب صاحب سے جھگڑتے رہے۔ انہوں نے اگلے جمعہ ۲۳ کے الفاظ دُہرائے اور امروہی صاحب کے تیور پہچان کر نماز کے بعد مرزا صاحب کا دامن پکڑ لیا اور کہا میں آپ کو نبی و رسُول مانتا ہوں، اگر میں غلطی پر ہوں تو حضور مجھے درست فرمائیں۔ اس پر مرزا صاحب مُڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔ مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا ہے۔" یہ سُن کر سید محمد احسن غصہ میں بھرے ہوئے واپس آ گئے اور مسجد کے اُوپر ٹہلنے لگ گئے۔ جب مولوی عبدالکریم وہاں پہنچے تو سید صاحب اُن سے لڑنے لگے۔ آوازیں بلند ہوئیں تو مرزا صاحب مکان سے نکل آئے اور آیت پڑھی۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (مسلمانو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو)۔ (الفضل قادیان ۴ جنوری ۱۹۲۳ء و رسالہ فرقان قادیان بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مرزا صاحب ۱۸۹۱ء سے نبی کا لقب اختیار کرنے میں مذبذب تھے۔ چنانچہ "انجام آتھم" ۱۸۹۷ء میں لکھا تھا:۔

"الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اُس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔"

یعنی اس سے قبل "خدا کا فرستادہ"۔ "مامور"۔ "امین"۔ "مثیل مسیح"۔ "مہدی معہود"۔ "مسیح موعود" کے القاب استعمال ہو رہے تھے، مگر نبی و رسول کہلانے میں مرزا صاحب کو تردد تھا۔ اُس روز خطیب صاحب کی عقیدت نے ختم نبوت کی فولادی دیوار کو بھی رستہ سے ہٹا دیا اور مرزا صاحب نے زبان و قلم سے بصراحت نبوت کا اعلان کرنا شروع کر دیا:۔

"میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کر دوں یا کیوں کر اُس کے سوا کسی سے ڈروں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، نومبر ۱۹۰۱ء)

"خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی ... اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُسی نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ۱۹۰۷ء) ۱۷۲

ظلّی نبی

اپنے اس دعوے کے بعد مرزا صاحب کچھ عرصہ تک اپنے آپ کو ظلی نبی ظاہر کرتے رہے۔ اُن کے کہنے کے مطابق اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا تھا مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے ہی مل سکتی تھی نہ کہ براہِ راست جیسا کہ پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہ تھے کہ آپ نبیوں کی مُہر ہیں اور آپ کی مُہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی تھی۔ یعنی آپ کے بعد ایسے انبیاء پیدا ہوں گے جن کی نبوت کی تصدیق آپ اپنی مُہر سے فرمائیں گے۔ ان انبیاء کی نبوت کا معیار آپ کے نقشِ قدم پر چلنا اور آپ کی شریعت کو قائم کرنا ہوگا۔

مرزا صاحب کے صاحب زادے بشیر احمد صاحب نے اپنی تصنیف "کلمۃ الفصل" میں مرزا صاحب کی اس نبوت کو یوں بیان کیا ہے:۔

"یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے۔ یہ محض نفس کا ایک دھوکا ہے... میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں بعض لوگ آپ کی (مرزا صاحب کی) نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔"

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ظلی نبوت سے مستقل اور صاحب شریعت نبی

کچھ عرصہ اسی طرح ظل رہنے کے بعد مرزا صاحب آخر اُس منزل پر پہنچ گئے جس کے تصور سے کاملین بھی کانپتے تھے یعنی اُنہوں نے اپنے مستقل صاحب شریعت نبی اور خاتم النبیین ہونے کا دعوے کر دیا اور اُن کے شدید قلم نے اُس ادب گاہ کو بھی پھلانگ جانے کی جسارت کی جس کے نزدیک پھٹکنے سے نہ صرف جبرئیل علیہ السلام کے پر جلتے تھے بلکہ مشائخ عظام کو آزادی سے سانس تک لینے کی جرأت نہ تھی ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید آں جا

اپنی کتاب ایک غلطی کا ازالہ میں مرزا صاحب نے لکھا:۔

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت "وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ" بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے"۔۔۔ پس جب کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا وجود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دوئی یا مغائرت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں۔ تو یہ کس قدر حق سے خروج ہوگا کہ حضرت مسیح موعود کے عین محمد ہونے سے انکار کریں"۔ الفضل ۹/۱۵ ۱۶

اپنی تصنیف "حقیقت الوحی" میں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی تھیں اُنہیں اپنی طرف منسوب کر کے اپنی ذات کو اُن کا مصداق ظاہر کیا:۔

۱۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔ (آل عمران ۔ ۳۱)	کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔
۲۔ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (انعام ۱۶۴)	اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھ کو اُسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔
۳۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔ (انفال ۔ ۱۷)	اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی مگر وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔
۴۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى۔ (بنی اسرائیل ۔ ۱)	پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے
۵۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ۔	اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر عالمین کے لیے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

(انبیا - ۱۰۷) رحمت بنا کر۔

۶ - یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (یٰسین ۱ تا ۴)

یٰسین۔ قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ آپ پیغمبروں میں سے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔

۷ - اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۝ لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ (فتح ۱-۲)

بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادیں۔

۸ - اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (فتح - ۱۰)

بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں، وہ خدا سے کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

۹ - ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ (فتح - ۲۸)

وُہی اللہ ہے جس نے اپنے رسُول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے۔

۱۰ - ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ (النجم - ۸-۹)

پھر نزدیک ہوا پھر اُتر آیا۔ پس بقدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک تھا۔

۱۱ - وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ۔ (الصف - ۶)

میں بشارت دیتا ہوں ایک رسُول کی جو میرے بعد آنے والا ہے۔ اُس کا نام احمد ہوگا۔

۱۲ - اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (المزمل - ۱۵)

بے شک ہم نے تمہاری طرف رسُول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دے گا۔ جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسُول بھیجا تھا۔

۱۳ - اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (کوثر - ۱)

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔

اِن غیر مانوس اور بعید از حقائق اقوال کی تلخی کو اسلامی فکر و نظر کے لحاظ سے کم کرنے کے لیے یہ عذر پیش کیا جاتا رہا کہ مرزا صاحب خود محمد و احمد ہیں۔ کوئی نئی اور علیحدہ شخصیت نہیں ہیں۔ اس اندازِ خیال کے چند نمونے درج ذیل ہیں:-

"وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے سرچشمے سے لیتا ہے اور نہ اپنے لیے بلکہ اُسی کے جلال کے لیے۔ اسی لیے اُس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی مگر بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

"اور جان لو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ پس جس نے ان کا انکار کیا۔ اُس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

آخیر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔" (خطبۂ الہامیہ)

"جیسے کہ مومن کے لیے دُوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ)

"مَنْ فَرَّقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْمُصْطَفٰى فَمَا عَرَفَنِيْ وَمَا رَاٰنِيْ۔" "جس نے میرے اور محمد مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا، اُس نے نہ مجھے شناخت کیا اور نہ پہچانا اور نہ ہی دیکھا نہ سمجھا۔" (خطبۂ الہامیہ)

"پھر اسی کتاب (براہین احمدیہ) میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) پس اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا اور نہ کوئی یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم کے مطابق ہوگا یعنی اُس کا نام محمد اور احمد ہوگا اور اُس کی اہل بیت میں ہوگا۔" ۱۷۵

اگر آپ مرزا صاحب کی وحی، الہامات، عرفان الٰہی کے نمونے اور مسلمانوں سے اسلام کے ہر رسول میں اختلاف پڑھنا چاہیں تو مہر منیر ص۱۷۶ تا ص۱۸۴ ضرور پڑھیے۔ یہاں مرزا صاحب کے مزید کفریات درج کیے دیتے ہیں:۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ الوہیت

۱۔ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مَیں ہُو ہُو خدا ہُوں۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ مَیں وہی ہُوں۔ پھر میں نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔

آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، ص۵۶۵

۲۔ سو مَیں نے پہلے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاءِ حق کے مطابق ترتیب اور تفریق کی۔ اور مَیں دیکھتا ہُوں کہ مَیں اُس کے خلق پر قادر ہُوں۔ پھر مَیں نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ (کتاب البریہ ص۱۰۴)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۳۔ خدا میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب اور رحم، تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اُس کا ہوگیا۔ اِس حالت میں میری زبان پر جاری تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاءِ حق کے مطابق ترتیب اور تفریق کی، اور میں دیکھتا ہوں کہ میں اُس کی خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا وغیرہ۔

۴۔ مَیں نے کشف میں دیکھا کہ مَیں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا وہی ہوں اور میرا ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا۔ اور میں ایک سوراخ دار برتن کی مانند ہوگیا۔ یا اُس شے کی طرح ہوں، جسے دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہے۔ اور اُسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا۔ یہاں تک کہ اُس کا اپنا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ باقی نہ رہا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ اُس کی قوت اور قدرت مجھ میں زور مارتی اور اُس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔

(کتاب البریت صفحہ ۱۰۲، آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۶۴)

۵۔ خدا نے میرا نام متوکل رکھا۔ خدا میری حمد کرتا ہے۔ اور مجھ پر رحمت بھیجتا ہے۔ (ضمیمہ تریاق القلوب صفحہ ۴۳ نشان ۴۸)

۶۔ خدا مجھ سے ہے اور مَیں خدا سے ہوں۔ (رسالہ دافع البلاء صفحہ ۶ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

۷۔ خدا نے فرمایا جو کچھ مرزا کی زبان سے جاری ہو۔ وہ میری زبان سے ہے۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۶)

۸۔ خدا نے فرمایا۔ اے مرزا مَیں نے تجھے اپنے نفس کے لئے پسند کیا۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسے میرے ساتھ ہیں۔ تو میرے پاس بمنزلہ توحید اور تفرید کے ہے۔ (رسالہ انجام آتھم صفحہ ۵۲)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۹۔ خدا نے فرمایا۔ اے مرزا خدا تیرے ساتھ ہے۔ اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے۔ جہاں تو کھڑا ہوتا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۷)

۱۰۔ خداوند عالم عرش پر میری حمد کرتا ہے۔ (اربعین نمبر ۳ ص۳۱)

۱۱۔ خدا نے مجھ سے کہا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان کو پیدا ہی نہ کرتا (دافع البلاء ص۲)

۱۲۔ اے مرزا تو ہمارے پانی سے ہے اور باقی لوگ فشل سے ہیں۔
(انجام آتھم ص۵۵، ص۵۶ توضیح المرام ص۵۸)

۱۳۔ اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ میری توحید۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۵)

۱۴۔ تو مجھ سے بمنزلہ میری روح کے ہے۔ (البشریٰ جلد دوم ص۱۳۷۔ ۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء (اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ رُوْحِیْ)

۱۵۔ خدا نے مجھ سے کہا تو مجھے میرے فرزند کی طرح ہے۔
حقیقت الوحی ص۸۶

۱۶۔ اے مرزا! تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میرے کان۔
(اخبار البدر قادیان ۲۶ر فروری ۱۹۰۸ء)

۱۷۔ اے غلام احمد تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔ (اربعین ۳ ص۲۸

۱۸۔ خدا نے مرزا سے کہا۔ اے میرے بیٹے سن۔
(البشریٰ ص۴۹ جلد اوّل)

۱۹۔ آپ کی تو وہ شان ہے کہ جس چیز کے لئے بھی کُنْ کا حکم دیا یعنی ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۵)

۲۰۔ مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔ یعنی میں اس بات پر قادر ہوں کہ ماروں اور زندہ رکھوں۔ (خطبہ الہامیہ ص۲۳)

تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔ تو وہ ہے جس کی روح نے میری طرف پرواز کیا۔ (البشریٰ جلد دوم ص۱۲۶ اَنْتَ الَّذِیْ طَارَ اِلٰی رُوْحُہٗ۔ ۱۲ر مارچ ۱۹۰۷ء)

تو مجھ سے ایسا ہے کہ میں ہی ظاہر ہو گیا۔ یعنی تیرا ظہور میرا ظہور ہو گیا۔ (البشریٰ جلد دوم ص۱۰۹ (اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ بُرُوْزِیْ) ۱۵ر مارچ ۱۹۰۶ء)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خدائی دعویٰ کرنے والے کے متعلق مرزا صاحب کا ہی فتویٰ ملاحظہ ہو:-

ہمارے نزدیک وہ نادان ہر ایک زناکار سے بدتر ہے جو انسان کے پیٹ سے نکل کر خدا ہونے کا دعویٰ کرے۔ (نور القرآن حصہ دوم ص۱۳)

مرزا صاحب کے دعویٰ خدائی کے بعد دعوےٰ نبوت ملاحظہ ہو:-

دعوےٰ نبوت

- خدا نے اس عاجز کا نام نبی بھی رکھا۔ (ازالہ اوہام ص۵۳۳)
- سچا خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا۔

(دافع البلاء ص۱۱)

- میرا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے اس رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب و اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

(اربعین نمبر۲ ص۳۲)

- ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم بغیر نئی شریعت کے رسول اور نبی ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ظاہر ہوئے جن پر کتاب نازل نہ ہوئی تھی۔ (اخبار بدر۔ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)
- چونکہ اس مبارک زمانے میں خدا کا ایک برگزیدہ نبی اور رسول موجود ہے۔ اس لئے عذاب بھی اس قسم کے نازل ہو رہے ہیں۔ جو انبیاء کے وقتوں میں ہوتے ہیں۔

(اخبار بدر۔ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۶ء)

- جبکہ میں اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشین گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہوگئی ہیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول ہونے کے نام سے کیونکر انکار کروں۔ اور جب کہ خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو کیوں کر انکار کروں۔ اور میں جیسا قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ویسا بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو مجھے ہوئی۔

(اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

- یہ دو نام اور دو خطاب خاص آنحضرت کو قرآن میں دیئے گئے۔ یعنی سید الانبیاء اور رحمت اللعالمین۔ پھر وہی خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے ہیں۔ (اربعین نمبر ۲ صـ۳)

- اس اُمت میں وہ شخص میں ہی ہوں۔ جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پاتے ہوئے تیئس ۲۳ برس کی مدت ہو گئی اور ۲۳ برس تک سلسلہ وحی جاری رکھا گیا۔

(اربعین نمبر ۳ صـ۲۰)

- ہم نے تجھے دنیا کی رحمت کیلئے بھیجا ہے۔ (اربعین نمبر ۳ صـ۳۰)

- خدا فرماتا ہے کہ یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا۔ بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو خدا کی وحی ہے۔ (اربعین نمبر ۳ صـ۳۴)

- کہ وہ پاک ذات وہی ہے جس نے تجھے رات میں سیر کرایا۔

(حقیقت الوحی صـ۴۸)

- اے سردار تو خدا کی طرف سے راہِ راست پر خدا کا مرسل ہے۔ جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ حقیقت الوحی صـ۱۰۷)

- میرا نام محمد احمد ہے۔ پس نبوت اور رسالت کبھی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔

(پمفلٹ ایک غلطی کا ازالہ۔ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء)

- مرزا تمام انبیاء کا چاند ہے۔ (انجام آتھم صـ۵۵)

- خدا نے مجھے آدم صفی اللہ مثل نوح مثل یوسف مثل داؤد اور مثل موسےٰ اور مثل ابراہیم کہا۔ اور احمد کے نام سے بار بار پکارا۔

(ازالہ اوہام صـ۲۵۳)

- آدم اور ابن مریم بھی عاجز ہے۔ (ازالہ اوہام صـ۶۹۵)

- میرے وجود میں سوائے نور محمد کے کچھ نہیں۔ (حقیقت الوحی صـ۱۷)

- آریوں کا بادشاہ۔ (حقیقت الوحی صـ۸۵)

- میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اُس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اُس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کئے جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔
(تتمہ حقیقت الوحی مطبوعہ میگزین قادیان صفحہ ۶۸)

۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں اُن کے نمونے ظاہر کئے۔ سو وہ میں ہوں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰)

۔ منم مسیح زماں منم کلیم خدا ∴ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد
(تریاق القلوب صفحہ ۳)

۔ مجھے اپنی وحی پر توریت و انجیل و قرآن کی طرح یقین ہے۔
(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۵)

۔ خدا کی قسم میں اپنے الہامات پر قرآن اور دیگر کتب سماوی کی طرح یقین رکھتا ہوں۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۱۱)

۔ آنحضرت صلعم کے وقت دین کی پہلی حالت شب کے چاند کی طرح تھی۔ مگر مرزا کے وقت چودھویں رات کے بدر کامل جیسی ہوگی۔ (مفہوم صفحہ ۱۷۸، صفحہ ۲۰۱ خطبہ الہامیہ)

۔ جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوگیا۔ وہ صحابہ میں داخل ہوگیا۔
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

۔ صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیش گوئیاں سبقت لے گئی ہیں۔ (ریویو جلد اول صفحہ ۲۹۳)

۔ آنحضرت صلعم کے تین ہزار معجزات (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۵، صفحہ ۶۳)
مگر مرزا کے دس لاکھ نشان۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۱)

۔ وَاَنَّ رُوْحَ اللّٰہِ یَنْطِقُ فِیْ نَفْسِیْ۔ اللہ کی روح میرے نفس میں بولتی ہے۔ (انجام آتھم صفحہ ۱۷۶)

۔ جو شخص مجھ میں اور نبی صلعم میں فرق کرتا ہے۔ اُس نے مجھے نہیں جانا اور نہیں پہچانا۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱

یہی مرزا غلام احمد قادیانی ہی تھا۔ جس نے ۳ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو اعلان کیا تھا کہ میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں اور ختم نبوت کے منکر کو کافر کہا تھا۔ جیسا کہ آپ نے گذشتہ اوراق میں پڑھا۔ لہٰذا ایسے جھوٹے کا اعتبار کرنا گناہِ عظیم ہے۔ اب اس کے چند اور جھوٹ ملاحظہ ہوں:۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مرزا غلام احمد کی دروغ گوئیاں

۱۔ "اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں"۔
(تحفہ ندوہ صفحہ ۵)

(نوٹ :- مرزا غلام احمد کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا)

۲۔ "احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ اور وہ چودھویں صدی کا امام ہوگا"۔ ضمیمہ نفرۃ الحق صفحہ ۱۸۸

۳۔ "اور ایک حدیث بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آئے گی"۔
(ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۲)

۴۔ "یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحائف میں بھی یہ موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقتوں میں طاعون پڑے گی"۔ (کشتی نوح صفحہ ۵)

۵۔ قادیان طاعون سے اس واسطے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ یہ اُس کے رسول کی تخت گاہ ہے۔ اور تمام امتوں کے لئے نشان ہے"۔ (دافع البلاء صفحہ ۵) "قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا" (دافع البلاء صفحہ ۵) میں تمام گھر والوں کو اس بیماری (طاعون) سے بچاؤں گا"۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۴۰)

نوٹ :- یہ سب غلط ہے اسلئے کہ مرزا غلام احمد کا اپنا بیان ہے۔ "ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۳۲) "طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زوروں پر تھی میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا"۔ (حقیقت الوحی حاشیہ صفحہ ۸۴) اللہ تعالیٰ کے امر و منشاء کے ماتحت قادیان میں طاعون مارچ کے آخیر تاریخوں میں پھوٹ پڑی"۔
(اخبار الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۴ء)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۶۔ عیسیٰ علیہ السّلام نے ایک کنجری کو بغل میں لیا۔
(نور القرآن ص۴۶ تا ص۴۹)

(نوٹ) :۔ انجیل میں سے حوالہ بتاؤ؟

۷۔ "اور میں کہتا ہوں کہ تین شہروں کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔ مکّہ۔ مدینہ۔ اور قادیان"۔
(ازالہ اوہام ص۷۷ حاشیہ)

جھوٹ اور جھوٹے کی نسبت مرزا غلام احمد کا فتوےٰ

۱۔ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ (تبلیغ رسالت ص۲۸ جلد ۷)
۲۔ دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔ (نزولِ مسیح ص۲)
۳۔ جھوٹ بولنا مُرتد کے برابر ہے۔ (کشتی نوح ص۱۹۔ حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۹ اربعین ۳ ص۲۴ حاشیہ)
۴۔ خدا کی لعنت پر جو جھوٹ بولتے ہیں۔ (اعجاز احمدیہ ص۲۰۶)
۵۔ جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا برابر ہے۔ (حقیقت الوحی ص۲۰۶)
۶۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دُنیا میں کوئی گناہ نہیں۔
(تتمہ حقیقت الوحی ص۲۶)
۷۔ ظاہر ہے کہ جب انسان ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اس پر یقین نہیں کیا جاتا۔ (چشمۂ معرفت ص۲۲۲)
۸۔ خدا کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بد ذاتی ہے۔
(تریاق القلوب ص۶، ص۱۱)
۹۔ جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔ (تبلیغ رسالت ص۳۳)
۱۰۔ نبی کے کلام میں جھوٹ جائز نہیں۔ (مسیح ہندوستان میں ص۱۹)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تہذیب اور اخلاق کریمہ

۱۔ اے بدذات فرقۂ مولویان تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

آئے گا کہ تم بے ہودہ خصلت چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویو تم پر افسوس تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہ عوام کو پلایا۔

(انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ)

۲۔ کیونکہ وہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے ہو۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵ حاشیہ)

۳۔ چاہیئے کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے۔ اور پہلے ہی سے اپنی بدگوئی ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں آسمانی زوجہ کی پیشین گوئی پوری ہو جائے گی تو کیا اُس وقت یا اُس دن یہ مخالف جیتے ہی رہیں گے۔ اور کیا اُس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ اِن بے وقوفوں کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہ رہے گی۔ اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ اُن کے منحوس چہروں کو بندروں کی طرح کر دیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳)

۴۔ اے احمق دل کے اندھے دجّال تو ہی تو ہے۔ دجّال تیرا نام ثابت ہوا یا کسی اور کا ..... حق سے لڑتا رہ۔ آخر اے مردار دیکھے گا کہ تیرا انجام کیا ہوگا۔ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ سے لڑتا ہے۔

(اشتہار الانعام ...۳ ص۱۲)

۵۔ اے بے ایمان نیم عیسائیو! دجّال کے ہمراہیو۔ شیطان کے ساتھیو!

(اشتہار الانعام ...۳ ص۵)

۶۔ جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا پر صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ اور حلال زادہ نہیں ہے۔ پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتا اور عیسائیوں کو فتح یاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔
(انوار الاسلام صفحہ ۳)

۷۔ کوئی شخص نہیں جو ان مولویوں کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا کوئی زندہ مُردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ)

۸۔ اے مُردار خور مولویو اور گندی رُوحو! انصاف اور ایمان سے دُور بھاگنے والو! تم جھوٹ مت بولو۔ اور نجاست مت کھاؤ۔ جو عیسائیوں نے کھائی۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۱)

۔ اے بدذات فرقہ مولویاں۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۱)

۔ ہر مسلمان مجھ کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے۔ اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن زناکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتی۔ (آئینۂ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷، صفحہ ۵۴۸)

۔ میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں اور اُنکی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔ (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارشادات اکابرین اسلام کے حق میں

حضرت حسین صاحب کی نسبت مرزا غلام احمد کا بیان:۔

(۱) "اے قوم شیعہ نازمت کرو کہ حسین تمہارا نجات دہندہ ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو تمہارے حسین سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر میں اپنی طرف سے کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔" (رسالہ دافع البلاء صفحہ ۱۳ سطر ۱۶)

(۲) "صد حسین است در گریبانم"۔
(اخبار الحکم قادیان ۱۹ جون ۱۹۰۳ء)

(۳) "افسوس یہ لوگ شیعہ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو حسین کو اہلبیت کا رتبہ بھی نہیں دیا۔ بلکہ نام تک مذکور نہیں حسین سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن میں موجود ہے"۔
(نزول مسیح صفحہ ۲۵)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

(۴) "مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے"۔

(اعجاز احمدی ص۶۹)

"مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد ملتی رہتی ہے مگر حسین پس تم دشتِ کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک روتے ہو۔ پس سوچ لو"۔

(ترجمہ عربی عبارت) (اعجاز احمدی ص۶۹)

حضرت علی کی نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان:-

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو"۔

(اخبار الحکم قادیان، نومبر ۱۹۰۲ء)

قارئین کرام! آپ نے مرزا صاحب کے متعلق جو کچھ پڑھا اس سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں رہا کہ ایسی باتیں وہی کرتا ہے جسے مالیخولیہ اور مراق کا مرض لاحق ہو اور یہی کچھ اس کے متعلق اس کے ڈاکٹروں اور گھر والوں نے کہا، ملاحظہ ہو:-

(۱) مرزا صاحب کو مراق کی بیماری تھی۔

(۱) "دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت نے پیش گوئی کی تھی۔ جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا۔ تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کے دھڑ کی کثرت بول"۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جون ۱۹۰۶ء جلد اول ص۲۰۰ و اخبار بدر جلد دوم نمبر ۲۳ مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء)

(۲) میرا یہ حال ہے کہ باوجود دو بیماریوں میں ہمیشہ سے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مبتلا رہا ہوں۔ تاہم مصروفیت کا یہ حال ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔ اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔

(اخبار الحکم قادیان جلد نمبر ۵ صفحہ ۳ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

نیز دیکھو محمد منظور الٰہی مرزائی کی کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۸۔

حضرت مسیح موعود نے بیشک مراقی کا لفظ اپنی نسبت بولا ہے۔

(احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۴۹)

(۳) مراق کا مرض حضرت مرزا کو موروثی نہ تھا۔ بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا۔ اور اس کا باعث سخت محنت دماغی۔ تفکرات۔ غم اور سوءِ ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا۔ اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دورانِ سر کے ذریعے ہوتا تھا۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ ۱ بابت اگست ۱۹۲۶ء)

(۴) مرزا صاحب نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھکو مراق ہے

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۲۵ نمبر ۶ صفحہ ۶ اگست ۱۹۲۶ء)

(۲) مرزا غلام احمد کی بیوی کو مراق کی بیماری تھی

میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی کرنا مفید ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان عدالت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ صفحہ ۲۹ ۱۰ اگست و کتاب منظور الٰہی صفحہ ۲۴۴

(۳) مرزا کے فرزند ارجمند کو مراق کی بیماری تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یعنی مرزا محمود احمد نے فرمایا کہ مجھ کو کبھی کبھی مراق کا دورہ ہو جاتا ہے۔

(ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مراق کا مریض ناقابلِ اعتبار :- (مرزا غلام احمد کا اپنا بیان)

یہ بات تو بالکل جھوٹا منصوبہ ہے۔ اور یا کسی مراقی عورت کا وہم۔ (حاشیہ کتاب البریت ص۲۳۸، ص۲۳۹) گویا مراق کے مریض کی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔

(۲) ہسٹیریا اور مرزا غلام احمد قادیانی

(۱) ہسٹیریا کا مرض جس کو اختناق الرحم کہتے ہیں۔ چونکہ عام طور پر یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اسلئے اس کو رحم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ورنہ مردوں میں بھی یہ مرض ہوتا ہے۔ جن مردوں کو یہ مرض ہو اُن کو مراقی کہتے ہیں۔

خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ ص۸۲ مؤرخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء

(۲) یہ درست ہے کہ مرگی اور ہسٹیریا میں بھی مراق کی علامات پائی جاتی ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ ہر مراقی کو مرگی یا ہسٹیریا کا مرض ہوتا ہے۔

بیاض نورالدین جلد اول منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ ص۴۷ مؤرخہ یکم دسمبر ۱۹۳۸ء

احمدی فتویٰ

(۳) "ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اُس کے دعوے کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بُن سے اکھاڑ دیتی ہے۔" ص۳

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

(۴) مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے لکھتے ہیں۔ "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دورانِ سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

(ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا تھا) ..... کی وفات کے چند دن بعد پیدا ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا اور اُس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۳ از مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

(۵) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۵۵

مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳) کثرتِ بول اور مرزا غلام احمد قادیانی

... مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اُوپر کے حصے میں اور دُوسری بدن کے نیچے کے حصے میں۔ اُوپر کے حصے میں دُورانِ سر ہے اور نیچے کے حصے میں کثرتِ پیشاب ہے۔ اور یہ دونوں مرض اِس زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔

(مرزا قادیانی صاحب کی تالیف حقیقت الوحی ص۳۶ و ص۳۷

منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ نمبر ۴۷ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۶ء)

میں ایک دائم المریض ہوں ..... ہمیشہ دردِ سر اور دُورانِ سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سَو سَو دفعہ رات یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اِس قدر کثرتِ پیشاب ہے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے شاملِ حال رہتے ہیں۔

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ ص۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ذیابیطس اور مرزا غلام احمد قادیانی

حقیقت الوحی ص۳۱۴ صرف دورانِ سر کبھی کبھی ہوتا ہے۔ تاکہ دو رنگ چادروں کی پیشین گوئی میں خلل نہ آئے۔ دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً ۲۰ برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے۔ جیسا کہ اُس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ اور ابھی تک ۲۰ دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی۔

(۷) خرابی حافظہ اور مرزا غلام احمد قادیانی

کتاب نسیم دعوت ص۷۱ کے حاشیہ اور ریویو آف ریلیجنز جلد دوم ص۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۳ء ص۱۵۳ کے حاشیے پر ہے۔ "اچھا حافظہ نہیں یاد نہیں رہا"۔ مکتوبات احمدیہ جلد ۵ ص۲۱ میں لکھا ہے کہ "میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں"۔

حافظہ کے متعلق مرزا صاحب کا ہی فتوےٰ ملاحظہ ہو:-

"انبیاء کا حافظہ نہایت اعلےٰ ہوتا ہے"۔ ص۲۶ "علم کا دماغ نہایت اعلےٰ ہوتا ہے"۔

ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جنوری ۱۹۰۳ء ص۸ مرزا صاحب

(۴) اسہال اور مرزا غلام احمد قادیانی

۱۔ میاں محمد منظور الٰہی کی کتاب منظور الٰہی ص۳۴۸، ص۳۴۱ بحوالہ اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۴۰ میں لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا۔ "باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے۔ اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔ اور جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۲۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲۵ نمبر ۴ صفحہ ۱۶ پر ہے۔ " یہ تو امر واقع ہے کہ حضرت صاحب کو بدہضمی۔ اسہال۔ پیچش اور دردِ سر کی عموماً شکایت رہتی تھی"۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات

برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا صاحب قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی۔ اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی۔ اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دن پہلے یہ ہوئی لیکن ۲۵ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن "پیغام صلح" کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا۔ اور دو دن جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے حکم بھیجا۔ تو مو کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور قریباً دو بجے اور ایک دست آنے پر طبیعت از حد خراب ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نورالدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی، نیند آنے سے آرام آجائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے۔ مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا۔ جس سے نبض بالکل بند ہو گئی۔ اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا۔ اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا گیا۔ اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے۔ آپ کوئی دوا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اس لئے ہم پاس ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی۔ یہاں تک کہ ۱۰½ بجے صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔

(اعلان منجانب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قادیانی مندرجہ ضمیمہ اخبار الحکم قادیان غیر معمولی مؤرخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء) [1]

حضرت مرزا صاحب جس رات کو بیمار ہوئے۔ اُس رات میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت مرزا صاحب کے پاس پہنچا، اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب! مجھے دبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپنے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خسر میر ناصر صاحب قادیانی کے خود نوشت حالات مندرجہ حیات ناصر صفحہ ۱۴ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی) [2]

احمدی فتویٰ

(ہیضہ سے موت عبرتناک ہے)

"اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اُسکے الہام اور کلام سے مشرف ہوں۔ حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اُسکا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ صفحہ ۵ مؤرخہ ۲ مارچ ۱۹۴۰ء)

---

[1] قادیانی مذہب از پروفیسر الیاس برنی صفحہ ۱۳۴،

[2] قادیانی مذہب از پروفیسر الیاس برنی صفحہ ۱۳۷،

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

محمد عاشق نائب صدر مجلس احرار قصور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے حد بدزبانی کیا کرتا تھا۔ وہ ۲۹ جولائی کو ہیضہ سے نہایت عبرتناک موت مرگیا۔ قصور کے دوسرے احرار کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۳۰ مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۶ء)

قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث

مالیخولیا خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف و فساد ہو جانے کو کہتے ہیں ..... بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے ..... اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے۔ کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

(شرح الاسباب والعلامات امراض راس مالیخولیا۔ مصنفہ برہان الدین نفیس)

مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں۔ جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً ..... مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعوے کر دیتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

(اکسیر اعظم جلد اول صفحہ ۱۸۰ مصنفہ حکیم محمد اعظم خان صاحب)

مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے۔ (بیاض حکیم نور دین خلیفہ اول قادیانی جزو اول مطبع وزیر ہند پریس دسمبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۱۱)

مالیخولیا بحسب محل سبب تین قسم پر ہے۔ اول دماغی جس کا محل وقوع دماغ ہے۔ اطباء اس کو شر الاصناف کہتے ہیں۔ دوم:۔ قلب اور دماغ کے سوا جس کا محل تمام بدن ہو۔ بخارات دماغ کی طرف چڑھیں۔ سوم:۔ امعاء میں ردیہ فضلات یا معدہ کے سوداوی ورم یا باب الکبد کے ورم سے یا جگر اور امعاء دونوں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

سے یا عروق و نقاق سے یا مارسیقا کے سوداوی بلا ورم سدہ سے یا مارسیقا کے ورم سے بخارات نکل کر غشا مراق تک پہنچیں اور مراق سے اُٹھکر دماغ کیطرف جائیں اور مالیخولیا پیدا کریں۔ اُس کو مالیخولیا مراقی کہتے ہیں۔ چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے۔ اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ اور مالیخولیا مراقی میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس لئے مراق کو سر کے امراض میں لکھا ہے۔ (بیاض حکیم نورالدین جزو اوّل صفحہ ۲۱۱)

مالیخولیا اس مرض کو کہتے ہیں جس میں حالت طبعی کے خلاف خیالات و افکار متغیر بخوف و فساد ہو جاتے ہیں۔ اس کا سبب مزاج کا سوداوی ہو جانا ہوتا ہے۔ جس سے رُوح دماغی اندرونی طور پر متوحش ہوتی ہے۔ اور مریض اس کی ظلمت سے پراگندہ خاطر ہو جاتا ہے۔ یا پھر یہ مرض حرارتِ جگر کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور یہی چیز مراق ہوتی ہے۔ جب اس میں غذا کے فضلات اور آنتوں کے بخارات جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے اخلاط جل کر سودا کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تو ان اعضاء سے سیاہ بخارات اُٹھ کر سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ اسی کو نفخۂ مراقیہ۔ مالیخولیائے نافخ اور مالیخولیائے مراقی کہتے ہیں۔ (ترجمہ)

(قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا۔ فن اوّل از کتاب ثالث)

عمدہ خون پیدا کرنے والی غذائیں استعمال کرائی جائیں مثلاً مچھلی (پرندوں کا) زود ہضم گوشت اور کبھی کبھی سفید ہلکی شراب جو تیز اور پرانی نہ ہو ..... اور عمدہ خوشبوئیں جیسے مشک۔ عنبر۔ نافہ اور عود استعمال کرائیں نیز فم معدہ کے لئے مقوی جوارشات کا استعمال کرائیں۔

مریض مالیخولیا کو لازم ہے کہ کسی دل خوش کن کام میں مشغول رہے۔ اور اس کے پاس وہ لوگ رہیں جو اس کی تعظیم و تکریم

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کرتے رہیں۔ اور اس کو خوش رکھیں۔ اور شراب تھوڑا تھوڑا پانی ملا کر اعتدال کے ساتھ پلائی جائے۔

اسی لئے حضرت مرزا صاحب شراب کا استعمال کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو:-

مرزا غلام احمد کے خصوصی ڈاکٹر الہٰی بخش صاحب نے اپنی ڈاکٹری کے دوران ملاقات میں یقینی طور پر اندازہ کیا کہ آپ نے شراب پی ہوئی ہے۔ اس لئے آپ نے دو تین گھنٹے کا وقفہ لیا۔ اور پھر آپ نے جو خوشبوئیں لگا کر ملاقات کی۔ انہوں نے آپ کے منہ سے شراب کی بُو کو بہر حال محسوس کر لیا ہے۔

شیخ غلام محمد صاحب قادیانی کا مکتوب

رسالہ تصنیفاتِ محمدیہ جلد یازدہم ملاحظہ مطبوعہ لاہور

عدالت کے تبصرے کا اقتباس

مرزا (غلام احمد) ایک ٹونک استعمال کرتا تھا جس کا نام پلومر کی شراب لاہور سے خرید کر مجھے بھیجو۔ پھر دوسرے خطوط میں یاقوتی کا تذکرہ ہے۔

مرزا محمود نے خود اعتراف کیا ہے کہ اُس کے باپ نے پلومر کی شراب دوائے استعمال کی۔

(مسٹر جی۔ ڈی۔ کھوسلہ سیشن جج گورداسپور)

چھ جون ۱۹۳۵ء

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت مسیح الموعود علیہ السلام ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ کبھی کبھار زنا کر لیتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب (مرزا غلام احمد) ولی اللہ تھے۔ انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ ہمیں اعتراض تو موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔

اخبار الفضل ۳۱ اگست ۱۹۳۰ء

●

جیسا کہ حضرت مسیح الموعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف آپ پر اس طرح طاری رہی کہ گویا آپ عورت ہیں اور خداوند تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔

(ٹریکٹ ۳۴ ج۔ اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد بی او ایل پلیڈر نور پور ضلع کانگڑہ) مطبوعہ ریاض پریس امرتسر

●

میاں حاجی علی خادم مرزا غلام احمد قادیانی

ایک دفعہ سفر میں حضرت (غلام احمد) صاحب کو احتلام ہوا جب میں نے یہ روایت سنی۔ تو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک فطرتی۔ دوسرا شیطانی خواہشات۔ اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قارئین کرام! آپ نے مرزا صاحب کی شخصیت اور کردار ملاحظہ فرمایا۔ جس نے تمام اہلِ اسلام کو کافر کہا اور علماء کرام کو گالیاں دیں اور جھوٹے دعوے کئے۔ کیا ایسا بدکردار انسان نبی ہو سکتا ہے؟ ہاں جھوٹا نبی ضرور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خاتم الرسل جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد تیس جھوٹے نبی ہوں گے، تو ان تیس میں سے ایک یہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔ اس ظالم نے اس پر ہی بس نہیں کیا۔ بلکہ خود کو محمد کہہ کر اور کلمہ طیبہ کو اپنی طرف منسوب کر کے کلمہ طیبہ کی سخت توہین کی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

مرزا بعینہٖ محمد رسول اللہ

چونکہ قادیانی عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کمالات کے ساتھ مرزا کی بروزی شکل میں قادیان میں دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں، اس لئے مرزا قادیانی کا وجود (نعوذ باللہ) بعینہٖ محمد رسول اللہ کا وجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱۔ "اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا، اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا، یہانتک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا، پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا، درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنی آخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱)

۲۔ "اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی۔ حتّٰی کہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں، جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ "صار وجودی وجودہٗ"[1] (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جاوے گا، جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں، یعنی مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا ..... تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا"

(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۰۴ و صفحہ ۱۰۵ مولفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان، مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

"صدی چودھویں کا جو اسرِ مبارک — کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد نے چارہ سازیٔ امت — ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر — کہ جب مصطفےٰ میرزا بن کے آیا"

(اخبار الفضل قادیان — ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

"اے مرے پیارے مری جان رسولِ قدسی — تیرے صدقے تیرے قربان رسولِ قدسی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے — تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسولِ قدسی"

(اخبار الفضل قادیان — ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

---

[1] یہاں تک کہ میرا وجود اس (محمد رسول اللہ) کا وجود ہو گیا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

محمد رسول اللہ کے تمام کمالات مرزا قادیانی میں:

جب یہ عقیدہ ٹھہرا کہ مرزا کا وجود بعینہٖ محمد رسول اللہ کا وجود ہے، اور یہ کہ مرزا کا روپ دھار کر خود محمد رسول اللہ ہی دوبارہ قادیاں میں آئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی ضروری ہوا کہ محمد رسول اللہ کے تمام کمالات و امتیازات بھی مرزا کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟"

(ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۱۰)

"خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی یا مغایرت نہیں رکھتے، بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں" (اخبار الفضل قادیان جلد ۳، شمارہ ۳۷ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۳۰۷ ایڈیشن نہم۔ لاہور)

"گذشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶ ستمبر میں میں نے بفضلِ الٰہی اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) باعتبار نام، کام، آمد، مقام،

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مرتبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں، یا یوں کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ (دنیا کے) پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے، ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔" (الفضل مؤرخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص: ۲۰۹ ایڈیشن نہم، لاہور)

مرزا خاتم النبیین

جب قادیانی عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ کی قادیانی بعثت، جو مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں ہوئی، بعینہٖ محمد رسول اللہ کی بعثت ہے تو مرزا قادیانی بروزی طور پر خاتم النبیین بھی ہوا۔ ملاحظہ ہو:

۱. "میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰)

۲. "مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اُسکے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح ص ۵۶ طبع اوّل قادیان ۱۹۰۲ء)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

فخر اولین و آخرین

روزنامہ الفضل قادیان مسلمانوں کو للکارتے ہوئے کہتا ہے:

"اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ (یعنی مسلمانوں کا اسلام جھوٹا ہے۔ نعوذ باللہ ناقل) جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے، اسی کے طفیل آج بر و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔"

(الفضل قادیان - ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۱۱ و ص۲۱۲ طبع نہم - لاہور)

پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر

اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ قادیانی عقیدہ میں محمد رسول اللہ کا قادیانی ظہور (جو مرزا قادیانی کے روپ میں ہوا ہے) مکی ظہور سے اعلیٰ و افضل ہے، ملاحظہ ہو:

"اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

چودھویں رات کی طرح ہے" (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱)

خطبہ الہامیہ

"اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خطبہ الہامیہ وہ خطبہ ہے جو خدا کی طرف سے ایک معجزہ کے رنگ پر مسیح موعود کو عطا ہوا جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے پس اس کتاب کو عام کتابوں کی طرح نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اس کا ہر ایک فقرہ الہامی شان رکھتا ہے۔" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں:۔ "جو شخص مجھ میں اور مصطفٰے میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے"

"امام اپنا عزیز و اس جہاں میں — غلام احمد ہوا دار الاماں میں
غلام احمد ہے عرش ربِ اکبر — مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق — شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اُترآئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ہلال اور بدر کی نسبت

اور قادیانی ظہور کی افضلیت کو اس عنوان سے بھی بیان کیا گیا کہ مکی بعثت کے زمانہ میں اسلام ہلال کی مانند تھا، جس میں کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ اور قادیانی بعثت کے زمانے میں اسلام بدر کامل کی طرح روشن اور منور ہو گیا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا، اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے ——— پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اُس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رُو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی)"

(خطبۂ الہامیہ ص۱۸۴)

"آنحضرت کے بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن ان کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزا ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعث اول وثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۶۲)

بڑی فتح مبین

اور اظہار افضلیت کے لئے ایک عنوان یہ اختیار کیا گیا کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی فتح مبین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین سے بڑھ کر ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گذر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

موعود (مرزا قادیانی) کا وقت ہو" (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳ - ۱۹۴)

روحانی کمالات کی ابتدا اور انتہا

یہ بھی کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی بعثت کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور قادیانی ظہور کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی مکی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا، بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی" (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)

ذہنی ارتقا

یہ بھی کہا گیا کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا ..... اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔ نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا ورنہ قابلیت تھی۔ اب تمدن

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا ۔

(ریویو۔ مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب صـ۲۶۶ اشاعت نہم مطبوعہ لاہور)

محمد عربی کا کلمہ پڑھنے والے کافر:

جب قادیانی عقیدہ یہ ٹھہرا کہ مرزا قادیانی اپنی شان میں (نعوذ باللہ) محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے تو یہ بھی ضروری ہوا محمد عربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے مسلمان نہ ہوں۔ گویا مرزا قادیانی کے بغیر یہ کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" باطل ٹھہرے چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱۔ "آپ معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو"

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶ - ۱۴۷ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز - مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا، اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۰، مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

"تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔"

(محمد علی لاہوری قادیانی۔ منقول از مباحثہ راولپنڈی صفحہ ۲۴۰)

"کل مسلمان، حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ از مرزا محمود احمد قادیانی)

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۰ از مرزا محمود احمد قادیانی)

قادیانی کلمہ

اور یہ بھی ضروری ہوا کہ قادیانی کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کے مفہوم میں مرزا قادیانی کو داخل کیا جائے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"کل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے (کلمہ کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

سے پہلے تو "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی، لہذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہو گیا ——— ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بے کار اور باطل رہا اسی وجہ سے مرزا کے بغیر اس کلمہ کو پڑھنے والے کافر، بلکہ پکے کافر ٹھہرے ——— ناقل) غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۰، مؤلفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

الغرض قادیانی مذہب میں کلمہ کے الفاظ تو وہی باقی رکھے گئے ہیں جو الفاظ مسلمانوں کے کلمہ کے ہیں مگر قادیانی عقیدے نے کلمہ کا مفہوم تبدیل کر لیا، مسلمانوں کے کلمہ میں "محمد رسول اللہ" سے مراد محمد عربی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور قادیانی کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مراد بعثت ثانیہ کا بروزی مظہر مرزا قادیانی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

۲۔ "علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیساکہ وہ خود فرماتا ہے: "صار وجودی وجودہٗ"[1] نیز "من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رأی"[2] اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا، جیساکہ آیت اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی ـــــ فتدبروا" (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

نبوت محمدیہ منسوخ

مندرجہ بالا حوالوں پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانی، مرزا غلام احمد کو صرف نبی اور رسول ہی نہیں سمجھتے، بلکہ وہ مرزا قادیانی کو "محمد رسول اللہ" کا ظہور اکمل سمجھ کر اس کا کلمہ پڑھتے ہیں، اور چونکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ان کے نزدیک کافر ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ منسوخ ہے۔

---

[1] "میرا وجود بعینہٖ محمد رسول اللہ کا وجود ہے" (ترجمہ از ناقل)

[2] "جس نے میرے درمیان اور مصطفٰی کے درمیان تفریق کی اس نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ دیکھا" (ترجمہ از ناقل)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اگر بنور جائزہ لیا جائے تو قادیانیوں کے نزدیک ـــــ بہائیوں کی طرح ـــــ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا دور بھی ختم ہو چکا ہے اور اب وہ عملاً منسوخ ہو چکی ہے ـــــ کیونکہ قادیانی عقیدے کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی پیروی ہی مدار نجات ہے ۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ان کو کہہ ! کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے" مرزا قادیانی کا الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی ص ۸۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۲ء ، نیز دیکھئے تذکرہ طبع دوم صفحات : ۴۶ - ۶۲ - ۸۱ - ۱۸۲ - ۲۰۵ - ۲۷۷ - ۳۶۰ - ۳۶۳ - ۳۷۸ - ۳۹۵ - ۴۹۵ - ۶۳۰ - ۶۳۴)

"خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا جیسا کہ فرمایا: سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی ..... یعنی سلام ہے ابراہیم پر (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی اور تم جو پیروی کرتے ہو تم اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ یعنی کامل پیروی کرو تا نجات پاؤ" (اربعین ۳ ص ۳۷)

"اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجا لاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ" (اربعین ۳ ص ۳۸)

"ایسا ہی یہ آیت : واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہو گا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہو گا۔" (اربعین ۳ ص ۳۲ مطبوعہ قادیان)

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا .... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جس کے کان ہوں سنے۔" (اربعین ۴ ص ۷ حاشیہ)

جب مرزا قادیانی کی نبوت، تعلیم، وحی، اور تجدید شدہ شریعت کی پیروی تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہری تو اس کے صاف معنیٰ یہ ہیں کہ اب صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت و تعلیم اور آپ کی وحی مدارِ نجات نہیں۔ گویا مرزا صاحب کے آنے سے یہ سب کچھ بے کار، معطل اور منسوخ ہو گیا۔

مُردہ اِسلام

یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے بغیر دین اسلام مُردہ ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"غالباً ۱۹۰۶ء میں خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک سے اخبار وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب نے ایک سمجھوتا کیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلہ کے متعلق کوئی مضمون

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نہ ہو، صرف عام اسلامی مضامین ہوں۔ اور وطن کے ایڈیٹر رسالہ ریویو کی امداد کا پراپیگنڈا اپنے اخبار میں کریں گے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ کیا مجھے چھوڑ کر تم مُردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے؟"

(ذکر حبیب، مؤلفہ مفتی محمد صادق قادیانی ص۱۴۶۔ طبع اول قادیان)

"ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو (جیسا کہ دین اسلام۔ ناقل) وہ مُردہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں، آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے"

(ملفوظات مرزا جلد ۱۰ ص ۱۲۷ مطبوعہ ربوہ)

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے اس تجویز کو اس بنا پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مُردہ اسلام پیش کرو گے؟ اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندے کے بند کرنے کا اعلان کر دیا"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ شمارہ ۱۹۳۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء۔ بحوالہ قادیانی مذہب ص۴۵۸)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لعنتی، شیطانی اور قابلِ نفرت

قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی نبوت کے بغیر دین اسلام محض قصوں کہانیوں کا مجموعہ، لعنتی، شیطانی اور قابلِ نفرت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت۔ ناقل) سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعتِ محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے..... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸ و ۱۳۹)

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا..... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا (دریں چہ شک؟ ناقل) میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳)

یہ ہے قادیانی مذہب کی حقیقت، کہ اگر مرزا قادیانی کو نبی مانو تو ٹھیک، ورنہ مذہب اسلام کو مردہ، لعنتی، شیطانی اور قابلِ نفرت کی گالی دی جائے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت سے بھی انکار کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو عقل و ایمان سے محروم نہ فرمائیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قادیانی گستاخیاں

(۱) سوال ۵ ایسے موقعہ پر مسلمان معراج پیش کر دیتے ہیں۔
حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ معراج جس وجود سے
ہوا تھا وہ یہ ہگنے موتنے والا وجود تو نہ تھا"

(ملفوظات احمدیہ جلد نہم ص ۴۵۹)

(۲) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب .....
عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس
میں پڑتی ہے" (مرزا قادیانی کا مکتوب الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

(۳) ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا
ہوتے تھے کسی کو بہت، کسی کو کم، مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو
تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات
کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس
ظلی نبوت نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے قدم کو پیچھے
نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی
کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا" (کلمۃ الفصل ۱۱۳)

(۴) "یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے
سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
بھی بڑھ سکتا ہے" (نعوذ باللہ) (اخبار الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۵) "مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیئو، نہ زاہد
نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بیں، خدائی کا دعویٰ
کرنے والا" (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۱ تا ۲۴)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

(۶) "ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کے لیے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا دوسرا افیونی" (نسیم دعوت ص ۶۹)

(۷) "پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اُس (مرزا قادیانی) کو چھوڑتے ہو اور مُردہ علی کی تلاش کرتے ہو" (ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص ۴۳ طبع ربوہ)

(۸) "حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اُس میں سے ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ۹)

(۹) "قادیاں کو تمام دنیا کی بستیوں کی اُم (ماں) قرار دیا ہے .....جو بار بار یہاں (قادیاں) نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟" (حقیقۃ الرؤیا ص ۴۶)

قارئین کرام! آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب، دجال یعنی جھوٹے نبی کی شخصیت اور اس کے کفریات ملاحظہ فرمائے۔ اسی لئے حکومتِ پاکستان نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کو کافر قرار دیا ہے۔ وہ قادیانی گروہ سے متعلق ہوں یا لاہوری گروہ سے۔

اب محمد بن عبدالوہاب نجدی کا کردار ملاحظہ ہو جو نئے دین کا مدعی تھا اور جس کی تحریک سے انگریزوں کو بہت فائدہ پہنچا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حصّہ چہارم

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی شخصیّت اور کردار

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible] ٭ پیر پیا ہے [illegible] زبانی ٭ پیا پھرتا ہے کیوں تقریر سے تو ٭ کہاں ہیں [illegible] اے [illegible]
[illegible] ٭ ہوئی کیا [illegible] تیری جاہ و بیانی ٭ زباں میں کیا ہے حرف عادت ٭ قلم ہی ہے نشانی آسمانی
[illegible] ٭ [illegible] تیری تعریف والی ٭ [illegible] ہے تو اک دن فیصلہ کر ٭ نہیں خوبت کے دن کی [illegible]

اشتہار

مرزا کی فرار

[illegible] مرزا کا اشتہار [illegible] مطالعہ میں آیا۔ جس میں اس نے مشتہر کیا ہے۔ کہ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب [illegible] مرزائی مقابلہ [illegible] ٭ [illegible] مرزا کی [illegible] ٭ اور پیر صاحب موصوف [illegible] کا امتحان کرنے کے لئے تاریخ مقرر پر لاہور تشریف لیجانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور طرف مرزا اور اس کی بزدل جماعت [illegible] تاش کر سر خرو بننا چاہتی ہے۔

حضرات ۔ ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ مرزا اور مرزائی جماعت کبھی میدان میں نہیں آویں گے اور وہ صرف اشتہار کی [illegible] سے پبلک کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور نہیں خوب معلوم ہے کہ علماء و نظام و صوفیائے کرام کے مقابلہ میں آنکی دعاوی [illegible] وقعت نہیں ہے۔ مگر چونکہ ان کو خیال ہے کہ ایسے ایسے مقدس لوگ بالخصوص حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب (جو عالم ہیں اللہ [illegible] اور دین کے مذہب میں ایسے مباحثہ تحقیقات کا نام ہے) اس مجلس میں آنا پسند نہیں کرینگے اس لئے حسب عادت قدیم اشتہار دے دینے کے نعمت میں جاری تہرت ہو جاوے گی۔ اور اغلب ہے کہ اس سے چند نادان مسلمان بھی جاوے پکڑ میں آ جاویں گے [illegible] نقل سے رونق بازار ہو کر ناظرین خواہ چندہ بھی فراہم ہو جاوے گا۔ اور فریق مخالف پر بھی حجت ہو جاوے گی۔ کہ وہ سچے ہوتے تو کیوں مقابلہ کے لئے [illegible] میں نہ آتے۔ مگر یہاں خلاف توقع حضرت پیر صاحب بنفس نفیس مباحثہ پر پہنچے اور اب مرزائی جماعت اس مثل کے مصداق ہو رہی ہے کہ میں تو کسی کو چھیڑتا ہوں مگر کسی کو کہکر نہیں چھیڑتی اور اسلئے مرزا اور اسکی جماعت کو میلہ نہ [illegible] پڑے۔ اور اشتہار [illegible] ۔ ۔ اگست ۱۸۹۷ء کی ضرورت پیش آئی۔ اب آپ بغور پڑھیں کہ کاذبی جنوں اور سالوں کی تدبیریں پیغمبر [illegible] اسلام کے تیر بنفسہ بے پناہ ہیں۔

مسے شرم و حیا کے پتلو تم نے کس منہ سے حضرت پیر صاحب کے اشتہار قبول حق کو [illegible] کے نام سے نامزد کیا ہے۔ کیا انہوں نے تمہارے [illegible] ترجیح [illegible] ہیں۔ انہوں نے تمہاری [illegible] ہیں۔ تمہارے [illegible] کی [illegible] یہ [illegible] تجویز فرمایا کہ چلو مباحثہ تقریری ہو جاوے۔ کیونکہ تمہارا فرض ہے کہ مسیح موعود [illegible] جبکہ تم [illegible] مجلس [illegible] وہ [illegible] خدا میں حاضر ہو کر مسیح ثابت کرو۔ [illegible] کر کتابیں [illegible] مانا [illegible] اپنے کو مسیح موعود [illegible] ہے [illegible] مناسب [illegible] مباحثہ تحریری سے [illegible] گھبرانے کو [illegible] ہو گئے۔ [illegible] طاقت [illegible] ہو گیا۔ کوئی جواب ہی [illegible] نہ دیا۔

[illegible] میں انگریزی سلطنت کی [illegible] کا [illegible] قلم و دوات کی [illegible] ہے جو شخص کو [illegible] حق کو حق ظاہر ہونے تک [illegible] میں [illegible] باتیں [illegible] ہیں اور [illegible] میں [illegible] جاتا ہے۔ ہم تو اس [illegible] کے جواب میں کچھ نہیں کہنا چاہتے صرف پبلک کی توجہ مرزا کی [illegible] پیر صاحب کے [illegible] حق کی [illegible] ہیں۔ [illegible] نقصان چاہتے ہیں کہ کیا پیر صاحب کا [illegible] دعوت قبول کرنا [illegible] گریز [illegible]

حضرات ۔ کیا فرق عادت [illegible] کا [illegible] حضرت [illegible] تحریری میں [illegible] کچھ دخل نہیں ہے کیا تمہاری [illegible] طاقت مباحثہ تقریری کے وقت تمہیں جواب دیجاتی ہے شاید تمہاری منطق کا یہی مقتضا ہے۔

[illegible] وہ [illegible] تقریری [illegible] میں [illegible] ہے کہ وہ علم ادب نہیں جانتا [illegible] وہ اپنی بیہودگی سے [illegible] کر میدان میں نہیں آتا۔ اب اگر وہ کوئی فرق عادت کا [illegible] ہے تو دعا کریں کہ انہیں خلافت انسانی و فصاحت و بلاغت [illegible] ہو جاوے [illegible] جلسہ میں [illegible] زبانی [illegible] تقریر [illegible] بڑھ جاوے گی تو [illegible] تقویت ہو جاویگی۔ ایک تو علمی [illegible] کی نتیجہ ہوگی۔ دوسرے ایک کھلا کھلا [illegible] نشان ظاہر ہو جاویگا۔ ثبوت مسیح کے علاوہ [illegible] بھی حاصل ہو جاویگی۔

اگر مرزا کو اس امر کا خوف ہے کہ تقریری مباحثہ میں ایک شخص اتفاقاً اپنے سابقہ بیان سے منحرف ہو سکتا ہے تو کیا سب جماعت علمائے صوفیا خلاف [illegible] پر [illegible] کر جاوے گی۔ اور [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کر گئی۔ اگر [illegible] ہیں [illegible] تسلی نہیں۔ امتحان [illegible] ہی باقی ہے تو یہی [illegible] تحریری ہو جاوے کہ دونوں جلسہ میں [illegible] ہر ایک مباحثہ کی تقریر ضبط تحریر میں لائے جاویں۔ باوجودیکہ یہ [illegible] ضروری [illegible] تھا کہ اپنے تحریری بیانات کو جو آپ کی تصانیف میں بھرے پڑے ہیں جلسہ میں تقریراً ثابت کرتے۔ ہمارا اس سے انکار صریحاً گریز و [illegible] ہے۔

[illegible] اگر تمہاری [illegible] کی [illegible] شرطوں کے [illegible] ہیں [illegible] ہمارے [illegible] سب شرطیں [illegible] منظور کر کے تم بحث کرینگے۔ تو [illegible] ہم تمام حجت [illegible] تمہیں اور بھی ذیل [illegible] ہیں کہ پیر صاحب تمہاری سب شرطیں [illegible] پیش کی ہیں منظور کر کے تمہیں [illegible] کرتے ہیں کہ تم مقررہ تاریخ [illegible] ۔ اگست ۱۸۹۷ء کو [illegible] لاہور میں آ جاؤ۔ وہ بھی تشریف [illegible] ۔ اگر [illegible] ۔ اگست ۱۸۹۷ء [illegible] میدان میں نہ آئے۔ اور گریز و فرار [illegible] کی [illegible] ضرور ہو کر تم [illegible] ہی گرو گے۔ تو پھر ہم [illegible]

المشتہر حکیم سلطان محمود مقام راول پنڈی [illegible] ۔ اگست ۱۸۹۷ء

مطبع [illegible] راولپنڈی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حصہ چہارم

محمد بن عبدالوہاب نجدی

(از جناب مولانا مولوی محمد غازی صاحب اُستاد حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ)

مولوی محمد حیدر اللہ خاں صاحب درانی المجددی النقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرانی میں لکھتے ہیں۔ مؤرخ مطبوعہ جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بیگ ناظر مدرسۃ الالسن میں لکھتا ہے۔ کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور علی الخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا۔ اُس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اُس کے بدن سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا ہے۔ اور جو اس کے سامنے آتا ہے اس کو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب اس نے معتبرین کے سامنے بیان کیا جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اُس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پائے گا۔ آخر کار اُس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہو گیا۔ جو ۱۱۱۱ھ میں متولد ہوا اور بعد از ہزار خرابی ۱۲۰۶ھ میں فوت ہو گیا۔ یعنی اس نے چھیانوے ۹۶ سال کی عمر پائی۔ اور ابتداً اُس نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن ہر دو بزرگ اپنے نورِ فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبدالوہاب) ملحد ہوگا۔ اور بظاہر اس کا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہوں نے اُس کے قبل نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ اس کو پورے طور سے کسی علم و فن میں دستگاہی نہ ہوئی۔

پھر اُس نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ اُن فروعات کی جو اُس سے مستنبط ہیں اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن اُن کی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہیں کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدائے کریم کے لئے شایان ہے۔ لہٰذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگوں کو ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔ لہٰذا اُس نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں اُن کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کروں۔ پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں میں سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اس کا قتل بلا شبہ واجب ہے۔ اسی لئے حضرت علامہ محمد غازی صاحب مرحوم نے اسے جھوٹے نبیوں میں شمار کیا ہے۔

پھر مؤرخ مطیرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اس کے مقر ہو گئے اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا۔ لیکن وہاں اس کی کچھ بن نہ آئی۔ اور آخر کار تین برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا۔ اور مدینہ منورہ میں ۱۱۴۳ھ میں گیا۔ لیکن وہاں کے علماء نے اُس کی اُس وقت خوب خبر لی۔ بالآخر ۱۱۵۰ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اس کا فسون اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء میں ایک شخص ابن سعود مسمّٰی بہ اسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیزادہ تھا اور جس کے عرب کے کئی قبائل اس کے خاندانی مرید اور مطیع تھے اُس نے اپنی مخفی آرزو کے لحاظ سے کہ اس کی حکومت علانیہ بصورت ریاست کسی طرح سے بڑھے اور اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائے گا اور اس کے مذہب کی تائید سے اس کا دلی ارادہ پورا ہو نکلے گا۔ اس نے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب قبول کر لیا اور اس کے سارے مرید آبائی مبھی اس کے ساتھ ہو لئے۔ اور اس نے مذہب وہابیہ کی اس قدر تقویت دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اس کے مطیع ہو گئے حتےٰ کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہو گئی۔ اور محمد بن عبدالوہاب ان کا امام مقرر پایا۔ اور ابن مسعود اس کے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور مدینہ درعیہ انہوں نے اپنا دارالسلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک کی توسیع میں مساعی ہوا۔ مگر حیات نے وفا نہ کی اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا حتےٰ کہ ابن مسعود کا بیٹا عبدالعزیز اس کا جانشین ہوا جو شجاعت اور ہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا اور محمد بن عبدالوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوتِ دین وہابیہ بزورِ شمشیر شروع کر دی۔ پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اوّلاً کسی ایک کو اس کی تفہیم کے لئے بھیجتا تاکہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اس کو امن دے دیتا ورنہ اس کی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر کے تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا۔ لیکن بچوں اور عورتوں کا تعرض نہیں کرتا تھا۔ اور مطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عُشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف واکناف تک پھیل گئی۔ حتےٰ کہ عبدالعزیز ابن سعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ مسعود بن عبدالعزیز ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کی۔ جس کی شان بقول قرآن ہے کہ من دخلہ فکان امنا لیکن اس نے اُس کو غیر امن بنا دیا۔ اور حدود حرم جس میں جنگلی چڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بمجرد داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس وہابی بھیڑیئے کے پنجہ سے حرم جل گیا۔ اور چاروں مصلے جلا دیئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور اُن میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اُس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجا جس کی اصل عبارت کا ایک حصہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اس کے دیکھنے سے مشتے نمونہ خروار باعث ہو۔ چنانچہ لکھا ہے۔

ترجمہ عربی: "یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یا بُت کے ساتھ ہو۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو اس سے مُشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے۔ تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بُت لات اور سواع اور عُزیٰ تھے۔ لیکن پچھلے بُت (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا۔ یا محمد کہتا ہے اور اگرچہ اس کو ایک بندۂ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے۔ تو بھی مشرک ہو جاتا ہے اور تجھے اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے فرشتوں کی طرف سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے۔"

پس مکہ کو غارت کر کے اُس نے ۱۲۱۸ھ میں مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزائن بے شمار لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود بن عبدالعزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس میں سے تین سو موتی آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط اس غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ اکثر قبہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قبے بھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام (بُت) ہیں اور (مدینہ منورہ میں) روضہ رسول کریم کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عجیب قدرتِ حق ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگوں گر کر مرے اور اسی اثناء میں ایک آگ کا ایسا شعلہ نکلا۔ جس نے بتوں کو جلایا اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسےٰ کے اژدہا کی طرح نکلا۔ جس نے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا۔ (اس ظالم نے جنت البقیع میں تمام صحابہ کبار و آلِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات بھی گرا کر زمین بوس کر دیئے

یہ تو تھا محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار آلِ سعود کا کارنامہ، جس نے دینِ جدید کی بنیاد ڈالی اور تمام اُمتِ مرحومہ کو مشرک، کافر قرار دیا۔ اور یہی کچھ مرزا قادیانی نے کیا تھا۔ لہٰذا مرزائے قادیانی کے سلسلۂ ابحاث میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ذکر بھی ضروری تھا۔ کیونکہ یہ خارجی بھی دینِ جدید کا مدعی تھا۔ اسی لئے علماء کرام نے اسے تیس دجال کذاب نبیوں میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو علامہ آفندیؒ کا فرمان: "یہ قرآن پاک کی تاویلیں بے محل کرتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات برائے خوارج محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے ماننے والوں پر صادق آتے تھے۔ اس کے اقوال و افعال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نئے دین کا مدعی تھا۔ بہت سے علماء، صلحاء اور عوام المسلمین کو اس بنا پر قتل کر دیا کہ انہوں نے اس کی بدعت میں موافقت نہ کی۔" (وہابی مذہب ص۱۷۲)

اور اسی طرح علامہ احمد بن زینی دحلان مکیؒ فرماتے ہیں: "محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ نبوت کا دعوےٰ کرتا مگر صراحتہً اس کے اظہار پر قادر نہ ہوا"۔ (وہابی مذہب ص۱۷۹) نیز فرمایا کہ "محمد بن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا۔" (وہابی مذہب ص۱۱۶، ۲۶۸)

اور فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص طوعاً و کرہاً ان کے دین کا اتباع کرنا چاہتا تو اوّل کلمہ پڑھنے کا حکم دیتے۔"

اسی طرح حضرت علامہ محمد غازی صاحب گولڑوی جن کا ذکر ص۹۵ پر آیا ہے نے سیف چشتیائی بار چہارم کے صفحہ پر صحیحین تیس دجال کذاب نبیوں کی فہرست میں جہاں مسلمہ کذاب، اسود عنسی، حمدان بن قرمط، طلحہ اسدی اور غلام احمد قادیانی کے نام لکھے ہیں وہاں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا نام بھی لکھا ہے اور حاشیہ پر اس کی تاریخ اور عقائد باطلہ بھی لکھے ہیں۔

چونکہ پنجاب میں وہابی مذہب کی اشاعت مولوی عبداللہ غزنوی غیر مقلد کے وجود سے ہوئی۔ اس لئے اسے حضرت مولانا محمد غازی صاحب رحمۃ اللہ کی اس تحریر پر بہت صدمہ ہوا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا نام جھوٹے نبیوں کے ناموں سے نکالنے کی استدعا کی۔ مگر انہوں نے اس سلسلہ میں بہت کچھ تحریر فرمایا اور آخر میں یوں جواب تحریر فرمایا۔" اس قدر لکھنے کے بعد ہم وہابیہ کے یہ کہنے سے بری الذمہ ہو گئے ہیں کہ سیف چشتیائی سے محمد بن عبدالوہاب کا نام نکال دیں۔ نظر بحالات موجودہ محمد بن عبدالوہاب کا نام نہ نکالنے سے وہ ہمیں معذور سمجھیں۔

محمد غازی عفی عنہٗ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تفصیل کے لئے بندہ کی تالیف فتنہ وہابیت اور فتنہ نجدیت ملاحظہ ہو۔ ...

اب اس سلسلہ میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں :۔

شیخ نجدی کا دعوے نبوت کرنے کا پروگرام

مفتی مکہ شریف علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب کا دعوے نبوت کرنے کا پروگرام بھی اس طرح درج کیا ہے۔

وَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ إِنَّهُ يَدَّعِي النُّبُوَّةَ إِلَّا أَنَّهُ مَا قَدَرَ عَلَى إِظْهَارِ التَّصْرِيحِ بِذَالِكَ وَكَانَ فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ مُوْلِعًا بِمُطَالَعَةِ أَخْبَارِ مَنْ إِدَّعَى النُّبُوَّةَ كَاذِبًا كَمُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ وَسَجَاحَ وَالْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ وَطُلَيْحَةَ الْأَسَدِيِّ وَأَضْرَابِهِمْ فَكَأَنَّهُ يُضْمِرُ فِي نَفْسِهِ دَعْوَى النُّبُوَّةِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِأَتْبَاعِهِ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ بِدِيْنٍ جَدِيْدٍ وَيُظْهِرُ بِذَالِكَ مِنْ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَلِهٰذَا كَانَ يَطْعَنُ فِي مَذَاهِبِ الْأَئِمَّةِ وَأَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ وَلَمْ يَقْبَلْ مِنْ دِيْنِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَيُؤَوِّلُهُ عَلَى حَسْبِ مُرَادِهِ مَعَ أَنَّهُ إِنَّمَا قَبِلَهُ ظَاهِرًا فَقَطْ لِئَلَّا يَعْلَمَ النَّاسُ حَقِيْقَةَ أَمْرِهِ فَيَنْكَشِفُ عَنْهُ

محمد بن عبدالوہاب کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ نبوت کا دعوے کرتا مگر صراحۃً اُس کے اظہار پر قادر نہ ہوا۔ ابتداء میں ان لوگوں کی خبریں دیکھنے کا بہت شوقین تھا جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوے کیا تھا مثلاً مسیلمہ کذاب سجاح۔ اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ اور اپنے دل میں دعویٰ نبوت کو چھپاتا تھا اگر اظہار بس میں ہوتا تو ضرور ظاہر کرتا۔ دین جدید بتاتا ہوں اور یہی بات اُس کے اقوال اور افعال سے ظاہر ہوتی ہے۔ اسی لیے مذاہب آئمہ اور اقوال علماء پر طعن کیا کرتا تھا۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں سے صرف قرآن کو ہی اُس نے قبول کیا تھا اور اپنے ذہن اور خواہش کے مطابق اُس کی تاویل کرتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہری طور پر تھا تاکہ لوگ حقیقت حال نہ جان جائیں۔

(الدرر السنیہ ص۴۷)

محمد بن عبدالوہاب نجدی خارجی تھا اور دین جدید کا مدعی تھا

علامہ آفندی اور علامہ دحلان مکی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

تَمَسَّكَ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ فِي تَكْفِيرِ النَّاسِ بِآيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْمُشْرِكِينَ فَحَمَلَهَا عَلَى الْمُوَحِّدِينَ وَقَدْ رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فِي وَصْفِ الْخَوَارِجِ أَنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا فِي الْمُؤْمِنِينَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي رَجُلٌ مُتَأَوِّلٌ لِلْقُرْآنِ يَضَعُهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ فَهٰذَا وَمَا قَبْلَهُ صَادِقٌ عَلَى ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ وَأَتْبَاعِهِ وَيُظْهِرُ مِنْ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ أَنَّهُ كَانَ يَدَّعِي أَنَّ مَا أُتِيَ بِهِ دِينٌ جَدِيدٌ وَلِذَالِكَ لَمْ يَقْبَلْ مِنْ دِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَتَلَ كَثِيرًا مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَعَوَامِ الْمُسْلِمِينَ لِكَوْنِهِمْ لَمْ يُوَافِقُوهُ عَلَى مَا ابْتَدَعَهُ (الفجر الصادق ص۱۹)

لوگوں کو کافر بنانے میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ان آیات سے دلیل پکڑی ہے جو مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان آیات کو موحد مسلمانوں پر اس نے چسپاں کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ الباری نے اپنی کتاب صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے خوارج کی علامات بیان کرتے ہوئے روایت درج کی ہے کہ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریق کار تھا۔ اور دوسری روایت میں ہے جو کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جن چیزوں سے مجھے خطرہ ہے ان میں سب سے زیادہ خطرہ امت کے اس شخص سے ہے جو قرآن پاک کی تاویلیں بے محل کرتا ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اور اس سے پہلے ارشاد دونوں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے ماننے والوں پر صادق آتے ہیں۔ اس کے اقوال اور افعال سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ نئے دین کا مدعی تھا۔ اسی لیے نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی بات کو قبول کرتا تھا۔ بہت سے علماء، صلحاء اور عوام مسلمین کو اس بنا پر قتل کر دیا کہ انہوں نے اس کی بدعت میں موافقت نہیں کی۔ (الفجر الصادق ص۱۹ والدرر السنیہ ص۴۷)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قتل و غارت کی عام اجازت اور وہابی مذہب کے نرالے اصول

علامہ سید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمۃ جو کہ حرم شریف کے امام اور مفتی تھے۔ وہابی مذہب کے نئے اصول اور مسلمانوں کے عام قتل و غارت کی نجدی تعلیم کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں کہ:

اسلام میں یہ بڑا فتنہ ظاہر ہوا جس سے عقلیں اور آنکھیں عقلمند حیران ہو گئے تھے

عَنْ اسْتِبَاحَتِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ وَدِمَاءَهُمْ وَاِلْتِهَاكِهِمْ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِارْتِكَابِهِمْ اَنْوَاعَ التَّحْقِيْرِ لَهٗ وَلِمَنْ اَحَبَّهٗ وَغَيْرِ ذَالِكَ مِنْ مَقَابِحِهِمُ الَّتِيْ اِبْتَدَعُوْهَا وَكَفَّرُوْا الْاُمَّةَ بِهَا وَكَانُوْا اِذَا اَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَتَّبِعَهُمْ عَلٰى دِيْنِهِمْ طَوْعًا اَوْ كَرْهًا يَاْمُرُوْنَهٗ بِالْاِتْيَانِ بِالشَّهَادَتَيْنِ اَوَّلًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ لَهٗ اِشْهَدْ عَلٰى نَفْسِكَ اَنَّكَ كُنْتَ كَافِرًا وَاشْهَدْ عَلٰى وَالِدَيْكَ اَنَّهُمَا مَاتَا كَافِرَيْنِ وَاشْهَدْ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ اَنَّهٗ كَانَ كَافِرًا وَيُسَمُّوْنَ لَهٗ جَمَاعَةً مِنْ اَكَابِرِ الْعُلَمَاءِ الْمَاضِيْنَ فَاِنْ شَهِدُوْا بِذَالِكَ قَبِلُوْهُمْ وَاِلَّا اَمَرُوْا بِقَتْلِهِمْ وَكَانُوْا يُصَرِّحُوْنَ بِتَكْفِيْرِ الْاُمَّةِ مِنْ مُنْذُ ثَمَانِمِائَةِ سَنَةٍ وَاَوَّلُ مَنْ صَرَّحَ بِذَالِكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ فَتَبِعُوْهُ عَلٰى ذَالِكَ وَاِذَا دَخَلَ اِنْسَانٌ فِيْ دِيْنِهِمْ وَكَانَ قَدْ حَجَّ حَجَّةَ الْاِسْلَامِ قَبْلَ ذَالِكَ يَقُوْلُوْنَ لَهٗ حُجَّ ثَانِيًا فَاِنَّ حَجَّتَكَ الْاُوْلٰى فَعَلْتَهَا وَاَنْتَ مُشْرِكٌ فَلَا تَسْقُطُ عَنْكَ الْحَجُّ وَيُسَمُّوْنَ مَنِ اتَّبَعَهُمْ مِنَ الْخَارِجِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ بَلَدِهِمْ يُسَمُّوْنَهُمُ الْاَنْصَارَ

وہ لوگوں کے جان و مال کو حلال جانتے تھے اور طرح طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے محبین کی تحقیر کرتے تھے۔ جب کوئی شخص طوعاً و کرہاً ان کے دین کا اتباع کرنا چاہتا تھا۔ تو اول کلمہ پڑھنے کا حکم دیتے پھر کہتے تھے کہ اپنے آپ پر گواہ ہو جا کہ تو کافر تھا اور اپنے والدین اور فلاں فلاں اکابر علماء پر گواہ ہو جا کہ وہ کافر مرے ہیں۔ اگر وہ اس کی گواہی دیتا تھا۔ تو اسے قبول کر لیتے تھے ورنہ قتل کا حکم دے دیتے تھے۔ اور جب کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہوتا تھا جس نے حج کر لیا ہوتا تھا تو اس سے کہتے تھے کہ دوبارہ حج کر کیونکہ پہلا حج تو نے شرک کی حالت میں کیا پس وہ حج تیرا ادا نہیں ہوا۔ جو لوگ باہر کے ان کی اتباع کرتے تھے ان کو مہاجرین اور اہل شہر کو انصار کہتے تھے۔

(الدرر السنیہ ص۲۱ مطبوعہ استنبول)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مسلمانوں کا قتل و غارت

علامہ احمد بن زینی مفتی و امام حرم شریف علیہ الرحمۃ نے بھی مندرجہ بالا قبائح۔ خباثت اور تعلیمات درج کیے ہیں نیز تحریر فرمایا ہے کہ:

وَاِذَا قَتَلُوْا اِنْسَانًا اَخَذُوْا مَالَهٗ وَاَعْطَوْا الْاَمِيْرَ مُحَمَّدَ بْنَ سَعُوْدٍ مِنْهُ الْخُمُسَ وَاقْتَسَمُوْا الْبَاقِيْ۔ (الدرر السنیہ ص۴۲)

جب کسی انسان کو نجدی قتل کرتے تو اُس کا مال چھین کر اُس میں سے خُمس (پانچواں حصہ) امیر محمد بن سعود کو دے دیتے تھے۔ باقی آپس میں تقسیم کر لیتے تھے

محمد بن عبدالوہاب نجدی کو ماننے والوں کے علاوہ سب مشرک ہیں!

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:

وَثَبَّتَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَنَّ جَمِيْعَ مَنْ هُوَ تَحْتَ السَّمَاءِ مُشْرِكٌ بِلَا مِرَاءٍ وَمَنْ قَتَلَ مُشْرِكًا فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَكَانَ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْ اُمَّتِهٖ لَا يَتْرُكُوْنَ شَيْئًا مِمَّا يَقُوْلُهٗ وَلَا يَفْعَلُوْنَ شَيْئًا اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَيُعَظِّمُوْنَهٗ غَايَةَ التَّعْظِيْمِ۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ان کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ آسمان کے نیچے جس قدر لوگ ہیں علی الاطلاق مشرک ہیں اور جو مشرک کو قتل کرے گا اس کے لیے جنت لازم ہے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا۔ وہ اس کے کسی قول کو نہ چھوڑتے تھے اور نہ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام کرتے۔ اس کی ازحد تعظیم کرتے تھے۔

(الصارم الصادق ص۲ مطبوعہ استنبول)

تفسیر بالرائے کی تعلیم

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف الصارم الصادق میں تحریر فرمایا ہے کہ:

اَنَّهٗ هُوَ وَاَتْبَاعُهٗ كَانُوْا يُؤَوِّلُوْنَ الْقُرْاٰنَ بِحَسْبِ اَهْوَائِهِمْ لَا بِحَسْبِ مَا فَسَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ وَالسَّلَفُ الصَّالِحُ وَاَئِمَّةُ التَّفْسِيْرِ كَذٰلِكَ۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار وہابی قرآن پاک کی تاویلیں اپنی خواہشوں کے مطابق کرتے تھے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سلف صالحین اور ائمہ مفسرین علیہم الرحمۃ کی تفسیر کے مطابق تفسیر نہیں کرتے تھے

(الصارم الصادق فی الرد علی منکری التوسل و الاستمداد والخوارق ص۱۹)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

وَكَانَ يَمْنَعُ اَتْبَاعَهُ مِنْ مُطَالَعَةِ كُتُبِ الْفِقْهِ وَالتَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَاَحْرَقَ كَثِيْرًا مِنْهَا وَاَذِنَ لِكُلِّ مَنْ اَتْبَعَهُ اَنْ يُفَسِّرَ الْقُرْاٰنَ بِحَسْبِ فَهْمِهٖ حَتّٰى الْهَمَجَ الْهَمَجَ مِنْ اَتْبَاعِهٖ فَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَلَوْ كَانَ لَا يَحْفَظُ الْقُرْاٰنَ وَلَا شَيْئًا مِنْهُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ مِنْهُمْ لِاٰخَرَ اِقْرَأْ اِقْرَأْ عَلَيَّ حَتّٰى اُفَسِّرَ لَكَ فَاِذَا قَرَأَ عَلَيْهِ يُفَسِّرُهٗ لَهٗ بِرَأْيِهٖ۔ (الدرر السنیہ ص۴۱)

اپنے پیروکاروں کو کتب فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔ بہت سی کتب جلا بھی دیں۔ اپنے ہر پیروکار کو اجازت دے دی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے یہاں تک کہ اس نے اپنے متبعین کو برانگیختہ کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک ایسا ہی کرتا تھا۔ اگرچہ قرآن اسے بالکل یاد نہ ہو۔ جسے یاد نہ ہوتا وہ کسی دوسرے کو کہتا کہ تم قرآن پڑھو میں اس کی تفسیر بتاتا ہوں۔ جب وہ پڑھتا تھا تو یہ اپنے رائے سے تفسیر کر دیتا تھا

جیسا کہ آپ نے حصہ سوم میں پڑھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا اور اس کی تحریک سے انگریزوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ اسی طرح محمد بن عبدالوہاب کی تحریک سے بھی انہیں بہت فائدہ پہنچا کہ امت مرحومہ فرقہ بندی کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔

انگریزوں نے نجدی کی تعریف کیوں کی ہے

قارئین ذی کرام! علماء محققین نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم اور اس کے قبائح اور خباثت اپنی کتابوں میں بیان کیے ہیں۔ ان کا اندراج کیا گیا ہے۔ اس کی تعلیم اور قبائح پڑھنے کے بعد کوئی ذی عقل اور باشعور شخص ایسے شخص کو اور اس کے پیروکاروں کو شریعت مصطفوی کا پیروکار اور شیدائی نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی ایسا شخص عوام کی زبان سے مصلح کہلایا جا سکتا ہے۔ مگر انگریز یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور رفعت کسی طریقہ سے نکالی جائے کیونکہ اسلام کے نام پر جو یہ مسلمان من و تن اور دھن کی بازی لگا دینے کے لیے جو تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عقیدت کی وجہ سے ہی ہے۔ جب انگریزوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات اور اس کے دین جدید کے پروگرام کو پڑھا تو ان کو اپنے مقصد میں کامیابی اور کامرانی کی امید ہوئی۔ تو انہوں نے سب سے بہتر

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

یہی سمجھا کر اس شخص کی تعریف و توصیف کی جائے اور اس کو عظیم شخصیت قرار دیا جائے تو اس کے ماننے والے ہمارے قریب ہو جائیں گے۔ جب وہ قریب ہو جائیں

گے۔ جب وہ قریب ہو جائیں گے تو ان کو ساتھ ملا کر ہم اپنے مقصد (مسلمانوں کے دلوں سے عظمتِ مصطفےٰ نکالنے) میں کامیاب اور کامران ہو جائیں گے۔ پس انگریزوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو عرب کا ایک مصلح کہنا شروع کر دیا جس کو وہابیوں نے اپنی کتابوں میں فخریہ انداز سے شائع کرنا شروع کر دیا جیسا کہ وہابیوں کے سردار ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب "تحریکِ وہابیت" پر ایک نظر میں لکھا ہے کہ

"وہابی سنی مسلمانوں کا ایک ترقی یافتہ فرقہ ہے۔ یہ لوگ عبدالوہاب کے قائم شدہ اصولوں کے پیرو ہیں۔ عبدالوہاب اٹھارہویں صدی میں ایک عرب مصلح تھا۔" (تحریکِ وہابیت پر ایک نظر، ص مطبوعہ امرتسر)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم اور اس کے عقائد کا جب علماء محققین کو علم ہوا تو علماء نے ان کے عقائد پر کفر کے فتوے لگائے اور ان کو سزاوار قرار دیا۔ شریفِ مکہ نے ان کا حرمین شریفین میں داخلہ بند کر دیا جیسا کہ دنیائے اسلام کی شہرۂ آفاق شخصیت حرم شریف کے مفتی اور امام علامہ احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف الدرر السنیہ میں تذکرہ فرمایا ہے۔

ناظرینِ کرام! یہ سعود بن عبدالعزیز نے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے۔ انبیاء عظام، صحابہ کرام اور اولیاء الرحمٰن کی توہین اور گستاخی کی۔ مزارات اور مقاماتِ مقدسہ کو تہ و بالا کر دیا۔ یہ سب کچھ اس نے انگریز کو خوش کرنے کے لیے کیا تھا۔ کیونکہ اس کے سرپرست انگریز تھے۔ وہ انگریز کا وظیفہ خوار و پٹھو تھا اس لیے مسلمانوں کے دل دکھائے اور انگریزوں کو خوش کیا۔ اس کے انگریز کا وظیفہ خوار ہونے کا ثبوت سنٹرل خلافت کمیٹی کی مسئلہ حجاز کتابی شکل میں شائع شدہ رپورٹ میں موجود ہے جو کہ درج کیا جاتا ہے:

یہ بھی خبر ملی تھی کہ ابن سعود سلطان نجد کو بھی انگریزی خزانہ سے وظیفہ ملتا تھا۔ ایک کو برطانیہ کا دفترِ خارجہ کی معرفت اور دوسرے کو حکومتِ ہند کے ذریعہ سے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سلطان ابن سعود کو یہ وظیفہ اس وجہ سے دیا جاتا ہے کہ ان کا منہ بند ہو:

(مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء ص ۲۶)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

برطانیہ کا پٹھو ابن سعود: مسٹر محمد علی کا فتوے

مشہور لیڈر جناب مسٹر محمد علی صاحب ایڈیٹر "ہمدرد" کامریڈ نے (جو آج کل ابن سعود کے خاص نعت خوانوں میں داخل ہیں) اس تقریر میں جو آپ نے خلافت کانفرنس کراچی میں فرمائی تھی۔ ابن سعود کے متعلق فرمایا کہ:

"اگر کسی وقت شریف مکہ امیر فیصل برطانیہ کے برخلاف ہو جائیں تو بنظر حفظ ماتقدم ایک دوسرے پٹھو کو بھی تیار کر لیا ہے۔ اور وہ ابن سعود ہے۔ جسے ساٹھ ہزار پونڈ (۹ لاکھ روپیہ) سالانہ دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ بوقت ضرورت اس کو شریف کی جگہ بٹھا دیا جائے۔" (تقاریر مسٹر محمد علی صاحب مطبوعہ غنی المطابع دہلی حصہ دوم ص۶۰)

(فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول ص۱۲۱)

سردار محمد حسنی بی۔اے کا بیان

سردار محمد حسنی بی۔اے بھی جو کہ سوانح ابن سعود کے مورخ ہیں۔ عبدالعزیز بن سعود جو کہ وہابیہ نجدیہ کے مجدد ہیں کے متعلق انگریزوں کے وظیفہ خوار ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"عبدالعزیز ابن سعود کو بھی پانچ ہزار پونڈ ماہوار کا وظیفہ انگریزوں کی طرف سے ملتا تھا۔"

سردار محمد حسنی نے اس وظیفہ کے جاری رہنے کی مدت بھی لکھی ہے کہ:

"ابن سعود کا ماہانہ وظیفہ ۱۹۱۷ء سے شروع ہو کر مارچ ۱۹۲۱ء تک جاری رہا۔" (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۴۹ مطبوعہ جالندھر)

مولوی ظفر علی خاں

مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار زمیندار نے بھی ایک رباعی لکھی ہے۔ جس میں ابن سعود کا تعارف اس طرح کرایا ہے:

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسوائیں گولیاں!
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر

(نگارستان ص۲۵۲ از ظفر علی خاں)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جیسا کہ آپ نے اُوپر پڑھا۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کو ناکامی کے بعد جو کامیابی حاصل ہوئی وہ آلِ سعود کی تلوار سے ہوئی جو حجاز مقدس پر قابض ہوئے اور انہوں نے وہابی مذہب قبول کر لیا تھا۔ اور آلِ سعود کو انگریزوں کی اعانت حاصل تھی۔

قارئین حضرات! سعودی حکومت میں آلِ سعود اور آلِ شیخ دو خاندان مشہور ہیں۔ دونوں باہمی پروگرام طے کرتے ہیں بعد ازاں اُس پر عملدرآمد ہوتا ہے سعودی حکومت نے جو مزاراتِ مقدسہ کو مسمار کیا تھا یہ ان کے مجدد اور بڑے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم اور طریقے کے مطابق تھا۔ کیونکہ نجدی نے خود اپنے ہاتھ سے مزاراتِ مقدسہ کو ڈھایا اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کیا جو کہ درج کیا جاتا ہے۔

مکہ مکرمہ پر حملہ

سردار محمد حسن بی اے مؤرخ لکھتے ہیں کہ: سعود جو اس وقت رسوائے عالم ہو چکا تھا۔ حجاز کی طرف بڑھا اور لگے ہاتھوں طائف پر قابض ہو گیا۔ اور وہاں سے گرد و نواح میں افواج بھیجنے لگا شریف کے پاس کوئی قابلِ ذکر فوج نہ تھی۔ مقابلہ کی تاب نہ لا کر جدہ چلا گیا۔ اپریل ۱۸۵۳ء میں سعود بلا مزاحمت مکہ مکرمہ میں داخل ہو گیا۔ وہابی مدت سے اُدھار کھائے بیٹھے تھے کہ اصل اصلاح مکہ سے کی جائے گی۔ اور ہر وہ چیز جس میں کفر و شرک کا شائبہ پایا جاتا ہو فنا کر دی جائے گی۔ چنانچہ اب مقدس مزارات توڑ پھوڑ دیئے گئے۔ زیارت گاہوں کی بیحرمتی کی گئی۔ حرمِ کعبہ کے غلاف پھاڑ دیئے گئے وہابیوں کے معتقدات کے مطابق جس قدر شعائر یا رسومات قرآن و سنت کے خلاف تھیں یکلخت ممنوع قرار دی گئیں۔ (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۴۸)

مکہ مکرمہ کے علاوہ وہابیوں نے مدینہ منورہ پر بھی حملہ کیا۔ اور مقاماتِ مقدسہ اور مزارات کو منہدم کر دیا۔ روضۂ نبوی کی زیارت کرنے والوں پر تشدد کیا۔ یہاں تک کہ گنبدِ خضرا کو منہدم کرنے کا بھی ارادہ کر لیا۔ ان سب کا ثبوت وہابیہ کی ہی مستند کتب کے حوالہ جات سے پیش کیا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ پر حملہ

وہابیہ نجدیہ کے مؤرخ مرزا حیرت دہلوی اپنی کتاب حیاتِ طیبہ میں لکھتا ہے کہ:

"سعد بن عبدالعزیز نجدی ۱۸۰۲ء کے آخر میں مدینہ منورہ پر قابض ہوا۔ تو اُس نے مدینہ منورہ کے اور مقبروں سے گزر کر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو بھی سلامت نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو اُٹھا دیا جو آپ کی قبرِ مقدس پر پڑی رہتی تھی۔"

(حیاتِ طیبہ ص۲۸۵ سطر ۱۲ تا ۱۵ مطبوعہ لاہور)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

وہابیوں کی گنبدِ خضریٰ پر گولہ باری

سردار محمد حسن مؤرخ لکھتے ہیں کہ اگست میں نجدی افواج مدینہ کی طرف بڑھیں۔ اسی مہینے کی پچیس تاریخ کو امیر علی کے حکام نے اقصائے عالم میں یہ خبر مشہور کر دی کہ نعوذ باللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس مرقد پر نجدی گولہ باری کر رہے ہیں۔ نجدیوں کی طرف سے تردید تو شائع ہوئی لیکن بعد از وقت پہنچی۔ مسلمانوں میں پھر غیظ و غضب برپا ہوا۔ مسلمان حکومتوں کی طرف سے احتجاج شائع ہوئے۔ فرداً فرداً مسلمان بھی روضۂ مطہر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحفظ کے لیے کوشش کرتے رہے۔ ایرانی حکومت نے ایک وفد تحقیق حالات کی غرض سے بھیجا ۱۹۲۵ء کے آواخر میں اس وفد نے بیان شائع کیا کہ واقعی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے کی گنبد میں پانچ گولیاں لگی ہیں۔" (سوانح حیات سلطان ابن سعود ص۱۵۷)

مجتہد الوہابیہ نواب صدیق حسن کی گواہی

غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کے مجتہد نواب صدیق حسن خان بھوپالوی لکھتے ہیں کہ:

"سعود نے مزارِ مقدسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کر دیا۔ اور اس کے خزائن اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو لے گیا۔ بعضوں نے کہا کہ ساٹھ اونٹوں پر بار کر کے خزانہ لے گیا۔ اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا۔ اور مدینہ پر نمر بن شیخ بنی حرب کو حاکم کیا۔ اور لوگوں کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ مزارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانے کا قصد کیا۔ مگر اس امر کا مرتکب نہ ہوا۔ اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور کوئی نہ کرے۔"

قارئینِ کرام! اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک حرم شریف میں قتل و قتال کو حرام قرار دیا مگر وہابیوں نے اللہ تعالیٰ اور رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی سرتابی و مخالفت کرتے ہوئے حرم شریف میں قتل و قتال کیا۔

اب خود اندازہ لگا لیجیے کہ یہ وہابی مذہب کہاں تک اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات پر عمل پیرا ہے اور ان کے ارشادات کی تبلیغ کرتا ہے۔

تفصیل کے لئے بندہ کی تالیف فتنہ نجدیت ملاحظہ ہو۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس ظالم نے طائف، کربلا معلیٰ اور نجف شریف کے مزارات کو بھی تہ و بالا کیا اور لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ جب وہابیوں نے حضرت ابن عباس کے مزار کو پھونک دینے کے بعد ساری آبادی کو تہ تیغ کیا جس میں بچے عورتیں اور بوڑھے شامل تھے تو ۱۱ ستمبر ۱۹۲۵ء کو کعبۃ اللہ کے سامنے ۲۰ ہزار مسلمانوں نے جو جاوا، سماٹرا، ہندوستان، سوڈان، ایران، الجیریا اور روس پر مشتمل تھے احتجاج کیا اور ایک تار سنٹرل خلافت کمیٹی ہندوستان کو مکہ مکرمہ سے بھیجا جو وہابیوں نے شہر طائف کے مسلمانوں پر انسانیت سوز وحشیانہ سلوک کیا۔ (مسئلہ حجاز رپورٹ وفد خلافت ۱۹۲۶ء ص ۵۷۴)

چنانچہ ۳۰ مئی ۱۹۲۶ء صبح کو مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب (جو کہ وفد خلافت کے اراکین تھے) سلطان ابن سعود کو ملنے گئے جو رپورٹ میں درج ہے کہ اس سانحہ پر عالم اسلام کی تشویش کا اظہار کیا۔ جب نجدی حکومت نے دیکھا کہ دیگر مسلم ممالک اور ان کی رعایا کے جذبات ہمارے سخت خلاف ہیں تو انہوں نے مدینہ منورہ کے علماء کا ایک جاہلی فتوے دکھایا جس میں لکھا تھا کہ مزارات اور قبوں کو مسمار اور منہدم کر دیا جائے، جب وفدِ خلافت نے اس کی تحقیقات کی تو سوائے فراڈ، دھوکہ دہی مطلقاً کوئی سچائی نہ تھی۔ رپورٹ میں یہ بھی درج ہے کہ صدر الافاضل امام المفسرین علامہ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ مراد آبادی (جنہوں نے کنز الایمان پر حاشیہ لکھا ہے) نے ابن سعود نجدی کو مناظرہ کا چیلنج کیا۔ ان دنوں غیر مقلد گروہ کے مشہور کارکن مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر حج میں ابن سعود کی تردعوتوں سے فیضیاب ہو چکے تھے۔ اس کا حقِ نمک ادا فرمانے کے لئے صدر الافاضل صاحب کو تحریری مناظرہ کی دعوت دی۔ آپ نے ابن سعود کو لکھا کہ نجدی علماء باطل پر ہیں اور ہم ان سے مناظرہ کے لئے آمادہ ہیں اور جب تک فیصلہ کن مناظرہ نہ ہو تم متبرک مقامات کو مسمار نہ کریں۔ مگر اس ظالم نے ایک نہ سنی۔

مذہب نامہذب وہابیت کے بانی اور نام نہاد موحد اور تحریک جہاد کے علمبردار محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین نے نہ کبھی کفار اور مشرکین سے جہاد کیا۔ نہ ہی کسی بت خانہ کو پاش پاش کیا بلکہ ان کے مذہب میں جہاد صرف اور صرف مرسلین، انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کے متعلق نہایت نازیبا حملے کرنا اور مزاراتِ مقدسہ اور مشاہد مبارکہ کو شہید اور مسمار کرنا ہے نیز عشاقِ رسول، معتقدینِ اولیاء کاملین پر ظلم و ستم بلکہ ان سے قتل و جدال

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

رکھنا ہے۔ اور اسی طریق کار سے ان کی شقاوتِ قلبی عیاں ہوتی ہے ان کی شقاوتِ قلبی اتنی حد تک پہنچ چکی ہے کہ حرمین شریفین پر بھی حملہ کرنے سے باز نہ آئے ان کے ظلم و ستم کی انتہا کا یہ حال ہے کہ انہوں نے شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں کے سینوں پر ہی ذبح کر دیا۔ شعائر اللہ کی عظمت ان کے دل سے اس حد تک ختم ہو چکی تھی کہ قرآنِ کریم اور کتبِ احادیثِ نبوی کو انہوں نے نالیوں، روڑی اور کوڑے کرکٹ میں پھینک دیا۔

علامہ جمیل آفندی علیہا الرحمۃ نجدیوں کے ظلم و ستم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:
ذیقعدہ ۱۲۱۷ھ میں نجدیوں نے طائف شریف پر قبضہ کر لیا۔

وَقَتَلُوا الْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ وَ	اور بڑے چھوٹے، محکوم اور حاکم سب
الْمَامُوْرَ وَالْآمِرَ لَمْ	کو قتل کر ڈالا صرف وہی بچا جس کی عمر
يَنْجُ إِلَّا مَنْ طَالَ عُمْرُهُ وَكَانُوْا	طویل تھی۔ شیر خوار بچے کو ماں کے سینے
يَذْبَحُوْنَ الصَّغِيْرَ عَلَى صَدْرِ	پر ہی ذبح کر دیتے تھے۔ مال لوٹ
أُمِّهِ وَغَصَبُوا الْأَمْوَالَ وَ	لیے۔ عورتوں کو قید کر لیا۔ بہت سی
سَبُوا النِّسَاءَ وَفَعَلُوْا أَشْيَاءَ	ایسی حرکات کیں جن سے بہت طول
يَطُوْلُ الْكَلَامُ بِذِكْرِهَا۔	ہوتا ہے۔

(الدرر السنیہ ص۱۰، الفجر الصادق ص۲۲ مطبوعہ استنبول)

یہ تو تھا محمد بن عبدالوہاب نجدی کا کردار جس نے آلِ سعود سے مل کر ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام گمراہ فرقوں سے محفوظ رکھے اور نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور اولیاء کرام کے سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جنہیں انعام یافتہ ہونے کی خود ذاتِ باری تعالیٰ نے سند عطا فرمائی ہے۔ وَ آخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

یکے از سگانِ آلِ اطہار و صحابہ کبار

فقیر ابوالامام نواب الدین عفی اللہ تعالیٰ عنہ گولڑوی

۱/۱۶ شمس سٹریٹ۔ سعدی پارک، مزنگ لاہور

۲ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۲ فروری ۱۹۸۶ء بروز بدھ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تقریظ

برصغیر پاک و ہند کو اگر فتنوں کی سرزمین کہا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا اکبر کے "دین الٰہی" سے فتنہ مرزائیت کے ظہور تک بے شمار فتنے نمودار ہوئے۔ اور برساتی بلبلوں کی طرح ٹراتے ہوئے اپنی موت مر گئے۔ یہاں تک کہ آج اکبر کے "دین" کا نام لینے والا کوئی نہیں، بعینہٖ اسی طرح کل تک قادیانی کذاب کا نام لیوا بھی فنا کے گھاٹ اتر جائے گا، انشاء اللہ العزیز۔ مگر جب تک آفتاب کے طلوع و غروب کا سلسلہ قائم ہے دنیا سراج منیر سے برابر مستفیض ہوتی رہے گی۔ لیکن ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چناں — کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

دنیا میں جن فتنوں کے ظہور کی خبر مخبر صادق حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیان فرمائی، ان میں سے ایک عظیم فتنہ "قادیانی کذاب" کی شکل میں پنجاب سے نکلا، جسے برطانوی سامراج نے پروان چڑھایا اور تمام طاغوتی طاقتیں اس کی پشت پناہ ثابت ہوئیں۔ چودھویں صدی ہجری کی ابتدا اس فتنہ کے عروج کی داستان پیش کرتی ہے۔ پس منظر میں جھانکیے تو تیرھویں صدی کو مسلمانانِ برصغیر کے لئے انتہائی ابتلاء و آزمائش کی صدی قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو مسلمانوں کے ہاتھ سے اقتدار چھینا جا رہا تھا تو دوسری طرف نام نہاد مسلم رہنما، ایمانداروں کے دل سے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت سرمدی کو نکال باہر کیا چاہتے تھے، مکار انگریز نے ہر محاذ پر اپنے ایجنٹ بٹھا رکھے تھے۔ پلان کے مطابق تقدیس الوہیت اور ناموسِ رسالت پر حملے شروع ہوئے، علم و عمل کے مدعی، العلم حجاب الاکبر کے زندان میں بند ہو چکے تھے، امکان کذب، امتناعِ نظیر، ختم نبوت ایسے نازک مسائل قرطاس و قلم کی زد پر تھے، ایک طرف سے آواز آئی، خدا جھوٹ بول سکتا ہے، دوسری آواز گونجی "آن کی آن میں خدا کروڑوں محمد پیدا کر سکتا ہے" تیسرا پکارا۔ "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

بس میدان تیار تھا، نہ جانے کون کون سی شخصیتیں اپنی اپنی نبوت کے اعلان

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کے لئے پر تول رہی تھیں کہ موقعہ غنیمت جانتے ہوئے قادیانی کذاب اکھاڑے میں آیا اور بازی لے گیا۔ باقی منہ دیکھتے اور خون چاٹتے رہ گئے۔

متنبیٔ قادیان نے پہلے پہل محدثیت، مجددیت کا ڈھونگ رچایا پھر مہدیت کا سیوانگ بھرا۔ کچھ حواری اکٹھے کئے، سرکار انگریز نے ہر قسم کی سہولت مہیا کی، مال و دولت میں کمی نہ آنے دی، رسائل و جرائد اور کتب کی اشاعت کے لئے تمام ذرائع آسان بنا دیئے، جس سے اس دجال کی باچھیں کھلتی گئیں، نئے نئے عجوبے ظہور پذیر ہونے لگے۔ ایک دن مسیح موعود کا دعوے اگلا تو دوسرے روز ظلی و بروزی نبی کی اطلاع اختراع کی، پھر آن کی آن میں منصب نبوت کا اعلان داغ دیا۔ انگریزی سرکار نے انگریزی نبی کے لئے انگریزی فرشتہ کی اسامی بھی نکال دی۔ جس کا نام جھنڈا اور وحی پہنچی تھی۔

حکومت برطانیہ نے اُمراء، رؤسا اور سرکاری افسروں کو قادیانی کذاب کے تسلیم کرنے پر انعام کا لالچ دیا اور انکار پر زمینیں، جائیدادیں، جاگیریں اور عہدے چھیننے کا خوف مسلط کیا۔

ایسے ناگفتہ بہ حالات میں عاشقان مصطفےٰ نے علماء کرام، مشائخ عظام کی آواز پر لبیک کہا اور ہر محاذ پر مردانہ وار مقابلہ کے لئے کمربستہ ہوئے۔ معرکے سر کرنے لگے، دشمنان اسلام کو منہ کی کھانی پڑی۔ خصوصاً فتنہ مرزائیت کا استحصال علماء و مشائخ اہل سنت ہی کا مرہون منت ہے۔ جیسا کہ بالتفصیل حضرت مولانا الحاج صوفی نواب دین صاحب چشتی گولڑوی دامت برکاتہم کی اس عدیم النظیر ترتیب "آفتاب گولڑہ اور فتنہ مرزائیت" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

"فتنہ مرزائیت" کی تردید میں ہزاروں رسائل و کتب اس وقت تک شائع ہو چکے ہیں۔ اور جب تک انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا بیخ و بن سے اکھاڑ باہر نہیں کیا جاتا۔ اُس وقت تک اہل محبت کا راہوار قلم سرپٹ دوڑتا رہے گا، علماء و مشائخ عظام میں ایک سے ایک بڑھ کر اس سلسلہ میں اپنی خدمات پیش کرتا نظر آتا ہے۔ مگر اس مختصر اوراق میں چند نام تبرکاً تحریر کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

قادیانی کذاب پر پہلی ضرب حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب بھیروی لاہوری علیہ الرحمۃ نے لگائی، دوسرا وار حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری دائم الحضوری نے کیا بعدہٗ علماء کرام، مشائخ عظام کی مساعی جمیلہ اس کا تا طفتہ بند کرنے میں صرف ہوئیں۔ جن میں سرفہرست آفتاب گولڑہ سید پیر مہر علی شاہ مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا الشاہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی، حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب بدایونی، حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی، حضرت مولانا محمد یعقوب الحسن کا بدایونی، حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی، حضرت مولانا سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، مجاہد ملت حضرت مولانا خواجہ ضیاء الدین صاحب سیالوی، حضرت مولانا غلام محمد صاحب ترنم امرتسری، حضرت مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب، حضرت مولانا محمد عالم صاحب آسی امرتسری، حضرت مولانا نواب الدین صاحب شکوہی، حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی، غازی کشمیر حضرت مولانا علامہ ابو الحسنات صاحب قادری، اور آپ کے صاحبزادے سید خلیل احمد صاحب، امام اہلسنت حضرت مولانا سید ابو البرکات صاحب اور آپ کے صاحبزادے سید محمود احمد صاحب رضوی، شیخ الاسلام حضرت خواجہ الحاج الحافظ محمد قمر الدین صاحب سیالوی، سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی، حضرت مولانا عارف اللہ شاہ صاحب قادری، حضرت مولانا قاری احمد حسن صاحب گجراتی، حضرت مولانا مفتی احمد یار صاحب گجراتی، حضرت مولانا پیر سید ولائت حسین شاہ صاحب گجراتی، فقیہ اعظم حضرت مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی بصیر پوری، حضرت مولانا الحاج غلام دین صاحب لاہوری، محدث اعظم پاکستان ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب چشتی، حضرت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور صاحب ہزاروی، شہباز خطابت حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب، حضرت مولانا علامہ محمد شریف صاحب نوری قصوری علیہم الرحمۃ والرضوان کے علاوہ سینکڑوں علماء و مشائخ عظام نے اس کذاب کے

لہ مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتوے میں تحریر فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کافر ہیں۔ جو انہیں کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ دیگر ان کے تصنیف "ختم النبوت" جو انہوں نے اس سلسلہ میں لکھی ہے۔ قابل مطالعہ ہے۔ یہ کتاب مکتبہ نبویہ نے شائع کی ہے اور ہجویری کتب خانہ بیرون موری گیٹ سے دستیاب ہے۔

ٹہ یوں تو ہر مسلمان کو اپنے نبی اور ان کے دین سے والہانہ محبت ہے۔ مگر سادات کرام کو اپنے نانا جان کے دین کا جس قدر پاس ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جہاں بھی ضرورت پیش آئی سینہ تان کر کھڑے ہو گئے محاذ کشمیر ہو یا تحریک ختم نبوت۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نظریات و عقائد کی تردید فرمائی اور عاشقانِ مصطفےٰ نے نہایت عمدگی سے رہنمائی فرمائی۔

قادیانی کذاب کے خاتمہ کے لئے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء میں تاریخ ساز تحریکیں چلیں، جو اپنی مثال آپ تھیں۔ ان تحریکوں پر بے شمار رسائل و کتب شائع ہو چکے ہیں، تاہم قارئین کی ایمانی حلاوت میں اضافہ کے لئے چند سطور حاجی صاحب موصوف کی زبانی درج کی جاتی ہیں۔ موصوف کا بیان ہے کہ میں عارف والا میں تھا۔ جب ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی۔ وہاں مولوی لطف اللہ دیوبندی نے اپنی نہایت دلفریب آواز میں سُنّی نوجوانوں کو للکارا کہ "آؤ! آؤ! شمع رسالت جل رہی ہے۔ کہاں ہے شمع رسالت کے پروانے۔ اب پروانے قربان ہونے کے لئے آئیں۔" چنانچہ سُنّی نوجوان پروانہ وار سروں پر کفن باندھے حسب پروگرام ہر جمعہ کو ٹولیوں کی شکل میں جامع مسجد عارف والا میں اس کیفیت سے آتے کہ ان کی مائیں اور بہنیں بڑے ہی جذباتی مگر باوقار انداز میں انہیں ناموسِ رسالت پر قربان ہونے کے لئے پیش کرتیں اور تاکید کرتیں کہ دیکھو! تم تحفظ ختم نبوت کے لئے جا رہے ہو وہاں گولیوں کا سامنا ہے۔ پیٹھ نہیں دکھانی بلکہ گولی چھاتی پر کھانی ہے۔" چنانچہ نعرۂ تکبیر و رسالت کی گونج میں تحریک کے مرکز لاہور کی طرف روانہ ہوتے اور اپنی چھاتیاں تحفظ ختم نبوت کی خاطر چھلنی کراتے اور شہادت کی سعادت حاصل کرتے۔ مگر دیوبندی اور دوسرے فرقوں کے نوجوان باہر نکلے اور نہ ہی علماء کام آئے۔

یہی مولوی لطف اللہ دیوبندی عارف والا میں سُنیت کا روپ دھارے مدت تک اہلسنت جماعت کی مسجد میں خطابت کے جوہر دکھاتا رہا۔ جب شبہ ہوا کہ یہ تو کچھ اور ہے تو حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی علیہ الرحمۃ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ جمعہ کا دن تھا حضرت حافظ صاحب نے دیوبندی اکابر کی عبارات پڑھ کر عوام کی صحیح رہنمائی فرمائی اور وہ مسجد سے چلتا بنا پھر اس نے اہل سنت و جماعت کے خلاف محاذ بنا لیا، ایک روز ایک جلسہ میں اس نے اعلان کیا کہ اگر میرے عقائد غلط ہوں تو میں جل مروں چنانچہ صبح جب واپسی ہوئی تو اس کی لاری میں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ نے اس تیزی سے پکڑا کہ جل کر راکھ ہو گیا۔ بلکہ اس کی نحوست سے تمام بس والے بھی جل گئے۔ اسی لئے مولانا روم نے فرمایا ہے ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

القصہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریکوں میں بھی علماء و مشائخ اہلسنت نے عملاً حصہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لیا۔ سُنّی عوام کی ڈھارس بندھائی، نہ صرف قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ بلکہ سولی تک کی سزا سن کر شکرانے کے سجدے ادا کئے۔ یوں تو ہر ایک کا نام سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ مگر اختصار کے پیشِ نظر چند ایک اسمائے گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔

مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں صاحب نیازی، مفتی امین الحساب لاہوری، حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی، قائد اہلِ سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری، حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہر بھیروی، علامہ ابوالضیاء محمد باقر ضیاء النوری بصیر پوری، مولانا الحاج ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب ہاشمی، مولانا حافظ محمد عالم صاحب شیخ الحدیث سیالکوٹ، مفتی مختار احمد صاحب نعیمی، سیّد حسین الدین شاہ صاحب ہاشمی، حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی، مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب، مولانا سید محمود شاہ صاحب گجراتی، مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب، مولانا صاحبزادہ افتخار حسن صاحب، مولانا ابوالبیان غلام علی صاحب اوکاڑوی، مولانا غلام مہر علی صاحب چشتی گولڑوی، اور ان کے علاوہ سینکڑوں علماء کرام نے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کی تحریکوں میں حصّہ لیا اور الحمد للہ یہ تحریکیں اتنی موثر اور بارآور ثابت ہوئی کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے قادیانی کذاب اور اس کی ذریّت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر آئین کا حصّہ بنایا۔ اس پر نہ صرف پاکستانی مسلمانوں نے سجدہ شکر ادا کیا بلکہ عالمِ اسلام نے اس پر تحسین فرمائی۔

زیادہ کیا عرض کیا جائے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے حضرت مولانا صوفی نواب الدین صاحب چشتی گولڑوی کی یہ نادر ترتیب جس میں فتنہ مرزائیت کی گوشمالی کرتے ہوئے کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا۔ اور پھر آفتابِ گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب چشتی علیہ الرحمۃ کی جرأتِ عاشقانہ کا جو حسین نقشہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے یہ انہی کا حق تھا۔ اللہ تعالےٰ موصوف کی جملہ تصانیف کو شرفِ قبول سے بہرہ ور فرمائے، مسلمانوں کے لئے خضرِ راہ :۔ آمین بجاہ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

محمد منشا تابش قصوری

خطیب جامع مسجد ظفریہ، مریدکے

۵ مارچ ۱۹۸۶ء

محمد یونس کھوکھر نے کتابت کی اور اردو آرٹ پریس میں چھپا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تصانیف ابوالامام حاجی نواب دین چشتی گولڑوی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar